خواتین کے بناؤ سنگھار
اور
لباس کے شرعی احکام

مؤلف
مفتی ثناء اللہ محمود

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون: ۷۳۵۲۴۸۳

خواتین کے بناؤ سنگھار
اور
لباس کے شرعی احکام

مؤلف
مفتی ثناء اللہ محمود

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب

خواتین کے بناؤ سنگھار اور لباس کے شرعی احکام

مؤلف

مفتی ثناء اللہ محمود

باہتمام

مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر

بیت العلوم

۲۰ - نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: [illegible]

خواتین کے بناؤ سنگھار
اور
لباس کے شرعی احکام

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	عرض مؤلف	۱۶
۲	عورت کا اصلی حسن	۲۳
۳	اسلام میں عورت کی اہمیت اور مقام	۲۴
۴	زینت جمال اور تجمل کے معنی	۲۵
۵	جمال	۲۶
۶	تجمل	۲۶
۷	سنگھار اور صفائی ستھرائی	۲۷
۸	سنن فطرت	۳۰
۹	عورت کے بناؤ سنگھار کی شرعی حیثیت	۳۲
۱۰	شوہر کے لئے عورت کو بناؤ سنگھار واجب ہے	۳۹
۱۱	شادی شدہ عورت کا میلی کچیلی رہنا مکروہ ہے	۴۰
۱۲	جسم کی بدبو شوہر کی ناگواری کا باعث ہے	۴۰
۱۳	عورت کا گھر اور چار دیواری میں رہنا شوہر کے اعتماد میں پسندیدگی میں اضافہ کرتا ہے	۴۱
۱۴	فخر اور دکھاوے کے میک اپ کرنا گناہ اور ناجائز ہے	۴۱
۱۵	بناؤ سنگھار کا ''بھوت'' پسندیدہ عمل نہیں	۴۳
۱۶	مہمان خواتین کی آمد اور میزبان خاتون کا بیوٹی پارلر جانا	۴۳
۱۷	بار بار بیوٹی پارلر جانا فضول خرچی ہے	۴۴

۱۸	سودا سلف لینے جاتے وقت سرخی لگا کر نکلنا جائز نہیں	۴۴
۱۹	دکانداروں سے ضرورت سے زائد بات چیت ناجائز ہے	۴۵
۲۰	بیوٹی پارلر جانے کی حدود وقیود	۴۶
۲۱	بے حیا اور مردوں سے بلا جھجک ہنسنے بولنے والی اور غیر مسلم عورت سے میک اپ کرانا	۴۷
۲۲	مردوں سے میک اپ یا فشل کرانا	۴۸
۲۳	گھروں اور مساج سنٹر میں عورت کا مرد سے مساج کرانا	۴۸
۲۴	خواتین سے مردوں کا مساج کروانا	۴۹
۲۵	سنسان جگہوں اور مارکیٹوں کی سنسان منزلوں کے بیوٹی پارلر میں نہیں جانا چاہئے	۴۹
۲۶	روایتی اور پرانے طریقے ہی انسانی جلد کے محافظ ہیں	۵۰
۲۷	بالوں کا بناؤ سنگھار	۵۱
۲۸	بالوں کی اصل ہیئت اور اہمیت	۵۱
۲۹	بیماری کی وجہ سے بال کتروانا	۵۲
۳۰	ایک غلط فہمی کا ازالہ	۵۲
۳۱	چھوٹی بچیوں کے بال کٹوانے کا مسئلہ	۵۳
۳۲	بالوں کا ڈیزائن سے سنوارنا	۵۴
۳۳	بالوں میں دوسرے کے بال ملانے کا حکم	۵۴
۳۴	شوہر کے حکم پر بھی بال ملانا جائز نہیں	۵۵
۳۵	وگ کا استعمال	۵۶
۳۶	وگ کے بالوں پر مسح اور غسل کا حکم	۵۶

۳۷	بالوں کا ایک اسٹائل کوہان نما بال	۵۷
۳۸	بالوں کی ٹرانسپلانٹیشن	۵۸
۳۹	کالا خضاب لگانا	۵۸
۴۰	سر کے بالوں کو بلیچ کرنا یا کوئی رنگ لگانا	۵۹
۴۱	چہرے اور ہاتھ پاؤں کے بالوں کو بلیچ کرنا یا نوچنا	۶۰
۴۲	بھنوؤں کے بال نوچنا، باریک بنانا	۶۱
۴۳	بھنویں لٹک جائیں تو انہیں قینچی سے کاٹ دیں	۶۳
۴۴	چہرے پر داڑھی یا مونچھ نکل آئے	۶۳
۴۵	ہونٹوں کے بال صاف کرنا	۶۳
۴۶	زیر ناف اور بغل کے بالوں کی صفائی	۶۴
۴۷	جسم گودنا یا گدوانا حرام ہے	۶۴
۴۸	دانت اور ان کی صفائی اور سنگھار	۶۵
۴۹	ٹوٹے دانت کی جگہ نقلی دانت سونے چاندی کے لگوانا	۶۶
۵۰	دانتوں کو بندھوانا تا کہ لبوں سے باہر نہ نکلیں	۶۶
۵۱	دانتوں کے خلاء کو بند کرنا یا خلا پیدا کرنا	۶۶
۵۲	بناؤ سنگھار کے لئے زیور کا استعمال	۶۷
۵۳	زیور پہننا جائز ہے	۶۸
۵۴	ہر حال میں زیور نہ پہننا افضل ہے	۶۸
۵۵	چھوٹی بچیوں کو زیور پہنانے کی ممانعت	۶۹
۵۶	دکھاوے اور نمائش کی غرض سے زیور پہننے کی ممانعت	۶۹
۵۷	بجنے والا زیور پہننے کی ممانعت ہے	۷۰

۵۸	سونے چاندی کے زیورات پہننے کا حکم	۷۱
۵۹	مصنوعی زیورات (پلاسٹک سکہ وغیرہ)	۷۳
۶۰	سونا چاندی اور دیگر دھاتوں کی انگوٹھیاں پہننے کا حکم	۷۳
۶۱	پتھر کی انگوٹھی پہننے کا حکم	۷۴
۶۲	پلاسٹک کی انگوٹھی پہننے کا حکم	۷۴
۶۳	انگوٹھی میں نگینے کا استعمال	۷۴
۶۴	نگینوں میں ذاتی تاثیر کا عقیدہ غلط ہے	۷۵
۶۵	جواہرات کے زیور	۷۵
۶۶	چوڑیاں پہننا	۷۶
۶۷	''بریس لیٹ'' پہننا	۷۶
۶۸	کلائی کی گھڑی کا استعمال	۷۷
۶۹	لاکٹ پہن کر بیت الخلاء اور غسل خانے میں جانا	۷۷
۷۰	ٹشو پیپر کا استعمال	۷۸
۷۱	ناک کان چھدوانا	۷۹
۷۲	بھنوؤں ہونٹوں یا ناف میں سوراخ کر کے بالی ڈالنا	۷۹
۷۳	میک اپ کرنا	۸۰
۷۴	لپ اسٹک کا استعمال	۸۰
۷۵	نیل پالش کا استعمال	۸۱
۷۶	پلکوں اور پپوٹوں پر رنگ کا استعمال	۸۱
۷۷	میک اپ میں غیر ملکی اشیاء کا استعمال	۸۲
۷۸	پلکوں پر نقلی پلکیں لگوانا	۸۲

۷۹	ناخن بڑھانا لمبے ناخن رکھنا	۸۳
۸۰	ناخن کاٹنے کا سنت طریقہ	۸۴
۸۱	ناخنوں کو رنگنا	۸۵
۸۲	نقلی ناخن لگانا	۸۶
۸۳	مہندی لگانا	۸۷
۸۴	نقش ونگار والی مہندی لگانا	۸۷
۸۵	پیروں میں مہندی	۸۸
۸۶	کہنیوں تک نقش ونگار	۸۸
۸۷	ابٹن لگانا	۸۸
۸۸	میک اپ کی تیاری میں سبزیوں، بیسن وغیرہ کا استعمال	۸۹
۸۹	کلونجی کا استعمال	۹۰
۹۰	خربوزے اور پپیتے کا استعمال	۹۰
۹۱	کھیرے کا استعمال	۹۰
۹۲	بیسن کا استعمال	۹۰
۹۳	بالائی کا استعمال	۹۱
۹۴	مختلف تیلوں کا استعمال	۹۱
۹۵	خوشبو کا استعمال	۹۱
۹۶	خوشبو اور بناؤ سنگھار کر کے مخلوط محفلوں میں جانا	۹۲
۹۷	پرفیوم جائز ہیں یا نہیں	۹۴
۹۸	باڈی پرفیوم کا استعمال	۹۴
۹۹	مردانہ وضع قطع کے جوتے استعمال کرنا	۹۵

۱۰۰	جوگر اور کھلی چپل کا استعمال	۹۵
۱۰۱	جوتے بیٹھ کر پہننے چاہئیں	۹۶
۱۰۲	عینک کا استعمال	۹۶
۱۰۳	پرس لٹکانا	۹۷
۱۰۴	پلاسٹک سرجری کروانا	۹۸
۱۰۵	پلاسٹک سرجری میں انسانی کھال اور نومولود کی جھلی کا استعمال	۹۸
۱۰۶	چہرے کی خوبصورتی کے لئے سرجری کروانا	۹۹
۱۰۷	لباس اور اس کے احکام	۱۰۲
۱۰۸	فرض لباس	۱۰۳
۱۰۹	عورت اور مرد کے ستر کی حدود	۱۰۳
۱۱۰	مستحب لباس	۱۰۴
۱۱۱	مباح لباس	۱۰۴
۱۱۲	مکروہ لباس	۱۰۵
۱۱۳	حرام لباس	۱۰۶
۱۱۴	تشبیہ یا مشابہت سے مراد کیا ہے؟	۱۰۶
۱۱۵	لباس کے سلسلے میں چند شرائط	۱۱۰
۱۱۶	ستر ڈھانکنا	۱۱۳
۱۱۷	نیٹ (جالی) شیفون، بالون پہننے کا حکم	۱۱۴
۱۱۸	اونچے چاک والی قمیص کا حکم	۱۱۵
۱۱۹	چست لباس پہننے کا حکم	۱۱۵
۱۲۰	کافر فاسق عورتوں کے لباس سے مشابہت ہونا	۱۱۶

۱۲۱	کھلے گریبان کی عام قمیص یا شرٹ	۱۱۷
۱۲۳	بغیر آستین یا ہاف آستین کی قمیص	۱۱۷
۱۲۴	کھلے پیٹ کی شرٹ یا قمیص (بلاؤز)	۱۱۷
۱۲۵	دھوتی شلوار	۱۱۸
۱۲۶	اونچے پائچوں کی شلوار	۱۱۸
۱۲۷	لہنگا	۱۱۸
۱۲۸	اسکرٹ پہننا	۱۱۹
۱۲۹	پینٹ پہننا	۱۱۹
۱۳۰	ٹراؤزر	۱۱۹
۱۳۱	لیگی	۱۲۰
۱۳۲	ساڑھی	۱۲۰
۱۳۳	شلوار کا استعمال	۱۲۱
۱۳۴	عام پاجامہ	۱۲۱
۱۳۵	چوڑی دار پاجامہ	۱۲۱
۱۳۶	تہہ بند لنگی وغیرہ کا استعمال	۱۲۲
۱۳۷	سوئمنگ کاسٹیوم کا استعمال	۱۲۲
۱۳۸	بریزر کا استعمال	۱۲۳
۱۳۹	مردوں کی مشابہت والے لباس	۱۲۴
۱۴۰	مردانہ لباس	۱۲۴
۱۴۱	واسکٹ	۱۲۴
۱۴۲	زنانہ جیکٹ	۱۲۵

۱۴۳	مردانہ ٹوپی یا کیپ	۱۲۵
۱۴۴	کالر والی قمیص	۱۲۶
۱۴۵	فخر وتکبر ریا کاری والے لباس	۱۲۶
۱۴۶	اپنی بساط اور اعتدال کے برخلاف لباس پہننا	۱۲۶
۱۴۷	ایک دکاندار کا تبصرہ	۱۲۷
۱۴۸	کپڑوں میں ناجائز اور حرام اشیاء کی موجودگی	۱۲۷
۱۴۹	کپڑوں پر تصویر	۱۲۸
۱۵۰	جاندار کی تصاویر والے لباس	۱۲۸
۱۵۱	اگر تصویر بہت چھوٹی ہو	۱۲۹
۱۵۲	غیر جاندار کی تصویر والا لباس	۱۳۰
۱۵۳	غیر مسلموں کے شعائر والا لباس	۱۳۰
۱۵۴	تصویر ہو تو کیا کریں؟	۱۳۲
۱۵۵	کفار کے جھنڈوں والے لباس	۱۳۳
۱۵۶	فضول قسم کے جملوں والے لباس	۱۳۴
۱۵۷	رنگین کپڑے پہننا	۱۳۵
۱۵۸	رنگین کپڑے کی خاص ممانعت	۱۳۵
۱۵۹	بسنت کا لباس	۱۳۵
۱۶۰	غم میں کالا لباس پہننا	۱۳۷
۱۶۱	نقش ونگار والے کپڑے	۱۳۸
۱۶۲	عدت میں رنگین کپڑے پہننا جائز نہیں	۱۳۸
۱۶۳	گھر میں مردانہ لباس پہننا	۱۳۸

۱۶۴	گھر میں ننگے سر رہنا یا باریک دوپٹہ پہننا	۱۳۹
۱۶۵	سر کے بال ستر میں داخل ہیں	۱۳۹
۱۶۶	سر پر اسکارف باندھنا	۱۴۰
۱۶۷	کپڑے یا دھاگوں کی بنی چٹیا کا استعمال	۱۴۰
۱۶۸	مایوں مہندی وغیرہ میں پیلے کپڑے پہننا	۱۴۱
۱۶۹	زمین پر گھسٹتا ہوا لباس یا دوپٹہ	۱۴۲
۱۷۰	خواتین کا پردہ	۱۴۳
۱۷۱	نظریں جھکا کے رکھنا	۱۴۵
۱۷۲	دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا	۱۴۵
۱۷۳	خواتین کو گھروں میں رہنے کا حکم	۱۴۶
۱۷۴	نامحرم کے ساتھ خلوت میں نہ جائے	۱۴۸
۱۷۵	عورت کا برقع اور حجاب	۱۴۹
۱۷۶	پورے بدن کو ڈھانکتا ہو	۱۵۰
۱۷۷	باریک اور چست نہ ہو	۱۵۱
۱۷۸	برقع یا حجاب خود کسی قسم کی زینت نہ ہو	۱۵۳
۱۷۹	دستانے پہننا	۱۵۸
۱۸۰	ہاتھ میں تسبیح لینا	۱۵۸
۱۸۱	لباس کے آداب	۱۵۹
۱۸۲	خواتین کے حوالے سے سرپرستوں کی ذمہ داریاں	۱۶۲
۱۸۳	تہمت اور بدگمانی کی جگہوں سے بچائیں	۱۶۳
۱۸۴	جھوٹ بولنے کی عادت سے بچائیں	۱۶۴

۱۸۵	دوسروں کو تکلیف دینے سے منع کریں	۱۶۴
۱۸۶	غلط کام کرتے دیکھیں تو فوراً ایکشن لیں	۱۶۴
۱۸۷	غرور و تکبر کو ان کے نزدیک نہ آنے دیں	۱۶۵
۱۸۸	بلا وجہ ہر وقت ڈانٹتے نہ رہیں	۱۶۵
۱۸۹	بچپن میں میک اپ اور شوخ کپڑوں سے بچائیں	۱۶۵
۱۹۰	تصاویر، موبائل وغیرہ سے بچائیں	۱۶۵
۱۹۱	تعلیم و تربیت کا دھیان	۱۶۶
۱۹۲	لڑکیوں کو بچپن سے ہی آداب سکھایئے	۱۶۷
۱۹۳	والدین کا ادب	۱۶۸
۱۹۴	بھائیوں کا ادب	۱۷۰
۱۹۵	قریبی رشتہ داروں کا ادب	۱۷۰
۱۹۶	پڑوسیوں کے آداب	۱۷۱
۱۹۷	گھر میں رہنے کے آداب	۱۷۱
۱۹۸	درسگاہ کے آداب	۱۷۲
۱۹۹	بات کرنے کے آداب	۱۷۴
۲۰۰	آنکھ کی صفائی	۱۷۵
۲۰۱	منہ اور دانتوں کے آداب	۱۷۵
۲۰۲	ناک کے آداب	۱۷۶
۲۰۳	کان اور سننے کے آداب	۱۷۷
۲۰۴	ہاتھوں کے آداب	۱۷۸
۲۰۵	بالوں کے آداب	۱۷۹

۲۰۶	سر کے آداب	۱۸۰
۲۰۷	صفائی ستھرائی	۱۸۰
۲۰۸	بیٹھنے کے آداب	۱۸۱
۲۰۹	چلنے کے آداب	۱۸۳
۲۱۰	پاؤں کے آداب	۱۸۴
۲۱۱	سونے کے آداب	۱۸۴
۲۱۲	کھانے پینے کے آداب	۱۸۶
۲۱۳	بچیوں کے لئے ورزش	۱۸۹
۲۱۴	کسی کے ہاں آنے جانے کے آداب	۱۹۰
۲۱۵	گفتگو کے آداب	۱۹۱
۲۱۶	بچی کو دین کی موٹی موٹی باتیں بچپن میں بتا دیں	۱۹۳
۲۱۷	خواتین ہوشیار باش	۱۹۶
۲۱۸	مسلمان زادیاں	۱۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿عرض مؤلف﴾

عورت کائنات کی نرم و نازک، حسین و جمیل اور مؤثر ترین حقیقت ہے۔ اسلام نے خواتین کو جس اہمیت اور اعزاز و کرام سے نوازا ہے اس کے پس منظر میں قدرت کی ودیعت کردہ وہ صفات اور خوبیاں ہیں جو انسانی معاشرہ پر بلاواسطہ اور کائنات پر بالواسطہ اثر انداز ہوتی ہیں اور کسی بھی معاشرے کو جنت نظیر یا مثل دوزخ بنانے میں ان کا اہم کردار ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کے بارے میں اپنی زبان وحی ترجمان سے جو تعبیرات بیان فرمائی ہیں ان میں فصاحت و بلاغت کی چاشنی کے ساتھ عورتوں کی ان خوبیوں کا بھرپور اعتراف ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

﴿حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ الطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ﴾

''تمہاری دنیا میں میری محبوب ترین چیز خواتین اور خوشبو ہے''

ایک سفر میں ازواج مطہرات آپ کے ہمراہ تھیں اونٹوں کا سفر تھا اور عربوں کی عادت کے مطابق لمبے سفر میں اونٹوں کی رفتار تیز کرنے کے لئے ایک خاص صنف کے اشعار پڑھے جاتے تھے جن کے مخصوص ردھم اور آواز کے زیر و بم سے سواری کی رفتار تیز ہو جاتی تھی اور سفر آسانی سے کٹ جاتا تھا اسے ''حدی'' کہا جاتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ''حدی خواں'' آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے جب اپنے مخصوص انداز میں حدی پڑھنا شروع کی تو اونٹ وجد میں آکر سبک رفتار اور تیز رو بن گئے اور تیز رفتاری کی بناء پر خواتین کے لئے اونٹوں پر اپنے آپ کو سنبھالنا مشکل ہونے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خوبصورت جملہ ارشاد فرمایا: رُوَیْدَکَ...... یَااَنْجَشَہ ...... سَوْقُکَ بِالْقَوَارِیْرِ) ''انجشہ! ذرا سنبھل کر تم آبگینوں کو ہنکار رہے ہو۔'' آپ

ﷺ کی اس تعبیر میں جہاں ادب کی چاشنی اور ترکیب کا حسن ہے وہاں خواتین کے مزاج اور ان کی جبلی فطرت کی بھرپور عکاسی بھی موجود ہے۔

آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا۔

﴿اَلنِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ﴾

''عورتیں مردوں کی جڑواں تخلیق ہیں۔''

ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ کا فرمان ہے

﴿اِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضَلَعٍ اَعْوَاجَ﴾

''عورتیں ٹیڑھی پسلی کی پیداوار ہیں۔''

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا

﴿اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ﴾

''عورتیں شیطانی جال ہیں۔''

اگر احادیث مبارکہ کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو اس قسم کی بہت سی تعبیرات یکجا جمع کی جاسکتی ہیں جن سے عورتوں کی مزاج شناسی اور اس کی کامیاب تربیت کے لئے بہت سے نفسیاتی اصول اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

آپ ﷺ جب عورت کو دنیا کی محبوب ترین اشیاء میں سے ایک قرار دیتے ہیں تو وہ اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ محبت کی سحر انگیزی سے خواتین کی خوابیدہ صلاحیتوں کو زیادہ بہتر انداز میں متحرک کیا جاسکتا ہے اور محبت کا جھانسہ دے کر اس کا غلط استعمال بھی ہوسکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی انقلابی تحریک میں مالی اور اخلاقی اعتبار سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور نبوت کی علمی وراثت کے تحفظ میں محبوبہء محبوب خدا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کردار اس پاکیزہ محبت کی سحر انگیزی کی واضح مثال ہے۔

آپ ﷺ جب خواتین کو آبگینہ سے تشبیہ دیتے ہیں تو دراصل اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ عورت انتہائی نازک اور حساس تخلیق ہے جس طرح معمولی سی ٹھوکر سے آبگینہ اثر پذیر ہوکر سب کچھ کھو دیتا ہے اسی طرح خواتین بھی معاشرتی عوامل سے اثر قبول

کرنے میں دیر نہیں لگاتیں اور جس طرح آبگینہ سے استفادہ کے لئے اس کی انتہائی حفاظت اور دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے اسی طرح خواتین کی کردار سازی کے لئے بھی انتہائی نگہداشت کی ضرورت پیش آتی ہے۔

آپ ﷺ جب عورت کو مرد کی جڑواں تخلیق قرار دیتے ہیں تو دراصل بعض مردوں کی اس خام خیالی کا پردہ چاک کرتے ہیں کہ ''مرد ہی سب کچھ ہیں'' اور عورت کی حیثیت پھول سے زیادہ نہیں ہے جسے سونگھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عورت زندگی کی گاڑی کا دوسرا پہیہ ہے اور مرد اگر گھریلو زندگی کی مشکلات حل کرنے اور مسائل کی گتھیاں سلجھانے میں بے تاج بادشاہ ہے تو عورت بھی اپنے گھر کی ملکہ اور ربۃ البیت ہے۔

آپ ﷺ جب خواتین کو ٹیڑھی پسلی کی پیداوار فرماتے ہیں تو دراصل اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ جس طرح سینے میں اعضائے رئیسہ کی حفاظت کے لئے ٹیڑھا پن پسلی کا کمال اور خوبی ہے اسی طرح خواتین کی جذباتیت اور انفعالیت نسل انسانی کی بقا اور تحفظ کی ضامن ہے۔

آپ ﷺ جب خواتین کو شیطانی پھندے اور ابلیسی جال قرار دیتے ہیں تو دراصل خواتین کے اس منفی کردار کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو جنسی جذبات اور شہوت پرستی کے غلاموں کی طرف سے عورت کے غلط استعمال پر سامنے آتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی معاشرے میں انقلابی تبدیلیاں برپا کرنے کے لئے عورت ایک موثر ترین ہتھیار اور دو دھاری تلوار ہے آپ چاہیں تو اس سے دور نبوی جیسا صالح ترین معاشرہ تعمیر کرلیں اور چاہیں تو آج کے یورپ اور امریکہ جیسا انسانیت سوز معاشرہ بنا کر انسانی اقدار کا جنازہ نکال دیں۔

قرآن کریم قصہء آدم وحوا کو مختلف اسلوب سے بار بار بیان کرتا ہے جس میں بہت سے درس اور عبرتیں پوشیدہ ہیں۔ منجملہ ان میں سے ایک سبق یہ بھی ہے کہ عورت ایک مؤثر قوت ہے وہ مرد کی زندگی میں سکون اور چین کی علامت ہے اور جنت سے نکلنے کا سبب

بھی ہے۔

اسلام دشمن عناصر نے اس راز کو پہچان کر ''نسوانی قوت'' کا بہت ظالمانہ استعمال کیا ہے۔ وہ خواتین جو اسلامی نظام کی خشت اول رکھتے وقت مردوں سے سبقت لے جارہی تھیں آج انہیں اسلام کے بالمقابل لا کر کھڑا کر دیا ہے عورت کی نفسیات کا ناجائز فائدہ اٹھا کر چند ٹکوں کے عوض مردوں کی ہوسنا کی اور جنسی تسکین کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ وہ خواتین جنہیں اسلام نے گھر کی مالکہ بنایا تھا اکیسویں صدی کی جاہلیت نے انہیں بازاری جنس بنا کر رکھ دیا ہے۔

اس نامبارک صورت حال میں ہمارا بھی کافی عمل دخل ہے اگر اسے مجرمانہ کردار نہ کہا جائے تو غلط کردار ضرور کہا جائے گا کہ ہم نے خواتین اسلام کی تعلیم وتربیت کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ ہم نے انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے میں تغافل برتا جس سے دشمنان اسلام نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور اس سرسبز وشاداب چراگاہ میں بلا روک ٹوک چرتے رہے اور اسے اجاڑ کر رکھ دیا۔

فرقہ واریت اور بدعت کا ناسور حقیقت پسندی کی بجائے قصہ گوئی اور فضولیات اسلامی معاشرے میں در آئیں۔ کہیں سات بیبیوں کی کہانی، تو کہیں لکڑ ہارے کی کہانی اور اس قسم کی بہت سے بے سروپا کہانیاں ہمارے گھروں میں پڑھی جاتی رہیں اور وہ اسلام جو قرآن وحدیث کے حقائق کا گہوارہ تھا خرافات اور قصہ کہانیوں کا مذہب بن کر رہ گیا جس پر شاعر کو یہ کہنا پڑا۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات کی ہوگئی

دوسری طرف جدید سائنس اور ترقی کے نام پر اس بھولی بھالی صنف نازک کا استحصال کیا جاتا رہا حقوق کے نام پر فرائض کا انبار اس کے سر پر لاد دیا گیا انسانیت سازی اور نسل انسانی کی تربیت سے ہٹا کر اسے شمع محفل اور رونق انجمن بنا دیا گیا عورت کی نسوانیت کا جنازہ نکال کر اس کی عفت وعصمت کو تار تار کر دیا گیا۔

گزشتہ دو عشروں سے نسیم سحر کا ایک جھونکا آیا ہے جس نے مشام جان کو معطر کر دیا ہے خواتین کے موضوع پر ہمارے معاشرے میں ایک مثبت تبدیلی آئی ہے۔

مستورات کی تبلیغی جماعتیں اور بنات کے مدارس کی شکل میں ایک بہت ہی مبارک کام کا آغاز ہوا ہے جو خواتین کی تعلیم و تربیت میں ایک انقلاب کی نوید ہے اور اس کے اثرات کچھ عرصہ کے بعد سامنے آنا شروع ہو جائیں گے۔

اسی کے ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی خوش آئند تبدیلی آئی ہے اور خواتین کے موضوع پر بہت سی مثبت اور معیاری کتابیں سامنے آئی ہیں۔

اب تک عورت ہیجانی اور جذباتی ناولوں کا موضوع اور انتہائی گھٹیا تفریح کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ اب تفسیر و حدیث کی روشنی میں لکھی جانے والی کتابوں کا موضوع بن چکی ہے اور ایک نیا ادب تخلیق پا رہا ہے جس میں خواتین کے موضوع پر نہایت خوبصورت اور علمی تصانیف سامنے آ رہی ہیں۔

آئندہ صفحات میں خواتین کے ایک اہم موضوع ''بناؤ سنگھار اور لباس'' کے حوالے سے ایک بڑی اہم اور سنجیدہ گفتگو پیش کی گئی ہے جو یقیناً خواتین کے لئے بہت اہم رہنما ثابت ہو گی۔

موجودہ دور کے فیشن اور لا ابالی پن کو دلائل کے ذریعے غلط ثابت کر دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں خواتین کو جو غلط فہمیاں لاعلمی اور غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے لاحق ہو چکی ہیں ان کا اچھی طرح ازالہ کیا گیا ہے۔

کیونکہ موجودہ دور میں لباس اور بناؤ سنگھار بہت بڑا فتنہ بن چکے ہیں جو آہستہ آہستہ بے راہ روی کی طرف جا رہا ہے اور اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ خواتین اصل فتنہ اور جاذبیت کے اصل رنگ سے واقف ہو جائیں۔

خواتین کے سامنے یہ بات آنی ضروری ہے کہ بناؤ سنگھار اور میک اپ کے ساتھ بے پردہ پھرنے والی خواتین کو خود آزاد اور بے پردگی کا حامی طبقہ کیا مقام دیتا ہے ایک شریف عورت جو تنہا چلی بھلا ہی ہوا ایسا بہت زیادہ ہو رہا ہے کہ اشاروں میں یا صریح الفاظ

میں اسے بدکاری کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے خواتین خاموش مگر بہت پریشان ہیں۔

لیکن اس کی وجہ دراصل وہ بدقماش عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے بہروپ اور پہناووں کو فیشن کی شکل دے دی ہے اور معصوم اور شریف خواتین محض اپنے دل اور جذبات کی تسکین کے لئے فیشن اپناتی ہیں لیکن پھر وہ بدقماش ٹولے کی نظروں اور آوازوں کی شکار ہوتی ہیں اور بعض کمزور ایمان والیاں ظاہری چمک دمک سے متاثر ہوکر ایمان عفت و عصمت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔

اس جال سے شریف اور دیندار خواتین کو بچنا ہے اور اپنی دوسری مسلمان بہنوں کو بھی بچانا ہے تاکہ سب کی عزت و آبرو اور معاشرے میں ان کا مقام متاثر نہ ہو۔

خواتین کا معاشرے کی تعمیر میں بہت اہم رول ہوتا ہے لیکن اس رول کو وہ اچھے روپ میں آکر ہی ادا کرسکتی ہیں۔

شریفانہ روپ شریفانہ لباس، شریفانہ اطوار یہ سب کچھ ایک مبلغ خاتون کا سرمایہ اور ہتھیار ہیں جن سے لیس ہوکر وہ معاشرے کو تباہی سے بچانے معاشرے کی صحیح خطوط پر تعمیر کرنے کی پوزیشن میں آسکتی ہے۔

بہر حال راقم نے یہ ہلکی سی کوشش کی ہے کہ خواتین کو بناؤ سنگھار اور لباس کے صحیح احکام سے روشناس کرا کے بناؤ سنگھار اور فیشن کے پیچھے چھپے ان رازوں کو اپنی مسلمان بہنوں کے سامنے آشکار کردوں تاکہ وہ ان مکروہ اور گھناؤنے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے مستعد ہو جائیں جو اغیار نے اپنے کاروبار بڑھانے اور معاشرے میں غیر اسلامی رجحان پروان چڑھانے کے لئے اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اور مسلمان بہنیں صحیح اسلامی مزاج اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی منشا سے واقف ہوسکیں اور بناؤ سنگھار اور لباس کی شرعی حدود پہچان سکیں۔

اس کام میں میں نے اپنے دوستوں بعض شاگردوں اور بعض عزیزوں سے (جن میں مرد بھی ہیں خواتین بھی) مدد لی ہے۔ ان سے بہت سی باتیں جو معاشرے کے مزاج اور

عورتوں کے دلائل سے تعلق رکھتی ہیں معلوم کیں اور بعض دکانداروں سے جو کپڑے اور کاسمیٹکس کے کاروبار سے وابستہ ہیں انٹرویو بھی کئے۔ میں ان سب حضرات وخواتین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس سلسلے میں باقاعدہ میری معاونت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو قبولیت کا شرف عطا کرے اور اس کا افادہ عام اور استفادہ آسان فرمائے اور اسے رہنمائی اور توبہ کا ذریعہ بنادے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ مؤلف اس کے اہل خانہ والدین اور اخوان کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔ (وما علینا الا البلاغ)

ثناء اللہ محمود

استاد: گورنمنٹ اسلامیہ آرٹس وکامرس کالج کراچی

ریسرچ اسکالر شعبہء اسلامیات کراچی یونیورسٹی

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

﴿عورت کا اصلی حسن﴾

اللہ تعالیٰ نے عورت کو بحیثیت انسان ہونے کے ''احسن تقویم'' کے بہترین سانچے میں ڈھال کر بنایا ہے اور پھر تمام انسانوں میں انسانی فطرت اور طبیعت کا فطری جھکاؤ عورت کی طرف کر کے عورت کو کائنات کا اہم ترین رکن بنا دیا۔ اور عورت کی بناوٹ میں لچک، نرمی اور ضعف وغیرہ رکھ کر رحم کے انسانی جذبات کا رخ اس کی طرف موڑا اور اسے کشش، حیا اور حسن دے کر جذبات انسانی کا نقطہ اساسی اور مرکز بنا دیا۔

یوں تو اللہ تعالیٰ نے عورت کو حسن کے کئی ایک تحفوں سے نوازا ہے لیکن سب سے اہم تحفہ اس کی طبعی حیاء اور شرم ہے جو عورت کا اصلی حسن ہے اور یہ طبعی حیاء عورت کی فطرت ہے جو تربیت اصلی کے فقدان کی صورت میں بھی کسی نہ کسی درجے میں باقی رہتی ہے لیکن درحقیقت اس حیاء کو جو چیز بنیادی طور پر عورت کے اندر قائم رکھتی ہے وہ ہے اسلامی تربیت اور شریعت مطہرہ۔

جس عورت میں حیاء اور شرم ہو وہی عورت طبائع سلیمہ کے نزدیک اصلی حسین ہے۔ حیاء کی صفت ہی عورت کو اپنی جنس میں مقبول اور ممتاز کرتی ہے اور مردوں کے لئے انتخاب کی سب سے بڑی اور اہم وجہ ہوتی ہے یہ حیاء اسلامی تربیت کے ساتھ ہو تو اسلام میں انتخاب کا وہی مرکزی اور پہلا نقطہ ہوتی ہے خود نبی کریم ﷺ نے بھی ایسی ہی عورت کو اپنا شریک سفر چننے کا مشورہ دیا ہے جو نبی کریم ﷺ کی نظر میں مرکزی نقطہ ہونے کی دلیل ہے۔

حیاء عورت کا خزانہ اور زینت ہے۔ حیاء عورت کا زیور ہے۔ حیاء ہی عورت کا اصلی حسن ہے۔ حیاء عورت کا پیمانہ ہے۔ حیاء عورت کی معراج ہے۔ حیاء عورت کا مافی الضمیر ہے۔ حیاء عورت کی طرف سے معاشرے کے سدھار کا پیغام ہے۔ حیاء عورت کی طرف سے بہترین نسل فراہم کرنے کا اعلان ہے۔ حیاء عورت کے جنتی ہونے کی ضمانت ہے۔ حیاء

عورت کے پاکیزہ ہونے کی علامت ہے۔ عورت حیاء ہے۔ عورت پردہ ہے۔ حیاء پاکیزہ نگاہ ہے۔ پاکیزہ نگاہ ہی حیاء ہے۔ حیاء ہی عورت کا سب کچھ ہے۔ حیاء ہی اس کا اصل سرمایہ اور اصلی حسن ہے۔

اسلام میں عورت کی اہمیت اور مقام

اسلام سے پہلے عورت کا کوئی پرسان حال نہ ہوتا تھا عورت کو کسی قسم کے حقوق اور معاشرے میں مقام حاصل نہ تھا عورت کو بازاری جنس کی طرح خرید وفروخت کیا جاتا تھا اور ہمیشہ سے اسے حضرت حواء کے گندم کھانے کی وجہ سے گناہ سے ملحق قرار دیا جاتا تھا۔ جوئے میں ہار دیا جاتا تھا تحفے تحائف کی طرح اسے ایک دوسرے کو پیش کیا جاتا تھا۔ عرب میں بھی دور جاہلیت بڑا کربناک تھا بچیوں کو زمین میں زندہ گاڑنے کی رسم تھی عورت کو جاہل معاشروں میں قتل کرنا قابل فخر سمجھا جاتا تھا اور آج بھی سمجھا جاتا ہے۔

اسلام کی خاص حکمت تدریجیہ ہے یعنی وہ مرحلہ وار تبدیلی کا خواہاں ہے یکدم کسی چیز کو نہیں بدلا جاتا چنانچہ اس نے دنیا کو ایک نئی روشنی دکھائی جو خصوصاً عورتوں کے لئے آزادی اور اہمیت ملنے کا عندیہ تھا۔ اسلام نے ایسے اصول وضع کئے اور حکمت تدریجیہ کے تحت احکامات کا نفاذ کیا چنانچہ اس کی حکیمانہ سیاست واحکام کے ذریعے عورت آہستہ آہستہ جاہلیت اور ظلم کے اندھیروں سے آزادی اور علم کے نور میں آ کھڑی ہوئی۔

چنانچہ نہ صرف اسلام نے گناہ سے الحاق کے عقیدے کو لغو قرار دیا لڑکیوں کے زندہ گاڑنے کو قتل شمار کیا حتیٰ کہ غلامی جیسی کئی صدیوں کی لعنت کو اپنے بہترین اصولوں اور غلام آزاد کرنے کے فضائل کے ذریعے بالکل ختم کر دیا۔ اسلامی دنیا میں غلام رکھنے والوں پر غلاموں کے لئے کئی حقوق منوائے جس میں اس کی وراثت رشتہ داری اور کھانے، لباس وغیرہ میں مساوات بھی شامل تھی۔ غلاموں کو امام سپہ سالار اور حکمران تک بنایا گیا (جس پر باقاعدہ مغرب نے بھی بڑی وقیع تحقیق بھی کی ہے۔ اور کتابیں لکھی ہیں) اور ظاہر ہے غلاموں کا ایک بہت بڑا حصہ بلکہ غالب حصہ عورتوں پر ہی مشتمل تھا۔

اسی طرح بچیوں کی اچھی تربیت پر جنت کی بشارت دی۔ جولڑکی کا بہت زیادہ خیال رکھنے سے مشروط کی گئی۔

اسی طرح اسلام میں عورت اور مرد کو احکامات میں مساوی قرار دیا گیا جتنے احکام مردوں پر واجب ہیں وہی عورتوں پر بھی ہیں انہیں بعض رخصتیں بھی دی گئیں۔ اس سے یہ مطلب نکلا کہ عورت اور مرد کی جنس میں انسانی اعتبار سے برابری ہے مرد کو مرد ہونے پر یا عورت کو عورت ہونے پر کوئی بڑائی یا فخر حاصل نہیں ہے البتہ اتنا ضرور ہے مرد کو جسمانی طور پر مضبوط ہونے کی وجہ سے ذمہ داریاں عورت سے زیادہ دی گئی ہیں اور عورت کی ذمہ داری اور سرپرستی بھی اسی کو دی گئی ہے۔ گویا ہم اس بات کو اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ عورت مرد کے درمیان عدل اور تکافوء کا قانون رکھا گیا ہے یعنی اپنی اپنی طبیعت کے مطابق انجام دینے کا حق حاصل ہے جہاں کہیں عورت کی کوششوں کی قیمت زیادہ ہوتی ہے جیسے بچوں کی پرورش میں اور کہیں مرد کی۔ بہر حال اس موضوع کو یہیں ختم کرتے ہیں [1]

زینت جمال اور تجمل کے معنی

زینت کے لغوی معنی آراستہ کرنے، خوبصورت بنانے کے ہیں عربی میں ''امرأۃ زائنۃ'' کے معنی بنی سنوری ہوئی عورت کے آتے ہیں۔ [2] اس کا مدمقابل لفظ عربی میں ''شین'' بگڑ ہوا'' آتا ہے۔ [3] زینت کا اصل مادہ ''زین'' ہے اس لئے بننے سنورنے والے کو مزین کہتے ہیں اسی طرح زینت کے معنی ہر اس چیز کے آتے ہیں جس سے آراستگی کی جائے آراستہ ہوا جائے، یا بنا سنورا جائے اس کا ایک لفظ ''تزین'' بھی آتا ہے جس کے باب تفعل ہونے کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ''زینت'' کا لغت میں کسی زائد چیز پر اطلاق ہوتا ہے۔

یعنی اصل شکل وصورت (خلقت) پر اضافے کو زینت کہا جاتا ہے گویا ''زینت''

---

۱ تفصیل کے لئے ہماری مترجم کتاب۔ اسلام اور دیگر مذاہب میں عورت کے حقوق ومسائل ملاحظہ فرمائیں۔

۲ المنجد: ص ۴۵۰

۳ لسان العرب: ۱۳ص ۲۰۱، مختار الصحاح: ۵ص ۲۱۳۲۔

بناؤ سنگھار، آراستہ کرنے اور خوبصورت بنانے کو کہا جاتا ہے۔

جمال

جمال کے لغوی معنی حسن اور خوبصورتی کے ہیں۔[1] اس کے مدمقابل لفظ قبح آتا ہے جس طرح حسن کے مقابلے میں بھی لفظ ''قبح'' ہی آتا ہے جمال خلقت اور فعل دونوں میں ہوتا ہے۔[2]

خوبصورتی یا لفظ جمال کا اطلاق صورت اور سیرت دونوں پر ہوتا ہے۔[3] جمیل یا خوبصورت۔ مکمل جسم اور حسین صورت والے ہر جاندار کو کہا جاتا ہے۔[4] (یعنی جمال قدرتی حسن کا نام ہے اور زینت مصنوعی حسن یا جس چیز سے مصنوعی حسن لایا جائے اس کا نام ''زینت'' ہے۔)

تجمل

تجمل کے معنی بتکلف حسین بننا، خوبصورت بننا یا کسی چیز یا انسان کو خوبصورت بنانا مزین کرنا ہیں۔ یعنی جمال قدرتی حسن ہے جس میں اعضاء کا تناسب خلقت، ان کا اعتدال اور درست اور صحیح ہونا بھی شامل ہے اور یہ حسن بغیر کسی اضافی یا زائد چیز کے ہوتا ہے یہی انسان کا پیدائشی اور اصلی حسن ہے۔

اسی طرح زینت اور سنگھار کا لفظ اصلی حسن کو بھی شامل ہے اور اس کو بھی جو حسن اصل میں اضافہ کیا جائے، کیونکہ قرآن کریم میں اصلی حسن کی بعض چیزوں کو زینت کہا گیا ہے جیسے کہ سورہ نور کی آیت نمبر ۶۰ میں ''غیر متبرجت بزینة'' سے زینت اور حسن اصلی کی نمائش مراد لی گئی ہے۔

---

۳ المنجد ص مختار الصحاح: ج ۴ ص ۱۶۶۱۔

۴ لسان العرب: ج ۱۱ ص ۱۲۶۔

۵ لسان العرب: ج ۱۱ ص ۱۲۶۔

۶ القاموس المحیط: ج ۳ ص ۳۵۱۔

اور بعض احادیث میں زینت سے اضافی اشیاء مثلاً زیور، بالوں کے رنگ اور باریک کپڑے مراد لئے گئے ہیں۔ دیکھئے تفسیر ابن کثیر: ۷ص ۲۴۲)

اسی طرح زینت سے زیور بھی مراد لیا گیا ہے۔ دیکھئے سورۃ طٰہٰ آیت: ۸۷)

بہر حال زینت اور جمال میں بنیادی فرق ہے۔ اول اضافی اور ثانی اصلی ہے البتہ لفظ تزین اور تجمل میں استعمال اور معنی کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ دونوں کا معنی خوبصورت بننا اس کی کوشش کرنا اور خوبصورت بننے کے ذرائع استعمال کرنا ہے۔

لغت میں تجمل کے معنی تزین اور تزین کے معنی تجمل کئے جاتے ہیں۔[1]

بہر حال حسن اصلی یا جمال وہ ہے جو رب تعالیٰ کی عطاء اور نعمت ہے اور اسے کشادہ بڑی آنکھوں لمبی گردن صاف رنگت متناسب اعضاء ستواں ناک وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

بہر حال یہ ایک نعمت ہے اس کا شکر ادا کرنا ضروری ہے اور اس کا شکر عورت کے حق میں یقیناً اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ اس حسن کو ان آنکھوں سے چھپائے جن کے لئے اسے دیکھنا جائز نہیں اور اس حسن کو لوگوں کی نظروں میں آنے، دنیاوی اغراض میں استعمال کرنے سے بچا کر رکھے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب اور رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرے اور منع کردہ باتوں سے بچے۔

سنگھار اور صفائی ستھرائی

اسلام نے مسلمان کو ظاہری و باطنی دونوں قسم کی صفائی کا حکم دیا ہے اور اسی کی تلقین کرتا ہے لہٰذا مسلمان کو کینہ حسد بغض نفرت اور عداوت جیسی چیزوں سے باطن کو پاک رکھنے کا حکم دیا ہے اور ان چیزوں کو انسان کے لئے نقصان دہ اور میل کچیل قرار دیا ہے اور جب تک باطن اور دل میں میل کچیل رہے گا صفائی نہیں ہوگی۔

اسی طریقے سے نفسانی خواہشات سے بھی پاک رکھنے کا حکم دیا ہے اور نفسانی

---

[1] القاموس المحیط: ۱ص ۳۵۱، لسان العرب: ۱۱ص ۱۲۶، مختار الصحاح: ۴ص ۱۶۶۲۔

خواہشات کو انسان کے لئے زہر قاتل اور بربادی کا سبب قرار دیا ہے جس سے آخرت تو تباہ ہو ہی جاتی ہے دنیا بھی تباہی سے دوچار رہتی ہے۔

اسی لئے ارشاد ربانی ہے (ان لوگوں کے بارے میں جو نیک ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں (اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کسی قسم کا بوجھ مت چھوڑ۔ اے ہمارے رب بیشک تو رؤف اور رحیم ہے۔) [۱]

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ایک دوسرے سے بغض مت رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو اور نہ ہی آپس میں دشمنی رکھو۔ اور اے اللہ تعالیٰ کے بندو، بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنا حلال نہیں۔ [۲]

اسی طرح اسلام نے ظاہری پاکیزگی صفائی ستھرائی رکھنے اور حتی الامکان اچھی صورت میں نظر آنے کی دعوت دی ہے اس لئے اسے وضو، غسل اور اچھے کپڑوں سے زینت اختیار کرنے، سنن فطرت [۳] کی رعایت رکھنے (یعنی ناخن ترشوانے، جوڑ اچھی طرح دھونے وغیرہ) اور اسی طرح خوشبو وغیرہ کے استعمال کی ترغیب دی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ صفائی ستھرائی ظاہری حفاظت اور زینت کا ایک اہم مظاہرہ ہے اور یقینی سی بات ہے کہ اگر ایک شخص یا عورت نے زینت اور بناؤ سنگھار کی ہر ممکنہ چیز استعمال کی ہوئی ہو لیکن اس کے ساتھ اس میں سے پسینے کی بو آرہی ہو جسم پر میل ہو، سر میں جوئیں نظر آتی ہوں اور دوسرا شخص یا عورت جس نے صاف ستھری ہونے کے علاوہ کوئی دوسری زینت اختیار نہیں کی ہوئی ہو تو یقیناً اسی آخر الذکر مرد یا عورت کو ہی اچھا کہا جائے گا۔

اس دعوے کی وضاحت مزید اس بات سے ہو سکتی ہے کہ اسلام نے نماز کے صحیح ہونے کے لئے پاکی کی شرط لگائی ہے اور اس کے منکر کو خارج از اسلام کہا جاتا ہے۔ یہ بات مسلمانوں کے ذہن میں راسخ ہے کہ نماز بغیر پاکی اور بغیر وضو کے ادا نہیں ہوتی۔ اور اس

---

[۱] الحشر آیت نمبر ۱۰

[۲] بخاری کتاب الادب: ۷ص ۸۸۔

[۳] سنن فطرت کا ذکر عنقریب آرہا ہے۔

بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں عمل پاکی اور غسل یقیناً صفائی ستھرائی کے عمل کو شامل ہیں اگرچہ وضو یا محض غسل (پانی بہانے) سے صفائی ستھرائی کا ارادہ نہ کیا گیا ہو صرف وضو یا غسل کا حکم پورا کیا جارہا ہو۔

پھر رب سے ملاقات کے لئے جانے والے شخص یعنی میت کو بھی نہلا دھلا کر رخصت کیا جاتا ہے اور قبر میں صاف ستھرے کپڑوں اور صاف ستھرے جسم کے ساتھ رکھا جاتا ہے اور یہی نظافت ہے جو اس نے پوری زندگی اختیار کئے رکھی ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ رب تعالیٰ کے پاس بھی پاک صاف حالت میں پہنچتا ہے۔

تمام مذاہب میں نہانے دھونے کو ایک خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اسلام سے قبل بھی اس کی بڑی اہمیت تھی۔ اور اس کے بعد اس کے صحیح استعمال اور جنابت سے پاکی کے لئے ضروری ہونے کا اعلان کیا گیا۔ دیگر مذاہب میں عام طور سے جنابت کے بعد غسل کی اہمیت نہیں ہے البتہ ویسے نہانا صاف ستھرا رہنا اہمیت کا حامل ہے۔

نظافت اور صفائی ستھرائی فطرت سلیمہ ہے جو صحیح اور سالم نفس میں گڑی ہوئی ہے اس کی اہمیت مسلمہ ہے صفائی ستھرائی اور پانی کا استعمال تمام سلیم الطبائع لوگ اپنے معمول میں رکھتے ہیں سوائے بعض مغربی لوگوں کے کہ وہ روزانہ نہانے بلکہ ہفتوں تک نہانے کے بجائے جسم پر چھڑ کے جانے والے اسپرے سے گزارا کرتے رہتے ہیں۔

اسلام صفائی ستھرائی والا دین ہے ایسا دین فطرت ہے جو صفائی ستھرائی کی ترغیب دیتا ہے اور صفائی کی تمام حسی اور معنوی اقسام اپنانے کا حکم دیتا ہے لہٰذا بدن لباس رہائش اور اخلاق کی صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کا حکم دیتا ہے۔

اسلامی احکامات بھی اس کے صفائی ستھرائی پسند ہونے کی غمازی کرتے ہیں۔ جیسے کہ وضو غسل وغیرہ۔ اسی طرح حالت حیض میں میاں بیوی کے جنسی تعلق کی ممانعت، احتلام اور جنابت میں غسل کا وجوب، سو کر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھونے کا حکم، کھانا کھا کر کلی کرنے کا تاکیدی اور وضو کرنے کا استحبابی اہتمام وغیرہ۔

اسی طرح نئے مسلمان ہونے والے شخص کو بھی صاف ستھرا ہو کر اسلام میں داخل

ہونے کا حکم دیا گیا ہے جو اگرچہ استحبابی ہے اور بعض علماء کے نزدیک وجوبی ہے۔ اور اسی طرح کئی جگہوں پر مسلمان کو غسل کرنا سنت قرار دیا گیا ہے جیسے کہ جمعہ اور عیدین وغیرہ میں۔ اسی طرح استنجاء اور کپڑوں کی صفائی وستھرائی کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

اور پھر وضو کرنے اور غسل کرنے کے فضائل اور ان کے لئے انعامات کے وعدے سب اسلام کے صفائی ستھرائی پسند ہونے کی دلیلیں ہیں۔

سنن فطرت

اسلام کا ایک اور بڑا اقدم صفائی ستھرائی کے اساس ہونے کے بارے میں سنن فطرت کا اعلان ہے وہ یہ ہے صفائی ستھرائی سے متعلق چند احکامات کو فطرت کی سنتیں قرار دے دیا گیا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق مندرجہ ذیل اعمال سنن فطرت ہیں۔ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت اور دین ہیں۔

۱۔ ختنہ کرانا۔

۲۔ زیر ناف بالوں کی صفائی

۳۔ ناخن ترشوانا (یا تراشنا)

۴۔ بغلوں کے بال اکھاڑنا

۵۔ مونچھیں کاٹنا

۶۔ داڑھی بڑھانا

۷۔ مسواک

۸۔ ناک میں پانی ڈال کر اسے صاف کرنا

۹۔ جوڑ والے اعضاء کی خصوصی صفائی، انہیں دھونا

۱۰۔ استنجاء کرنا۔

مندرجہ بالا دس چیزیں دو احادیث[۱] سے اخذ کی گئی ہیں اور ان میں سے سات

---

[۱] بخاری کتاب اللباس، باب قص الشارب: ۷ص ۵۶، مسلم: اص ۲۲۱، مسلم: اص ۲۲۳۔

اعمال مرد وعورت کے مابین مشترک ہیں البتہ اول الذکر یعنی ختنہ حنفی فقہ میں عورت کے لئے غیر ضروری اور ائمہ ثلاثہ کے ہاں سنت یا مستحب ہے اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ عرب میں اس کا رواج زمانہ قبل از اسلام سے تھا جبکہ عجم میں اس کا رواج نہیں تھا اور جن احادیث میں عورت کے ختنہ کے حوالے سے ذکر آیا ہے وہاں وہیں کے رواج اور اس کے عرب کے ہاں پسندیدہ ہونے کا ذکر ہے حکم شرعی کا بیان نہیں ہوا۔

لہٰذا بقیہ تمام مذکورہ اعمال دونوں صنف کے لئے سنت ہیں اور اس میں انسانی جسم کی صفائی ستھرائی کا قابل ذکر نمونہ اور دلیل موجود ہے مندرجہ بالا بعض اعمال کے بارے میں کتاب میں تفصیل آرہی ہے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿عورت کے بناؤ سنگھار کی شرعی حیثیت﴾

اسلام دین فطرت ہے اس کے احکام فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہیں۔ یقینی بات یہ ہے کہ فطرت میں وہ تقاضے بھی موجود ہیں جو انسانی طبیعت اور فطرت سلیمہ کے مطابق ہیں اور وہ تقاضے بھی موجود ہیں جو فطرت سلیمہ کے مطابق نہیں لیکن انسانی جبلت اس کو چاہتی ہے۔

اسی طریقے سے خواہشات میلان جنسی اور بناؤ سنگھار بھی انسانی فطرت اور طبیعت کا حصہ ہے لیکن انہی خواہشات میلان اور بناؤ سنگھار کے معاملات کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے آزمائش بنا دیا ہے اور مسلمان ہونے، اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے رسول ﷺ سے وفاداری کا تقاضا یہ ہے کہ ان پر اسلام کے احکام کے مطابق عمل کیا جائے جہاں تک اسلام نے ان خواہشات کو پوری کرنے کی اجازت دی ہے بس اسی حد تک محدود رہا جائے اس حد کو پار کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

لہٰذا جدید تعلیم و تہذیب کے ماروں کا یہ کہنا کہ ''جنسی خواہشات اور بناؤ سنگھار سب انسانی فطرت کا تقاضا ہے اس پر عمل کر لینا انسانی حق ہے۔'' (نعوذ باللہ)

ان کا یہ کہنا تو بجا ہے کہ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے لیکن کیا ہر تقاضے کو پورا کرنا ضروری ہے؟ انسانی فطرت میں تابعداری بھی تو ہے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تابعداری کیوں نہیں کرتے؟؟ لیکن یہ جواب بعد کا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اسلامی شریعت کو تسلیم کرنے سے انکار کریں اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات اور شریعت اسلامی کو مانتے ہوں تو شریعت کی قائم کردہ حقوق کی پاسداری کی دلیل ہی کافی ہے۔

چنانچہ ہمارا موضوع اس وقت بناؤ سنگھار کے حوالے سے بات کرنا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے:

یہ بات واضح ہے کہ عورت کو انسانی زندگی میں بہت اہم مقام حاصل ہے عورت مرقع فطرت ہے کائنات کا سارا حسن عورت ہی کے دم قدم سے ہے اور اسلام نے عورت کو سب سے پہلے اس کے وجود اس کی حیثیت اور مرتبے کا احساس دلایا ہے یہ عورت پر اسلام کا احسان ہے۔

زیبائش اور سنگھار عورت کا بنیادی اور فطری حق ہے جو کہ بعض حالات میں اس پر واجب بھی ہو جاتا ہے بہر حال بننا سنورنا میک اپ کرنا عورت کی فطرت کے عین مطابق ہے لیکن موجودہ زمانے میں نت نئے فیشن اور مقابلے اور ہر معاملے میں آگے بڑھنے کی دوڑ نے عورت کو بناؤ سنگھار کے معاملے میں حدود سے آگے نکال دیا ہے۔ اسلام عورت کے بناؤ سنگھار کا قطعی مخالف نہیں ہے لیکن اتنا ضرور چاہتا ہے کہ عورت کا بناؤ سنگھار حدود سے باہر نہ ہو دنیا کے ہر رخ پر ہونے کے بجائے صرف ایک رخ پر ہو جائے پردے کی شرعی پابندی کے ساتھ ہو، نامحرم مردوں کے بجائے صرف ایک ہی مرد کے لئے کیا جائے اور اس بناؤ سنگھار کو اس کے محارم ہی دیکھ سکیں اور وہ بھی مکمل آداب کے ساتھ دیکھیں۔

عورت کا بناؤ سنگھار اگر خواتین کے سامنے ہو نامحرم مردوں سے بچ رہی ہو تب بھی دکھاوے اور ریا کاری کے عنصر سے خالی نہیں ہوتا بہر حال ہم چند اصولی باتیں ذکر کر دیتے ہیں جس سے بنیاد سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

بناؤ سنگھار میں چار باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔[1]

بناؤ سنگھار کی شرائط

<u>پہلی شرط</u>

زینت کا چھپانا اور کھلے بندوں اظہار نہ کرنا۔ جیسا کہ قرآن کریم کی آیات (سورہ احزاب آیت نمبر ۳۱ اور آیت نمبر ۳۳) میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں واضح ارشاد ہے زینت کا کھلے عام اظہار نہ کریں، اپنی چادروں کو سینوں پر ڈھانکیں، نظریں نیچی رکھیں اور اپنی سروں کی چادر اپنے قریب کرلیں (یعنی آگے کو لٹکالیں)

<u>دوسری شرط</u>

زینت کو ان کے علاوہ کسی کے سامنے نہ کھولنا جن کے لئے اس عورت کو دیکھنا جائز ہے۔ یعنی غیر محرم

جسے اس عورت کو دیکھنا جائز نہیں اس کے سامنے عورت کو بھی اپنی زینت کھولنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ زینت بناؤ سنگھار وغیرہ اس کی ذات کا مقصود نہیں ہے بلکہ وہ اپنے شوہر کی نظروں میں بس جانے اور اچھا نظر آنے اور اس کی محبت کھینچنے کا ذریعہ ہے۔ (سورہ نور آیت نمبر ۳۱) میں ان حضرات کی تفصیل درج ہے جن کے سامنے زینت کھولی جاسکتی ہے۔

وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

شوہر، سسر، شوہر کی اولاد، خود اپنی اولاد، بھائی، بھتیجے، بھانجے، خواتین، اپنی باندیاں یا گھر کے نامحرم بوڑھے جن کو خواتین کی حاجت باقی نہ رہی ہو۔ وہ نامحرم بچے جنہیں خواتین کے رازوں سے واقفیت نہ ہو (یعنی ناسمجھ بچے)

پردے کے احکامات مختصراً انشاء اللہ اسی کتاب میں بیان کردیئے جائیں گے۔

<u>تیسری شرط</u>

خواتین کے سامنے بھی زینت کھولنے میں حدود کی رعایت۔ مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے جسم کے وہ اعضاء جن پر نظریں ڈالنا دوسری عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہے وہ اس کے سامنے بلاضرورت نہ کھولے۔

کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے مرد کو مرد کی اور عورت کو عورت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم کتاب الحیض)

<u>چوتھی شرط</u>

مردوں کی نظریں زینت کا اظہار کر کے اپنی طرف نہ کرائے۔

عورت زینت کر کے یا کوئی بھی دوسرا عمل ایسا نہ کرے جس کی وجہ سے مردوں کی نظریں اس پر اٹھیں۔ اگر بناؤ سنگھار کر کے نکلے اور مردوں کی نظریں اٹھیں یا برقع ہی ایسا چمکدار یا تنگ پہنا ہو جس میں کشش موجود ہو تو یہ بھی عورت کے لئے درست نہیں ہے۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کو جو خوشبو لگا کر مردوں کی بیٹھک کے پاس سے گزرے۔ بدکار قرار دیا ہے اور نامحرم عورت کو دیکھنے والی ہر نظر کو بھی بدکار قرار دیا ہے۔

<u>پانچویں شرط</u>

مردوں سے مشابہت نہ ہو۔ یہ بھی عورت کے بناؤ سنگھار کی شرط ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت اور عورتوں سے مشابہت کرنے والے مرد پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری ۷: ص ۵۵)

چھٹی شرط

بناؤ سنگھار کرنے میں کوئی ناجائز عمل اختیار نہ کرے۔ مثلاً بال کٹوانا بھنویں نچوانا، دوسری عورت کے بال لگوانا وغیرہ کیونکہ مذکورہ امور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت وارد ہوئی ہے۔

ساتویں شرط

بناؤ سنگھار سے کفار یا فساق، یا اہل کتاب سے مشابہت اختیار نہ کی جائے۔

یہ شرط اہم شرطوں میں سے ہے کیونکہ اس سے احتراز کر کے ہی اہل فسق، کفار اور بدمعاش و بدقماش عورتوں سے فرق رکھا جاسکتا ہے۔ کیونکہ مسلم عورت کو دنیا بھر کی عورتوں سے خصوصی امتیاز حاصل ہے وہ عام عورتوں جیسی نہیں ہے اس کی قدر اور معیار بہت بلند ہے جو نیچ اور کمینہ صفت اور خود کی قدر اور خدا کی طرف سے دیئے گئے معیار کا لحاظ نہ کرے اور اس کی ناقدری کرنے والی عورتوں سے یقیناً بیزاری، علیحدگی بلند مرتبت ہونے کی نشانی ہے۔ اس شرط سے بے شمار مسلمان خواتین غافل ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

آٹھویں شرط

ایسی چیز سے بناؤ سنگھار نہ کرے جس سے اس کی صحت یا شکل وصورت اور جسم کو نقصان پہنچے۔ کیونکہ خود کو نقصان پہنچانا کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی اس سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاحکام ۲/۷۸۴)

نویں شرط

شہرت کا لباس پہننے کی ممانعت

شہرت کا لباس پہننے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو اتنا مہنگا لباس پہنا جائے جو عام حالات و عادات سے بالکل الگ ہو اور سب کو نمایاں طور پر الگ نظر آئے یا اتنا کم قیمت اور خسیس لباس پہنا جائے جو بالکل جدا اور تنہا نظر آئے جس سے لوگوں میں اس کے لباس کی شہرت اور چرچا ہو۔ (فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۲۲/۱۳۸)

حدیث میں ہے کہ جس نے شہرت کا لباس پہنا قیامت میں اللہ تعالیٰ اسے ذلت کا لباس پہنائے گا اور پھر اس میں آگ بھڑکائے گا۔ سنن ابن ماجہ ۲/۱۱۹۲، سنن ابی داؤد ۲/۳۱۴)

دسویں شرط

اعتدال اور میانہ روی اختیار کرے اور اسراف سے بچے۔ یہ شرط قرآن کریم میں مومنین کی نشانیوں میں میانہ روی اختیار کرنے کا ذکر ہونے اور اسراف کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دینے کی وجہ سے لگائی گئی ہے۔ (الفرقان ۶۷ الاسراء ۲۶، الاعراف ۳۱)۔

اور اسراف کرنا یقیناً بے وقوف لوگوں کا کام ہے۔

۱۔ نامحرموں سے سامنا یا ان پر گزر نہ ہو۔
۲۔ فضول خرچی نہ ہو اور ضرورت سے زائد یا اس کے بغیر نہ ہو۔
۳۔ دکھاوے، ریاکاری یا دوسری ہمعصر اور رشتہ دار خواتین کے مقابلے کے لئے نہ ہو۔
۴۔ شرعی حدود اور دائرے میں ہو۔

چنانچہ حدیث شریف میں خوشبو لگا کر راستے سے گزرنے والی عورت کو بدکار عورت کے مشابہہ مانا گیا ہے۔ کیونکہ خوشبو لگا کر راستے میں گزرنے کا لازمی نتیجہ لوگوں کی توجہ ہے اور بدکار عورتیں اسی مقصد سے خوشبو لگاتی ہیں لہٰذا شریف باحیاء، مومنہ کو اس سے منع کر دیا گیا ہے کہ وہ بدکار عورتوں جیسا کوئی کام کرے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

''جو عورت خوشبو لگا کر باہر نکلے اور اس کا گزر لوگوں کے پاس سے ہو اور وہ اس

گیارھویں شرط

نیت کا صحیح اور اچھا ہونا دھو کا مطلوب نہ ہونا۔

بناؤ سنگھار سے مقصد نیک ہونا یعنی اپنے شوہر کو خوش کرنا ہو، یا عورتوں کے درمیان صاف ستھری اور اچھی نظر آنا مقصود ہو، تاکہ اس کے بارے میں حسن ذوق اور بخیل نہ ہونے کے خیالات نہ پیدا ہوں اور معلوم ہو کہ وہ نہ تو بخیل ہے نہ خشک مزاج، تنگ نظر اور سست الوجود ہے بلکہ وہ رہبانیت سے دور فضول خرچی سے ماوراء اور چاق و چوبند عورت ہے اور اس طرح عموماً گھر بار سنبھالنے والی خواتین یا کنواری سمجھدار لڑکیوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ اس سے فضول میک اپ وغیرہ کی اجازت نہ سمجھی جائے) اور اچھے کپڑے پہننا اگر استطاعت حقیقی ہے تو اللہ کی نعمت کا اظہار اور سلیقہ شعاری کا مظہر ہے۔

اور بری نیت کا مطلب غرور و تکبر دکھانا۔ بلاوجہ خود کو فیشن ایبل ظاہر کرنا بڑا پن دکھانا، کسی کو دھوکا دینا (کم عمری یا خوشحالی کا) نامحرموں کو اپنی طرف متوجہ کرنا وغیرہ۔

بہر حال صفائی ستھرائی، بناؤ سنگھار مباح ہے اس مباح کو بقدر ضرورت اختیار کرنا درست اور جائز ہے ضرورت سے زائد یا ضرورت میں بھی اختیار نہیں کرنا بخل اور اسے ناجائز سمجھنا حلال کو حرام سمجھنے کے مترادف ہے جو کہ گناہ ہے۔ (ملخص از احکام تجمیل النساء)

واللہ اعلم

کی خوشبو محسوس کرلیں تو یہ عورت بدکار عورت (کی طرح) ہوگی۔'' (یعنی اسے گناہ اور عمل میں اس کے برابر مانا جائے گا۔ (مسند احمد: ج ۴ ص ۴۱۴)

اسی طرح فضول خرچی کے بارے میں احادیث طیبہ میں بے شمار وعیدیں آئی ہیں اور اس سے بڑھ کر قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے کہ

''بیشک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

اور فضول خرچی کرنے کے دنیاوی نقصانات اس دور میں کس شخص کے سامنے نہیں؟ آج کل جبکہ اشیائے خورد ونوش خریدنا دسترس سے باہر ہوتا جارہا ہے وہاں میک اپ اور نت نئے ڈیزائن کے مہنگے ترین لباس خریدنے کو کس طرح قرین عقل کہا جاسکتا ہے۔

اسی طرح اس بارے میں زیادہ لکھنا بھی عبث ہے کہ عورت کو یہ یاد دلایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر پردہ کرنا واجب ہے اور پردے میں جسمانی ساخت، ابھار اور زینت کی سب سے اہم جگہ اور مقام چہرے کا داخل ہونا اب کسی دلیل کا محتاج نہیں۔

قرآن کریم کی سورہ النور میں خواتین کو براہ راست مخاطب کرتے ہوئے اپنی زینت نامحرم مردوں کے سامنے کھولنے سے منع کیا گیا ہے اور ساری دنیا کے تمام مرد اور عورتیں اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کی زینت، زیبائش، سنگھار، ناز و انداز کا اصلی مرکز صرف اور صرف ''چہرہ'' ہے۔

چہرہ ہی عورت کا وہ مقام ہے جس کی حفاظت پر ایک عام سی شکل وصورت والی عورت بھی اپنی زندگی میں سب سے زیادہ خرچہ کرتی اور اس کو تروتازہ رکھنے اور زیادہ سے زیادہ خوبصورت نظر آنے کی تگ ودو میں اسی کا خیال رکھتی ہے چہرہ اور اس پر لگا ہوا سر اور اس سر کے بال عورت کی اصلی زینت ہیں لہٰذا قرآن جب ''زینت'' نہ کھولنے کا حکم دے رہا ہے تو پھر اصلی ''زینت'' اس کا اولین مخاطب ہے۔

اس لئے عورت کو بناؤ سنگھار کر کے نامحرم مردوں کے سامنے آنا کسی طور جائز نہیں

ہے۔

ایک مومنہ عورت ایک باحیاء خاتون جس کے دل میں ذرا برابر بھی ایمان موجود ہے اس کے پاس نامحرم مردوں کے سامنے میک اپ کر کے جانے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے ذرا وہ اپنے ایمان بھرے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ سوچے کہ میک اپ کر کے نامحرم مردوں کے سامنے جانے کا کیا مقصد ہے؟ ان کے سامنے سے گزرنے کا کیا مقصد ہے؟ وہ یقیناً یہ نہیں چاہتی کہ اس پر آوازیں کسی جائیں، اس کے بارے میں لوگ ناپاک خیالات کا اظہار کریں یقیناً مومنہ عورت کا جواب یہ ہوگا کہ اس کا کوئی مقصد نہیں اور اس طرح سے کرنا یقیناً غلط ہے۔

اگر کوئی خاتون عورت یا لڑکی یہ جواب دے کہ مردوں کو چاہئے کہ وہ عورت کا احترام کرتے ہوئے نظریں نیچی رکھیں تو ان کے لئے وہ حدیث پیش کرنا تسلی کا سبب ہوگا کہ جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو عورت مردوں کی نظر اٹھنے کا سبب بنے اس مرد کا گناہ اور فرشتوں کی لعنت (دوسری حدیث کے بموجب) اسی عورت پر ہوتی ہے۔

اس لئے عورت کا زیب وزینت کے ساتھ گھر سے نکلنا نامحرموں کے سامنے آنا، میک اپ کے لئے فضول خرچی کرنا، دکھاوے اور مقابلہ کے لئے میک اپ کرنا نت نئے لباس پہننا، اور جائز میک اپ میں شرعی حدود سے آگے بڑھنا، یہ سب امور ناجائز اور عورت اور اس کے گھر اور معاشرے کے لئے عموماً نقصان دہ اعمال ہیں۔

مذکورہ اعمال سے بچتے ہوئے شرعی حدود وقیود کا خیال کرتے ہوئے اگر بناؤ سنگھار کیا جائے تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دینے سے بچا جا سکتا ہے۔

دنیا وآخرت کی کامیابی اور سکون صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول ﷺ کی سنت کی پاسداری میں ہے جسے یہ سب مل گیا اسے تمام جہانوں کی دولت مل گئی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شوہر کے لئے عورت کو بناؤ سنگھار واجب ہے

عورت اپنے شوہر کے لئے سکون کا مرکز خدمت کا مرقع ہوتی ہے مرد کی خواہش ہوتی ہے کہ جب وہ تھکا ہارا گھر پہنچے تو اس کا استقبال اور خدمت اچھے اور مسکراہٹ بھرے چہرے کے ساتھ ہو جس کی طرف وہ دیکھے تو اس کی صفائی ستھرائی، حسن اخلاق اور حسن خدمت کی وجہ سے اور دل سے اس کی قدر کرنے والی شخصیت کو دیکھ کر اس کی ساری تھکن دور ہو جائے اسے زندگی کا حسن محسوس ہونے لگے۔ اسی طرف حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بہترین بیوی وہ ہے کہ جس کی طرف شوہر نظر اٹھا کر دیکھے تو اس کو خوشی محسوس ہو۔

پھر قرآن کریم میں ایک دعا سکھائی گئی ہے۔

﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

''اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ (البقرہ آیت نمبر ۲۰۱)

مفسرین کے ارشاد کے مطابق دنیا کی بھلائی ''نیک عورت'' (بیوی) ہے چنانچہ عورت کو اپنی بساط کے مطابق صفائی ستھرائی، حلیے کی درستگی کر لینی چاہئے اور ایسا حلیہ اپنا لے جیسا شوہر چاہتا ہے ظاہر ہے وہ صاف ستھرے کپڑے بال بنے ہوئے اور تھوڑا بہت چہرے کا ہلکا سا میک اپ ہی چاہتا ہے یہ نہیں کہ عورت تین گھنٹے میں میک اپ سے فارغ ہو جس کا اول تو کوئی فائدہ نہیں سوائے یہ کہ عورت کے چہرے کو نقصان ہو۔ (ہاں اگر شوہر اسلامی حدود سے آگے کے میک اپ اور حلیے کا خواہش مند ہو تو اس پر عمل کرنا جائز نہیں)

یہ نہ ہو کہ شوہر جب گھر آئے تو پسینے کی بو سے مزین بگڑے الجھے بالوں والی روتی صورت شکووں کے ساتھ اس کا استقبال کرے۔ اس لئے عورت کی صفائی ستھرائی حلیہ کی درستگی ہلکا پھلکا تزین و زینت، یہی اس کا بناؤ سنگھار ہے جو اس کے لئے کرنا ضروری ہے۔

اسی لئے مرد کو سفر سے واپسی پر حکم دیا گیا ہے کہ وہ سیدھا گھر نہ جائے بلکہ اپنا

سامان وغیرہ گھر بھجوا دے اور اطلاع دینے کے بعد دو رکعت نماز مسجد میں پڑھ کر پھر گھر جائے تا کہ اس کی بیوی صفائی ستھرائی اور بناؤ سنگھار کر لے تا کہ شوہر کی نظر کسی بھوتنی پر پڑنے کی بجائے اپنی بیوی پر پڑے جو اس کی زندگی کا حصہ اور حسن ہے۔

شادی شدہ عورت کا میلی کچیلی رہنا مکروہ ہے

ایک شادی شدہ عورت کی گھریلو ذمہ داریاں یقیناً عورت کو بہت زیادہ مصروف رکھتی ہیں اس لئے عورت کی خود پر توجہ کم ہو جاتی ہے لیکن عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے گھر میں کام کاج سے فارغ ہو کر صاف ستھری رہے خصوصاً جس وقت شوہر گھر میں آ جائے تو اس وقت اسے وضو کر لینا چاہئے تا کہ شوہر کے سامنے آئے تو اسے دیکھ کر شوہر کو ناگواری یا الجھن محسوس نہ ہو۔ یہ یاد رہے کہ اس طرح برے حلیے میں شوہر کے سامنے آنے سے شوہر کے دل میں ناگواری بیٹھ سکتی ہے لہٰذا عورت کا شوہر کے سامنے میلی کچیلی رہنا مکروہ ہے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہر وقت بناؤ سنگھار میں لگی رہے اور گھر کا کام تلپٹ چھوڑ دے۔

اور یہ بھی نہ ہو کہ شوہر کو بالکل نظر انداز کر دے اور کاموں میں لگی رہے البتہ اس کے گھر میں آنے کے بعد اس سے ضرورت کے کام پوچھ کر اس کی مدد کر کے اپنے کام نمٹا لے اور یہ بھی نہ ہو کہ گھر میں ہر وقت میلی کچیلی رہے شوہر کے سامنے آنے پر بھی اس کا لحاظ نہ رکھے اور باہر جاتے وقت یا تقریبات میں جاتے وقت میک اپ اور تمام لوازمات اختیار کرے یہ بھی شوہر کی نظروں سے گرنے کا باعث بنتا ہے۔

جسم کی بدبو شوہر کی ناگواری کا باعث ہے

دنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جسے دوسرے شخص کے جسم کی بدبو بھلی لگتی ہو اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ گھر کے کام کاج کا لباس بالکل الگ رکھا کریں اور کام کاج سے فارغ ہو کر صاف ستھری ہو کر دوسرا لباس پہن لیں تا کہ بدن سے پسینہ کی بدبو نہ آئے یہ شوہر کے لئے ایذاء اور ناگواری کا باعث بنتی ہے اور شوہر کی توجہ دوسری طرف ہونے لگتی ہے لہٰذا شوہر کے حقوق میں یہ بھی شامل ہے کہ عورت اپنے کپڑوں اور جسم کی بدبو دور کر کے

شوہر کے قریب آئے۔

عورت کا گھر اور چار دیواری میں رہنا شوہر کے اعتماد اور پسندیدگی میں اضافہ کرتا ہے

بار ہا یہ دیکھا گیا ہے کہ کچھ عورتیں شوہر کی عدم موجودگی میں محلے بھر کے گھروں میں آتی جاتی رہتی ہیں یا بازار کے چکر لگاتی رہتی ہیں اور اچانک شوہر گھر پہنچے تو پتہ چلتا ہے کہ محترمہ گھر پر نہیں اور وہ گھر سے کوئی چیز لینے آیا ہے تو محترمہ کو ہی اس کا پتہ معلوم ہے لہٰذا اس طرح دل میں ناپسندیدگی کے جذبات آتے ہیں اور جو عورت بلاوجہ بازاروں اور محلے کے گھروں میں گھومتی رہتی ہے آہستہ آہستہ شوہر کی محبت اور اعتماد کھو دیتی ہے اور مرد بھی دوسری عورتوں کی طرف توجہ کرنے لگتا ہے (العیاذ باللہ) اس لئے عورت کو بلاضرورت گھر سے باہر نکلنا اور محلے کے گھروں میں آنا جانا نہیں چاہئے اور محلے کے گھروں میں آنے جانے سے محلے کی عورتوں کے دلوں سے بھی وقعت کم ہو جاتی ہے جو ایک صالح مومن عورت کے وقار اور شخصیت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہوتی ہے............اور غیر محرم مردوں کی نظر پڑنے اور ان سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے لہٰذا اس سے گریز کرنا ضروری ہے۔ یہ واضح رہے کہ عورت کا امن وسکون گھر کی چار دیواری میں ہے اور اسی میں رہنا شوہر کی محبت اور اعتماد میں اضافہ کرتا ہے۔

فخر اور دکھاوے کے میک اپ کرنا گناہ اور ناجائز ہے

بنیادی طور پر جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا بناؤ سنگھار کرنا جائز ہے لیکن اس سلسلے میں ایک مرض اور ایک بے ہودہ رسم کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے کہ بعض جگہ بلکہ بہت سی جگہ خواتین فخر اور دکھاوے کے لئے میک اپ کرتی اور اس سلسلے میں حدود سے باہر نکل جاتی ہیں۔

چنانچہ اگر کہیں کسی کے گھر میں تقریب ہو یا کسی دوسری جگہ تقریب میں جانا ہو تو گویا نئے کپڑوں نت نئے ڈیزائن اور مہنگے ملبوسات اور اچھے سے اچھے، جدید اور مہنگے میک اپ کی گویا ایک دوڑ شروع ہو جاتی ہے اور مہنگے نازک کپڑے پہن کر مہنگا میک اپ کرا کے

عورت کو خود کو سنبھالنا بھی مشکل ہو جاتا ہے اور تقریب میں دوسری عورتوں کو اس لئے دیکھ رہی ہوتی ہے کہ اس کے اس میک اپ اور کپڑوں کے بارے میں کون کیا کہہ رہا ہے؟ اور کون اسے دیکھ رہا ہے گویا احساس کمتری نام نہاد فخر اور ریا کاری کا ایک عجیب سا ڈھکوسلا نظر آرہا ہوتا ہے۔ اس پورے سلسلے میں جو خرابیاں ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ فضول خرچی اور تبذیر (تبذیر اس فضول خرچی کو کہتے ہیں جو بلاضرورت اور بلاوجہ کی جائے)

۲۔ دکھاوا اور ریا کاری، جو کہ ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق ایک قسم کا شرک ہے۔

۳۔ جھوٹی انا کو تسکین۔ اس میں اپنے آپ سے جھوٹ بولا جارہا ہوتا ہے خواتین کو معلوم ہے کہ ان کی استطاعت اتنے مہنگے لباس اور میک اپ کی نہیں مگر دوسروں کے سامنے محض دکھاوے کے لئے اپنی انا کی جھوٹی تسکین کرنے کے لئے یہ سب کرتی ہیں۔

۴۔ غیبت اور بہتان طرازی۔ تقریب ختم ہونے کے بعد بلاوجہ دوسری خواتین کے بارے میں محض اپنے اندازے کہہ دیتی ہیں کہ فلاں عورت تو میرے لباس کو دیکھ کر جل گئی۔ فلاں عورت میک اپ دیکھ کر حسد کر رہی تھی فلاں نے غصے میں مجھ سے صحیح بات بھی نہیں کی۔ وغیرہ (العیاذ باللہ) اور غیبت اور بہتان طرازی کا گناہ قرآن کریم اور احادیث طیبہ کی رو سے بہت سخت اور سزا انتہائی خطرناک ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں)

۵۔ ناقدری۔ مہنگا ترین میک اپ صبح کو وضو کرنے یا منہ ہاتھ دھونے سے ختم ہو جاتا ہے یوں سینکڑوں روپے واش بیسن کے ذریعے نالی میں بہہ جاتے ہیں اور سب سے مزے کی بات یہ ہے کہ ہزاروں روپے سے خریدا جانے والا سوٹ یہ خاتون دوبارہ اگلی تقریب میں پہننے کو تیار نہیں ہوتی اور ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ:

''یہ سوٹ سب نے دیکھ لیا ہے۔''

بتایئے اتنی امارت اور دولت تو ترقی یافتہ ممالک میں بھی نہیں ہے کہ اگلی تقریب

میں وہ سوٹ پہننا ممنوع ہو جائے۔(استغفر اللہ)

۶۔حدود اللہ کی پامالی۔ان سب باتوں کے بعد ایک بات کا خدشہ بھی ہوتا ہے اس طرح کی فضول خرچیاں کرنے کے لئے قوت خرید نہ ہو تو بیوی کا شوہر یا (العیاذ باللہ) خود بیوی ناجائز ذرائع استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے یوں تباہی اس معاشرے میں پھیل رہی ہے۔(اعاذنا اللہ منہ)

بناؤ سنگھار کا ''بھوت'' پسندیدہ عمل نہیں

بعض خواتین کو بناؤ سنگھار کا بھوت چڑھ جاتا ہے اور وہ پھر ہر وقت آئینے کے سامنے ہوتی ہیں ہر وقت بننا سنورنا ہاتھ میں کنگھا برش یا میک اپ کی اسٹک وغیرہ۔اس طرح کرنا کسی بھی طرح مسلمان عورت کا شیوہ نہیں ہے مسلمان عورت کو اپنا یہ وقت کسی تعمیری کام مطالعے، تلاوت ذکر اذکار اور گھریلو کام کاج میں لگانا چاہئے۔

بہر حال بناؤ سنگھار کا بھوت چڑھا لینا کسی بھی طرح قابل ستائش عمل نہیں ہے اس سے بچنا ضروری ہے اور ایسے عمل کو ترک کر دینا واجب ہے۔

مہمان خواتین کی آمد اور میزبان خاتون کا بیوٹی پارلر جانا

بیشتر جگہوں پر ایسا ہوتا ہے کہ جہاں کہیں کسی کے گھر یا کسی اور جگہ خواتین مہمانوں کی آمد متوقع ہوتی ہے وہاں جمع ہونے والی خواتین یا میزبان خاتون اس سے پہلے بیوٹی پارلر چلی جاتی ہیں۔

خود کو سنوارنا جیسا کہ ہم نے لکھا کہ کوئی بری بات نہیں لیکن مہمان خواتین کے آنے سے پہلے بیوٹی پارلر کی ''یاترا'' بہر حال احساس کمتری کی نشانی ہے کیونکہ یا تو میزبان خاتون کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ آنے والی خواتین سے وہ کسی طرح کم درجہ یا کم خوبصورت نظر نہ آئیں یا آنے والی مہمان خواتین پر اس بات کا رعب پڑے کہ میزبان صاحبہ بھی بیوٹی پارلر کا ''خرچہ'' برداشت کرنے والی خواتین میں سے ہیں۔یا یہ کہ اگر انہوں نے میک اپ نہ کروایا تو شاید آنے والی خواتین انہیں اچھی نظروں سے دیکھیں گی۔

بہر حال اس قسم کے خیالات ہوں یا کوئی اور وجہ اس طرح بیوٹی پارلر بلاوجہ جانا یقیناً احساس کمتری ہے اور اگر وہ ان کے سامنے یہ بڑائی بھی کریں کہ انہوں نے مہنگے بیوٹی پارلر کی یاترا کی ہے تو یہ احساس برتری کے زعم میں مبتلا ہیں اور وہ بھی احساس کمتری کی ہی ایک شکل ہے۔

بہر حال اس احساس سے باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔

بار بار بیوٹی پارلر جانا فضول خرچی ہے

بیوٹی پارلر ایک قسم کا فوبیا لگتا ہے جس خاتون یا لڑکی کو پر کھ لیں وہ اسی فوبیا میں مبتلا ہوتی جاتی ہے (الا ماشاء اللہ) بیوٹی پارلر میں کبھی کبھار اپنے نکھار کے لئے چلے جانا اور شرعی حدود میں رہ کر اس کے نکھار اور زیبائش کے لئے کچھ کر لینا ضرورتاً جائز ہو سکتا ہے لیکن بار بار بیوٹی پارلر جانا اس سلسلے میں ایک میگزین میں پڑھا کہ بیشتر خواتین جو بیوٹی پارلر میں آتی جاتی ہیں وہ ہفتہ میں ایک بار یا دو بار ضرور وہاں جاتی ہیں اور میگزین میں ترغیب بھی دی گئی کہ وہ کسی ماہر بیوٹیشن کے پاس مہینے میں ایک بار مشورے کے لئے ضرور جایا کریں۔

گویا کہ اس کے علاوہ شاید اور کوئی کام اتنا اہم نہیں رہ گیا کہ ہفتہ میں ایک دو بار بیوٹی پارلر جا کر چہرہ دھلوانا گاڑھا میک اپ کرنا اور ماہر بیوٹیشن کے پاس جا کر قیمتی مشورہ، جس کی قیمت بھی اعلیٰ ہوتی ہے ضرور لیں۔ لہٰذا ایسا کرنا یقیناً فضول خرچی اور اسراف ہے اور خود اپنے چہرے کو جو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے بیمار کرنے کے ایک کوشش ہے۔ کیونکہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے اور یہ تمام میک اپ زدہ خواتین جانتی ہیں کہ جدید کریمیں اور میک اپ چہرے کے لئے نقصان دہ ہے اور اب وہ بعض خواتین کی مجبوری ہے کہ اگر نہ کریں تو چہرہ بدنما لگتا ہے اور یہ بات کیا اب کہنے کی کچھ ضرورت رہ جاتی ہے کہ یہ فضول خرچی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔

سودا سلف لینے جاتے وقت سرخی لگا کر نکلنا جائز نہیں

یہ سوال مفتی حضرات سے بار بار پوچھا گیا ہے کہ خواتین سودا سلف لینے، سبزی

لیئے جب باہر نکلتی ہیں تو کم از کم لبوں پر ''لپ اسٹک'' سرخی ضرور لگا لیتی ہیں ان کو ایسا کرنا کیسا ہے؟ تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ یہاں لپ اسٹک کی ضرورت کیا ہے اگر نقاب میں ہیں تو بے فائدہ اور فضول خرچی ہے اور اگر نقاب میں نہیں ہیں تو یقیناً گناہ کی مرتکب ہیں اور غیر محرم کے سامنے جانے کے لئے لب رنگین کیے ہیں تو یقیناً بڑی بے حیائی اور بے باکی کی بات ہے جس کا گناہ ہونا کسی بھی ایمان والی خاتون کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ لہٰذا ناجائز ہے۔

دکانداروں سے ضرورت سے زائد بات چیت ناجائز ہے

خواتین کا عمومی حالات میں بلاضرورت گھروں سے نکلنا ممنوع ہے لیکن اگر شرعی ضرورت کے تحت نکلنا پڑ جائے اور دکانوں پر جانا پڑے تو اس میں اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ شرعی پردہ میں بڑے وقار اور سنجیدگی کے ساتھ جائیں اپنی ضرورت کی اشیاء خریدیں اور خاموشی سے واپس آجائیں۔ بلاضرورت دکان پر کھڑی نہ ہوں زیادہ وقت نہ لگائیں دکاندار سے بہت زیادہ حیل وحجت کرنے اس سے باتیں کرنے اور ہنسنے بولنے سے گریز کریں۔

دکانداروں سے زیادہ باتیں کرنے سے عورتوں کا خیال ہوتا ہے کہ شاید وہ اس طرح ان کی حجت و تکرار سے تنگ آکر یا ہنسنے بولنے کا لحاظ کر کے قیمت کم کر لے گا یا اچھی چیز دے دے گا۔

یقین کر لیجئے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے دکاندار تو بیٹھے ہی کمانے کے لئے ہیں اس کے لئے انہوں نے باتونی سیلز مین رکھے ہوئے ہیں جو حیل وحجت و تکرار کرنے والی خواتین سے نمٹنے کے تمام گر جانتے ہیں انہیں جتنا منافع لینا ہے اس سے کم ہرگز نہیں لے گا اور زیادہ بولنے والے گاہک سے وہ زیادہ منافع ہی وصول کرتے ہیں۔

اس لئے یہ سب بہانے خواتین کے بے کار اور ناکارہ ہیں ان بہانوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی حدود کو مدنظر رکھتے ہوئے وقار متانت اور سنجیدگی اپنائیں، ریزرو رہیں اور بلاضرورت اور ضرورت سے زائد باتیں نہ کریں۔

قرآن کریم میں تو پردے کے پیچھے سے بات کرنے کا حکم ہے اور اگر مرد کوئی چیز مانگیں تو لہجے میں نرمی پیدا کرنا بھی ممنوع ہے۔ لہٰذا ان باتوں سے گریز کرنا ضروری ہے بلا ضرورت اور ضرورت سے زائد بات کرنا جائز نہیں ہے۔

بیوٹی پارلر جانے کی حدود وقیود

جب گھروں میں بناؤ سنگھار کا مناسب موقع نہ ہو تو کبھی کبھار بہت زیادہ ضرورت کے بعد اگر گھر میں آکر کوئی بیوٹیشن ان کی ضرورت پوری کرنے والی میسر نہ ہو تو ایسے وقت میں چند شرائط کے ساتھ بیوٹی پارلر جانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر ان میں سے ایک بھی شرط نہ پائی گئی تو گنجائش نہیں ہوگی اور بجائے خود گناہ تصور ہوگی۔

۱۔ واقعتاً وہاں جانے کی ضرورت ہو۔

۲۔ وہاں جائے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو کہ خواتین کی یہ ضرورت وہیں پوری ہوسکتی ہو۔

۳۔ گھر میں آکر میک اپ کرنے یا چہرہ دھلوانے فشل کرانے والی کوئی خاتون بیوٹیشن دستیاب نہ ہو۔

۴۔ بیوٹی پارلر ایسی جگہ واقع نہ ہو جہاں تاک جھانک کرنے والے موجود رہتے ہیں یعنی کوئی کھلا اور پر رونق مقام جہاں مردوں کی آمد و رفت زیادہ ہو۔

۵۔ راستہ محفوظ و مامون ہو۔

۶۔ آنے جانے کے راستے میں کوئی محرم ساتھ ہو۔

۷۔ آنے جانے کے وقت پردے کا مکمل اہتمام ہو۔

۸۔ فضول خرچی اور بے مقصدیت سے بالکل پرہیز ہو۔

۹۔ بیوٹی پارلر میں بیوٹیشن خوف خدا رکھنے والی مسلمان خاتون ہو۔

۱۰۔ بناؤ سنگھار میں اللہ تعالیٰ کی حدود کی پامالی نہ کی جائے یعنی کوئی خلاف شرع کام نہ ہو جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔

بہر حال مذکورہ شرائط کے ساتھ کبھی کبھار بیوٹی پارلر میں جانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے لیکن اگر کوئی خاتون گھر میں آکر چہرہ دھلوانے والی، مہندی لگانے والی اور میک

اپ کر دینے والی میسر ہو یا باقی شرائط میں سے کوئی شرط پوری نہ ہو تو اس وقت بیوٹی پارلر جانا جائز نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ تمام خواتین کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بے حیاء اور مردوں سے بلا جھجک ہنسنے بولنے والی اور غیر مسلم عورت سے میک اپ کرانا

بیوٹی پارلر میں عموماً میک اپ کرنے والی (بیوٹیشن) خواتین کو عام لوگ اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے اس کام کی سب سے بڑی عوامی خرابی یہی ہے یہ الگ بات ہے کہ وہ خاتون چاہے شرعی حدود میں رہ کر جائز میک اپ اور بناؤ سنگھار کرتی اور اپنا بیوٹی پارلر چلاتی ہو لیکن جو عموماً لوگوں کا رجحان ہے وہ ان کے بارے میں یہی ہے۔

مذکورہ پیراگراف جملہ معترضہ سمجھ لیجئے، اور عنوان کی مناسبت سے عرض یہ ہے کہ:

ایک نیک باپردہ مومنہ عورت کو ایسی عورت سے اپنا میک اپ کروانا چاہئے جو کہ خود نیک اور باپردہ ہو۔ شرعی حدود کو پہچانتی اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتی ہو۔ بے حیاء اور مردوں سے بلا جھجک ہنسنے بولنے والی مسلم خاتون اور ہر غیر مسلم خاتون سے میک اپ کروانا درست نہیں بلکہ ایمان اور اعمال کی خرابی کا پیش خیمہ ہے۔

کیونکہ بے حیاء اور بے پردہ آزاد خیال عورتیں میک اپ کروانے کے لئے آنے والی خواتین کو بے پردگی اور حسن نمایاں کرنے اور چار دیواری سے آزاد ہونے، اپنی مرضی کرنے کی ترغیبیں دیتی ہیں۔ اچھا نظر آنے کی ترغیب یقیناً غیر مردوں کو اچھا نظر آنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ جس سے ایمان اور اعمال پر یقیناً غلط اثرات پڑتے ہیں اور کمزور ایمان اور اعمال والی خواتین خصوصاً نوعمر لڑکیاں ان کی باتوں سے متاثر ہو کر بے پردہ پھرنا شروع کر دیتی ہیں اور ہمیں یہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ بعض بیوٹی پارلر اور مساج سنٹر بے حیائی کے اڈے ہونے کی بھی شہرت رکھتے ہیں۔ (لاحول ولاقوۃ)

دوسری اور اصل بات یہ ہے کہ بے پردہ عورت چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم اور

غیر مسلم عورت سے مسلمان عورت کو پردہ کرنا واجب ہے۔ تیسری بات یہ کہ روحانی طور پر انسان کا چہرہ دیکھنے والے پر دیکھنے والے کے اثرات پڑتے ہیں تو دیکھنے والا جیسا ہوگا اس کے بد اثرات اور نحوست بھی اس پر پڑیں گے اور ایک باعفت مسلمان مومنہ کو یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے کہ کسی کی نظر اسے لگ جائے یا کسی کے برے اثرات سے اس کا ایمان اور روحانیت متاثر ہو لہٰذا ضروری ہے کہ یا تو اپنا بناؤ سنگھار خود کریں ورنہ اگر ضرورت پڑے تو کسی خوف خدا رکھنے والی شریف خاتون سے میک اپ کروایا جائے خصوصاً دلہنوں کے میک اپ میں اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ اسے بنانے سنوارنے والی عورت نیک ہو۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دلہن بنانے والی ایک نیک سیرت و نیک طینت انصاری خاتون تھیں جو کہ صحابیت کے شرف سے منور تھیں جن کا نام حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید السکن تھا۔

مردوں سے میک اپ یا فشل کرانا

آج کل بعض بیوٹی پارلرز کی طرف سے اخبارات میں اشتہارات شائع ہوتے ہیں کہ ان کے پاس لندن اور امریکہ سے تربیت لے کر آنے والے ماہر مرد بیوٹیشن موجود ہیں اور اس بات کو بہت نمایاں کیا جاتا ہے تاکہ مغرب زدہ خواتین جو ہماری روایات اور اقدار توڑنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں وہ زیادہ سے زیادہ اس نادر موقع سے مستفید ہو سکیں۔ یہ پرلے درجے کی بے حیائی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی ہے۔ اس سے انتہائی قسم کا گریز کرنا ضروری ہے کیونکہ غیر مرد سے پردہ واجب ہے لہٰذا مردوں سے میک اپ کرانا اور فشل کرانا حرام اور ناجائز فعل ہے جس سے گریز کرنا ایسے مرد کو اولاً اور ثانیاً خواتین کے لئے بے حد ضروری ہے۔

گھروں اور مساج سنٹر میں عورت کا مرد سے مساج کرانا

اسی مغرب زدہ طبقے کی ایک اور خرابی یہ بھی ہے کہ بعض جگہ مساج سنٹر کھلے ہوئے ہیں اور مرد ماہرین مساج کرتے ہیں جو کہ صرف اور صرف مغرب کی نقالی ہے میڈیا کی بے راہ روی نے ہمارے مغرب زدہ طبقے کو اس طرف متوجہ کر دیا ہے یہ فعل یقیناً حرام اور

ناجائز ہے اور بے حیائی کو فروغ دینے کی ایک مذموم کوشش ہے نہ صرف یہ کہ خواتین کو اس سے بچنا چاہئے عوام کو عمومی طور پر ایسے اعمال کی بیخ کنی کرنا ضروری ہے۔

ایک اور خرابی دیدہ دہنی یہ ہے کہ کچھ لوگ بازار میں اور رات کو ہر چھوٹے بڑے علاقے میں، مالش، مالش کی آواز لگاتے پھرتے ہیں وہ تو سڑک کے کناروں، فٹ پاتھ، اور چورنگیوں پر بنے پارکوں میں نوجوانوں اور محنت مزدوری کرنے والوں کی مالش کر کے اپنی روزی کماتے رہتے ہیں بعض پوش علاقوں میں اس کا غلط استعمال یہ ہونے لگا ہے کہ اس قسم کے مالشیے بنگلوں اور کوٹھیوں میں مغرب زدہ خواتین کا مساج اور مالش کرنے کے لئے بلائے جاتے ہیں جو کہ بجائے خود ایک بے حیائی ہے (احقر نے ایسے ہی ایک مالشیے کا انٹرویو ایک سندھی میگزین میں پڑھا تھا جس نے عجیب قسم کے انکشافات کئے تھے)

یہ بھی مذکورہ حکم کے تحت ناجائز اور حرام ہے مالش اور مساج کرنے والوں اور کرانے والیوں کو اس سے گریز کرنا ضروری ہے۔

خواتین سے مردوں کا مساج کروانا

بیوٹی پارلر کی ایک اور قسم مساج سنٹر بھی ہے جہاں شروع شروع میں خواتین کو یہ سہولت فراہم کی جاتی تھی مگر مغرب زدہ طبقے نے اسے بھی بے حیائی کی ایک اور قسم بنا دیا ہے سنا گیا ہے کہ بعض مساج سنٹرز میں خواتین مردوں کا مساج کرتی ہیں یہ سب کچھ مغرب کی نقالی ہے اور مذکورہ وجوہات کی بناء پر حرام اور ناجائز ہے ان مساج سنٹرز کی اور بھی خرابیاں ہیں جو ہمارے مبحث اور موضوع سے فی الوقت خارج ہیں (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی پناہ میں رکھے) آمین۔

سنسان جگہوں اور مارکیٹوں کی سنسان منزلوں کے بیوٹی پارلر میں نہیں جانا چاہئے

خواتین جو بیوٹی پارلر میں واقعی ضرورت کی وجہ سے جانا چاہتی ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں سنسان جگہوں پر بنے ہوئے اور مارکیٹوں کے سنسان فلور پر واقع بیوٹی پارلر میں

جانا درست نہیں اور خطرے سے بھی خالی نہیں ایسی جگہوں پر ایمان، مال کے ساتھ عفت و آبرو سے بھی محروم ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

اور کھلی جگہوں کے بھی ان مراکز میں جائیں جہاں راستے میں یا اس کے گرد اوباش لڑکوں اور آوارہ لوگوں کی اٹھک بیٹھک نہ ہو۔

ایسی تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بیوٹی پارلر کی سہولت استعمال کریں ورنہ عمومی حالات میں تو اس سے گریز کرنا ہی بہتر ہے۔

روایتی اور پرانے طریقے ہی انسانی جلد کے محافظ ہیں

ہم نے گزشتہ سطور میں ضرورت کے تحت بیوٹی پارلر استعمال کرنے کی جو صورتیں لکھی ہیں وہ ابتلائے عام کی صورت ہی میں ہیں لیکن امت مسلمہ کی خیر خواہی میں چند باتیں مزید ذکر کیے دیتے ہیں۔

۱۔ انسانی جلد کی حفاظت روایتی اور پرانے طریقوں ہی سے ممکن ہے۔

۲۔ جدید میک اپ کریمیں اور لوشن انسانی جلد اور صحت دونوں کے لئے تجربے مشاہدے اور جدید تحقیق کی روشنی میں نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں۔

۳۔ جدید میک اپ اور اس کے سامان کو استعمال کرنے والی خواتین شروع میں شوق سے اور بعد میں مجبوری کی وجہ سے انہیں استعمال کرتی ہیں کیونکہ اس کے بغیر چہرے کے داغ چھٹن اور عجیب وغریب نشانات نظر آتے ہیں اور چہرہ کھردرا ہو جاتا ہے۔

۴۔ ماں باپ کو چاہیے کہ وہ کنواری لڑکیوں خصوصاً چھوٹی بچیوں کو میک اپ کے شوق سے روکیں تاکہ میک اپ کی عادت بد اور جلد کے نقصان سے محفوظ رہیں۔

۵۔ بیوٹی پارلرز وغیرہ میں جانے سے حتی الامکان گریز کریں ہاں گزشتہ سطور میں موجود شرائط کے ساتھ اجازت ہے مگر جدید میک اپ کے بجائے روایتی اور قدرتی اشیاء سے بناؤ سنگھار کو ترجیح دیں۔

۶۔ مہندی وغیرہ لگوانے کے لئے بھی احتیاط سے بیوٹی پارلر آئیں جائیں کیونکہ راستے میں نامحرموں کی نظر ہاتھوں پر ضرور پڑتی ہے کہ مہندی لگانے کے بعد فوراً ہاتھوں کو چھپایا نہیں جاسکتا۔

(ماخوذ از خواتین کا اسلامی انسائیکلو پیڈیا و دیگر کتب)

بالوں کا بناؤ سنگھار

خواتین کے بال ان کی زندگی اور حسن کا اہم ترین حصہ ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق عورتوں کی زندگی کا دس فیصد وقت ان کے بالوں کی صفائی ستھرائی اور سنگھار میں صرف ہو جاتا ہے۔

بال ان کی زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہیں اگر بالوں کی صفائی نہ رکھی جائے ان میں کنگھی نہ کی جائے تو عورت کو بہت سے مسائل لاحق ہو جاتے ہیں جن میں جوئیں پڑنا، خارش اور خشکی اور سب سے اہم مسئلہ روزمرہ کی صفائی ہے۔

گویا عورت کے بالوں کا بننا سنورنا صاف ہونا بالکل اسی طرح اہم ہے جس طرح عورت کے چہرے کا دھلنا۔

بالوں کی اصل ہیئت اور اہمیت

بنیادی طور پر عورت کے بال اس کے حسن کا اساسی حصہ ہیں اور عورت کے بالوں کے حسن میں بالوں کا گھنا اور طویل ہونا اس کی اصل ہیئت اور خوبصورتی ہے۔ زمانہ جاہلیت سے لے کر اب تک اور خاص طور سے اسلام کی ابتداء اور دور حاضر تک اگر چہ اب ذرا مغرب کے فیشن کی وجہ سے لوگوں کا نظریہ تبدیل ہوا ہے کہ بالوں کا کٹوانا بھی خوبصورتی اور سنگھار کا ایک حصہ ہے لیکن اس کے باوجود لمبے بالوں کو تمام خواتین اب بھی پسند کرتی ہیں شاید لاکھوں میں ایک آدھ عورت ہو جسے لمبے بال اچھے نہ لگتے ہوں۔

عورتوں کے بالوں میں اصل یہی ہے کہ ان کو بڑھنے دیا جائے کاٹا نہ جائے جیسا کہ ازواج مطہرات اور صحابیات کا معمول تھا اور ان کو لمبے بالوں کی وجہ سے غسل میں چٹیا نہ

کھولنے کی گنجائش بھی دی گئی تھی۔

بہر حال چاروں مسالک کے فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کے بلاضرورت بال کٹوانا، کتروانا یا فیشن کے طور پر سامنے سے یا دائیں بائیں یا پیچھے کی جانب سے کٹوانا (آگے سے کٹ نکلوانا دائیں بائیں سے لٹ چھوٹی کروا کر (فیشن میں) لٹکوانا، یا اتنا چھوٹا کروانا جس میں مردوں سے مشابہت ہوتی ہو جائز نہیں ہے۔

کیونکہ مردوں سے مشابہت کرنے پر حدیث شریف میں لعنت وارد ہوئی ہے۔

(مشکوۃ ص ۳۸۰)

خواتین کے فیشن کے طور پر یا بلا وجہ ہی سہی بال کٹوانا جائز نہیں چاہے ان کا شوہر انہیں مجبور کرے۔ اس گناہ کے کام میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

اس لئے عورت خود بھی باز رہے اور شوہر کو بھی ادب اور پیار و محبت سے سمجھا دے۔

بیماری کی وجہ سے بال کتروانا

کبھی کبھار عورتوں کے بالوں میں بیماری کی وجہ سے بال بالکل خشک اور خراب ہو جاتے ہیں یا بالوں کے سروں میں نوکیں نکل آتی ہیں ایک بال میں دو تین شاخ سی نکل آتی ہیں ان بالوں کو علاج کی غرض سے کاٹنے کی بہر صورت گنجائش ہے۔

اسی طرح بال ٹوٹ کر گرنے کی وجہ سے چھوٹے بڑے ہو جاتے ہیں ان کی نوکیں برابر کرنے کے لئے معمولی سی تراش خراش کر لی جائے تو وہ بھی درست اور قابل گنجائش ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

خواتین کے بالوں کے کٹوانے کے سلسلے میں ایک غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ بعض احادیث میں بعض ازواج مطہرات کے بال کٹوانے کا ذکر آیا ہے جس سے ان کے بال کندھوں تک پہنچ گئے تھے۔

اس حدیث سے جدید دور کے بعض نام نہاد مفکرین بال چھوٹے کرانے کی گنجائش دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اسلام کے مزاج و مذاق سے وابستگی نہیں ہے بلکہ وہ فیشن کے سیلاب میں بہتے ہوئے صرف گنجائش نکالنے کے لئے حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔

حالانکہ تمام محدثین وفقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ازواج مطہرات کے وہ بال عمرہ کرنے کی کثرت کی وجہ سے عمرے میں بال کٹوا کٹوا کر چھوٹے ہو گئے تھے۔

(بدائع الصنائع: ۲ص ۱۴۱، المنتقی: ۳ص ۲۹، المجموع شرح المہذب: ۸ص ۲۱۱، المغنی: ۳ص ۴۷۲)

بہر حال بالوں کو مردوں کی مشابہت ہونے کی وجہ سے کٹوانا جائز نہیں ہے۔

اسی حکم میں کہ بالوں کا کسی عذر کی وجہ سے کٹوانے کی گنجائش ہے۔ بالوں میں یا سر میں درد یا اور کسی تکلیف میں جب بال کٹوانا ناگزیر ہو جائیں تو بال کٹوائے جاسکتے ہیں مگر جیسے ہی وہ تکلیف ختم ہوگی بالوں کے کٹوانے کی گنجائش بھی ختم ہو جائے گی۔

(الاشباہ والنظائر: ۲ص ۱۷۰۔ فتاوی خانیہ: ۳ص ۴۰۹)

بالوں کے کٹوانے یا فیشن میں آگے سے یا دائیں بائیں سے بال کٹوانا اس لئے بھی مضر اور ممنوع ہے کہ عموماً ایسا کرنے والی خواتین بے پردہ پھرتی ہیں اور مقاصد یقیناً ممنوع امور پر مشتمل ہوتے ہیں اور پھر بال کٹی خاتون کے بارے میں اسے دیکھتے ہی مردوں کے دل میں جو فوری تاثر ابھرتا ہے وہ عموماً کسی شریف عورت کا یقیناً نہیں ہوتا۔ چاہے وہ دنیاوی اعتبار سے کتنی ہی معزز خاتون کیوں نہ ہو۔

اس لئے اس طرح کے بال کٹوا کر بے پردہ پھرنے والی خواتین کا جب معاشرے میں یہ تاثر ہے تو یہ بھی ایک وجہ ہے جو اس طرح کے فیشن کو ناجائز قرار دیتی ہے۔

چھوٹی بچیوں کے بال کٹوانے کا مسئلہ

اصول کے مطابق تو حکم یہی ہے کہ بالغ اور قریب البلوغ لڑکیوں کے بال فیشن یا بلاوجہ کٹوانا جائز نہیں ہے۔ البتہ ایسی بچیاں جو قریب البلوغ بھی نہ ہوں، اندازاً یہ کہ نو سال سے کم عمر کی ہوں خوبصورتی کے لئے یا بالوں کی افزائش کے لئے بال کٹوانے کی

گنجائش ہے۔

لیکن اس میں یہ احتیاط رہے کہ ان کے بال کٹوانے میں کسی طوائف یا بے حیا یا کافر و فاسق عورتوں سے مشابہت مقصود نہ ہو اور نہ ہی مشابہت ہوتی ہو۔ کیونکہ شریعت میں ایسے لوگوں سے مشابہت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے ''جو جس قوم سے مشابہت کرے گا وہ اسی میں سے شمار ہوگا۔'' الحدیث (مشکوۃ)

اس لئے غور کریں کہ ہماری بچیوں کی مشابہت کہیں اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور نافرمانوں سے تو نہیں ہو رہی؟ یا خود ہماری مشابہت؟ معاذ اللہ رب تعالیٰ کے دشمنوں میں کہیں ہم بھی شمار نہ ہو جائیں۔

بالوں کا ڈیزائن سے سنوارنا

بالوں کو مختلف انداز سے (ہیئر اسٹائل) کے ساتھ سنوارنا بالکل جائز ہے خواتین اپنی خوبصورتی اور تزین کے لئے بالوں کا کوئی بھی انداز اختیار کر سکتی ہیں لیکن اس کی حدود و شرائط بھی ہیں۔

۱۔ بالوں کا سنوارنا صرف ڈیزائن بنانا ہو اس میں بال کاٹے نہ جائیں۔

۲۔ کسی خاص اداکارہ، کافرہ، یا فاسقہ عورت یا اللہ تعالیٰ کی نافرمان کسی عورت سے مشابہت یا اس کی نقالی کی نیت نہ ہو۔

۳۔ اسے صرف اپنا یا شوہر کا دل خوش کرنے کے لئے اس طرح سنوارا جائے کہ:

۴۔ مقصود غیر محرم لوگوں کے سامنے آنا نہ ہو۔

۵۔ اس میں وقت ضائع نہ ہو کہ ضروری کام بھی رہ جائیں۔

۶۔ اس میں رقم کا ضیاع بھی نہ ہو کہ اسراف کے زمرے میں آجائے۔

بالوں میں دوسرے کے بال ملانے کا حکم

ایک کریہہ فیشن یہ بھی چلا ہوا ہے کہ بعض خواتین اپنے بال لمبے گھنے یا پھولے

ہوئے دکھانے کے لئے کسی دوسری عورت یا مرد کے یا نقلی بال اپنی چٹیا یا بالوں میں ملا لیتی ہیں۔

چونکہ اس میں دکھاوا اور دھوکہ دونوں کمینی صفات پائی جاتی ہیں اس لئے رسول اکرم ﷺ نے اسے سخت ناپسند کیا اور ایسا کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میری بیٹی کو خسرہ ہو گیا تھا جس سے اس کے بال برباد ہو گئے ابھی میں نے اس کی شادی کروائی ہے تو کیا میں اس کے بالوں میں دوسرے بال ملا دوں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے بال ملانے والی اور ملوانے والی دونوں عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔" (بخاری، کتاب اللباس باب الموصولہ: ۷ص ۶۳)

اسی طرح حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے خلافت کے زمانے میں خطبہ حج میں بالوں کا ایک گچھا دیکھ کر خطاب فرمایا تھا۔ اور اس میں ارشاد نبوی ﷺ نقل کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بنی اسرائیل بھی اس وقت ہلاک ہو گئے جب ان کی عورتوں نے یہ کرنا شروع کیا (یعنی بال ملانا) (بخاری حوالہ بالا)

شوہر کے حکم پر بھی بال ملانا جائز نہیں

اپنے شوہر کے کہنے پر بھی بال ملانا جائز نہیں ہے۔

ایک عورت نے خدمت نبوی ﷺ میں عرض کیا جس نے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی کہ میرے شوہر نے مجھے کہا ہے کہ میں بیٹی کے بالوں میں دوسرے بال ملا دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس لئے کہ بال ملانے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔

(بخاری کتاب النکاح ص ۱۵۳)

بخاری شریف میں یہ حدیث اس عنوان کے تحت درج کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

وگ کا استعمال

بال بڑھانے کے لئے یا سر پر بال نہ ہونے کی صورت میں وگ کا استعمال بھی آج کل رائج ہے اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ:

۱۔ انسانی بالوں کی وگ لگانا تو بالکل جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف کے حوالے سے ماقبل میں گزرا۔

۲۔ اسی طرح خنزیز کے بالوں کی وگ کا استعمال بھی جائز نہیں ہے بلکہ قرآن کی نص کے مطابق خنزیر نجس العین ہے لہٰذا اس کی کوئی بھی چیز استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

۳۔ نقلی بالوں کی وگ یا ایسے جانوروں کے بالوں کی وگ ہو جو نجس العین نہیں ہیں، چاہے وہ حلال جانور ہوں یا درندے وغیرہ جن کا گوشت کھانا حلال نہیں، تو پھر ایسی وگ کا استعمال جائز ہے۔

۴۔ نمبر ۳ میں ذکر کردہ شرط کے مطابق وگ کو چاہے عارضی طور پر سر پر استعمال کیا جائے یا مستقل پیوست کرالیا جائے دونوں صورتیں درست ہیں۔

۵۔ وگ استعمال کرتے وقت ان بالوں کا حکم بھی عورت کے اصلی بالوں کا ہوگا کہ ان کا غیر محرم کے سامنے ظاہر ہو جانا جائز نہیں ہوگا، اور اسی طرح نماز میں بھی ان کو اسی طرح ڈھانپ کر نماز پڑھی جائے گی جس طرح خواتین اپنے اصل بالوں کو ڈھانپ کر نماز پڑھتی ہیں۔

وگ کے بالوں پر مسح اور غسل کا حکم

وہ وگ جو عارضی طور پر سر پر رکھی گئی ہو تو اس وگ کو غسل اور وضو کے دوران اتار کر سر پر مسح اور غسل کیا جائے گا۔

البتہ وہ وگ جو سر کے ساتھ پیوست کردی جائے اور غسل اور وضو میں اس کا اتارنا اور سر سے الگ کرنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں اس کو پہنے ہوئے اسی کے بالوں پر مسح کیا

جائے گا اور غسل میں اسی کو دھویا جائے گا۔ البتہ جو وگ سر سے الگ ہوسکتی ہے اس پر مسح کیا یا اسے اتارے بغیر نہائیں جس سے سر کی کھال یا اصل بالوں کی جڑ تک پانی نہ پہنچ سکا تو اس صورت میں مسح اور فرض غسل ادا نہیں ہوگا لہٰذا ان کو اتار لیا جائے۔

(فتاویٰ عالمگیری: ۵ص ۳۵۸۔ عربی)

بالوں کا ایک اسٹائل کوہان نما بال

بعض خواتین اپنے بالوں کو سر کے بالکل اوپر جمع کر کے بالوں کو باندھ لیتی ہیں جس سے سر پر اونٹ کے کوہان جیسی شکل نمودار ہو جاتی ہے حدیث مبارکہ میں ایسے بال خاص طور پر بدقماش اور جہنمی عورتوں کی پہچان بتائے گئے ہیں اس لئے ان کا اس طرح باندھنا جائز نہیں ہے۔ اگر اس طرح باندھیں گی تو حدیث کی وعید ''جس میں ایسی عورتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے'' کے زمرے میں داخل ہو جائیں گی۔ (العیاذ باللہ) اور ایسی عورتیں حدیث کے مطابق جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو بڑی دور سے سونگھی جاسکے گی۔

(حدیث دیکھئے مسلم شریف کتاب اللباس والزینۃ: ۳ص ۱۶۸۰)

اس کوہان نما انداز کو منع اس لئے کیا گیا کہ یہ بدکار عورتوں کا خاص طریقہ کار تھا (اور آج کل بھی طوائفوں اور ان کا کردار ادا کرنے والی فنکاراؤں میں پایا جاتا ہے) اور اس دور میں خاص ان کی ہی نشانی تھا۔ (شرح النووی علی المسلم: ۱۴ص ۱۱۰)

البتہ اس وعید میں وہ بال داخل نہ ہوں گے جنہیں گھر میں رہتے ہوئے سمیٹ کر سر پر محض جمع کر لیا جائے۔ وہ بال جنہیں جمع کر کے گدی پر یا سر کے پیچھے کے حصے پر جو کوہان کی طرح سر کے اوپر نظر نہ آئیں۔ داخل نہ ہوں گے۔ جس طرح آج کل کی لڑکیاں کام کاج کرتے وقت یا گھروں میں جس وقت چٹیا نہ بنائی ہو بال اکٹھے کر کے کلپ لگا کر سر کے پیچھے جمع کر لیتی ہیں۔

بہر حال احتیاط کا پہلو تو اس میں بھی اختیار کیا جائے کہ اس طرح بال کرنے کے

بعد گھروں میں آنے جانے والے نامحرموں سے سامنا نہ ہو کیونکہ خواتین کا کہنا یہ ہے کہ اس طرح بال باندھنے سے خواتین اچھی لگتی ہیں اور یہی خطرناک بات ہے۔

یہ واضح رہے کہ کوہان نما بال مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی نیت سے بنانے والی عورتوں پر لعنت اور وعید وارد ہوئی ہے لہٰذا اول تو ایسے بال بنا کر باہر نکلنا جائز نہیں کیونکہ وعید میں داخل ہونے کا خطرہ ہے۔

اور گھر میں رہنے والی خاتون بھی اگر غیر محرموں کو ''اچھا لگنے'' کی نیت سے بال اونچے باندھ لے گی تو وعید میں داخل ہو جائے گی۔

ورنہ محض بال سمیٹ کر اوپر یا سر کی نچلی طرف باندھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بالوں کی ٹرانسپلانٹیشن

جدید سائنس اور اس کی ترقی نے ایک اور شوشہ چھوڑا ہے وہ یہ کہ گنجے سروں پر بال کسی جدید طریقہ علاج سے لگا دیئے جاتے ہیں اور اس کی بڑی شہرت ہو رہی ہے۔

اس سلسلے میں وہی اصولی باتیں ہیں کہ وہ بال خنزیر کے نہ ہوں کسی دوسرے انسان کے نہ ہوں تو اس طرح کر لینا جائز ہے۔ لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اگر انسان میں گنجے پن کی وجہ سے کھلا عیب ہو گیا ہو تو عیب کو چھپانے کے لئے ضرورتاً ایسا کرنا درست ہے۔ اس صورت میں بھی جس شخص کے سر پر بال لگائے جا رہے ہیں اسی شخص کے بال لئے جانے ضروری ہیں۔ اس عمل کی بنیادی شرط ضرورت ہے ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں۔ کیونکہ ہر قسم کے گنجے پن کو چھپانا ضرورت نہیں ہے۔

کالا خضاب لگانا

خواتین کے لئے اپنے بالوں کو کالا کرنے یا بالوں کو خوبصورت کرنے کے لئے دوسرے کیمیائی مرکبات، کالا کولا، کالی مہندی، وغیرہ کا استعمال کرنا کچھ تفصیل رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ عورت کو بال بالکل کالے کرنا درست نہیں ہیں البتہ سیاہی مائل کوئی رنگ استعمال

کر سکتی ہیں اس لئے سرخ خضاب یا مہندی رنگ لگانا بھی عورت کے لئے درست ہے۔

بالکل کالے رنگ میں تفصیل یہ ہے کہ اس سے مقصود اگر عمر کے حوالے سے دھوکا دینا ہو تو جائز نہیں البتہ اپنے شوہر کی خاطر داری یا بیماری سے سفید ہو جانے والے بالوں پر لگا لینے کی گنجائش ہے۔ (المغنی: ج ۱ ص ۷۶)

سر کے بالوں کو بلیچ کرنا یا کوئی رنگ لگانا

آج کل کے جدید فیشن کے مطابق سر کے بالوں کو بلیچ کر کے رنگدار کر لیا جاتا ہے یا کبھی کوئی اور رنگ لگا لیا جاتا ہے۔

اگر اس کو شرعی حدود میں رہ کر کیا جائے تو اس میں بظاہر کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اس کے جائز ہونے کی شرائط ہم لکھ چکے ہیں مثلاً۔

۱۔ اس کا مقصد بالوں کی سفیدی کو چھپانا ہو جو کہ جوان لڑکی میں عیب ہے لہٰذا جائز ہے۔

۲۔ اس سے مقصد غیر محرموں کے سامنے آنا نہ ہو۔

۳۔ نہ ہی لوگوں کی توجہ حاصل کرنا مقصود ہو۔

۴۔ بلا وجہ وقت اور پیسے کا ضیاع نہ ہو۔

بہر حال ان شرائط اور صورت جواز سے ہٹ کر راقم الحروف خود اپنی مسلمان ماؤں بہنوں کو مؤدبانہ عرض کرتا ہے کہ

بالوں کا بلیچ کرنا یقیناً ایک جائز عمل ہے لیکن راقم اسے چند وجوہات سے مناسب نہیں سمجھتا۔

۱۔ اس میں پیسے اور وقت کا ضیاع ہے۔

۲۔ اس کے متواتر استعمال سے یہ بلیچ لڑکیوں کے لئے مصیبت اور مجبوری بن جاتی ہے کیونکہ اس سے بالوں میں انفیکشن بھی ہو جاتا ہے اور بال جلد سفید ہونے لگ جاتے ہیں۔ پھر مجبوراً بالوں کو بلیچ کرتے رہنا ضروری ہو جاتا ہے۔

۳۔ آج کل بے پردہ پھرنے والی خواتین میں سر کے بالوں کا بلیچ کرنا تیزی سے

پھیل رہا ہے اور اسے خاص طور پر بدقماش عورتیں اپنا رہی ہیں۔ اپنے بھائی، بیٹے اور شوہر سے پوچھئے کہ آج کل کے نوجوان لڑکے اس طرح کے بال والی لڑکیوں کو بے پردہ پھرتے دیکھ کر کیا کہتے ہیں وہ ان کو کیا سمجھتے ہیں؟ اور کس قسم کی لڑکیاں اسے اپنا رہی ہیں؟ (یہ ہم اس لئے لکھ رہے ہیں کہ شریف خواتین بھی یہ شوق کرنے لگی ہیں)

لہٰذا باپردہ اور نیک اور شریف خواتین کو اس سے دور رہنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے تاکہ مشکوک قسم کی ان خواتین سے ان کی مشابہت نہ ہو۔

چہرے اور ہاتھ پاؤں کے بالوں کو بلیچ کرنا یا نوچنا

خواتین کے چہروں اور ہاتھ پاؤں پر جو رواں اور بال نظر آتے ہیں اس کو چھپانے کے دو طریقے اپنائے جاتے ہیں۔

۱۔ یا تو انہیں دھاگے یا چمٹی سے کھینچ اور نوچ کر نکالا جاتا ہے۔

۲۔ یا انہیں بلیچ کر کے ان کا رنگ چھپا دیا جاتا ہے۔

پہلی صورت میں بلاوجہ خود کو اذیت دینا ہے اسے بیوٹیشن کی اصطلاح میں ''تھریڈنگ'' کہا جاتا ہے اور تھریڈنگ بجائے خود ایک مصیبت ہے جو نوجوان لڑکیوں کے چہرے پر باریک باریک گڑھے بنا دیتی ہے اور بیوٹیشن خود بھی اس چیز سے خواتین کو منع کرتی ہیں کہ یہ عمل مستقل کرنا نقصان دہ ہے لہٰذا ایک تو اذیت دوسرے چہرے کی صفائی کے مقاصد کے خلاف ثابت ہونے کی وجہ سے اس طریقے کو اختیار کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا اس لئے اس کو ترک کر دینا بہتر ہے لیکن یہ عمل ناجائز نہیں ہے۔

۳۔ بالوں کو بلیچ کریم کے ذریعے جلد کی رنگت کے مساوی کر لینا ایک بہترین اور آسان صورت ہے اگرچہ سنا یہی ہے کہ اس سے چہرے کا رواں بڑھ جانے کا خدشہ ہوتا ہے لیکن بہرحال عیب چھپانے کے لئے بلیچ کا استعمال جائز ہے۔

لیکن اس صورت میں بھی مقصد نیک ہو غیر محرموں کی توجہ مطلوب نہ ہو صرف اپنے چہرے کی صفائی یا شوہر کی نظر میں بھلی لگنے کے لئے کیا جانا چاہئے۔

اور اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ کریم وغیرہ کے ذریعے انہیں صاف کر دیا جاتا ہے واضح رہے کہ عورت کے لئے بلیڈ اور تیز دھار آلے کا استعمال ان چیزوں میں مکروہ ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اسی طرح بال صفا کریم کا استعمال چہرے اور ہاتھ پاؤں پر مضر ہے۔

ہاتھ پاؤں وغیرہ کے بال چھپانے صاف کرنے میں چونکہ خلقت میں کوئی تبدیلی یا دھوکہ نہیں ہے اس لئے ہاتھ پاؤں کے بال صاف کرنا درست ہے۔

(تکملہ فتح الملہم: ۴ص ۱۹۵)

بھنوؤں کے بال نوچنا، باریک بنانا

میک اپ اور بناؤ سنگھار کا سب سے اہم مسئلہ یہی ہے خاص اس مسئلے کی وجہ سے بیوٹی پارلر کا کام مکروہ قرار پاتا ہے اور عورت کا بناؤ سنگھار بھی اسی مسئلے کی وجہ سے جواز کی حدود سے نکل آتا ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ خواتین اپنی بھنویں باریک بنانے کے لئے بھنوؤں کے آس پاس کے بال نوچ کر یا نچوا کر نکال دیتی ہیں اور مقصد صرف اور صرف خوبصورتی ہوتا ہے۔

حکم اس کا یہ ہے کہ بھنویں باریک کرنا اور کروانا جائز نہیں ہے۔

ناجائز ہونے کی بنیادی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمل سے منع فرمایا اور ایک دوسرے ارشاد میں ایسا کرنیوالی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (مسند احمد: ٦ص ۲۵۷، بخاری: ۷ص ٦۳، مسلم: ۳ص ۱٦۷۸)

مسلمان خواتین کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے کہ ہمارے آقا سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عمل سے ممانعت فرمائی اور اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔

لیکن دل کی تسلی کے لئے وہ وجہ بھی لکھ دی جائے جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

۱۔ اس میں دکھاوا ہے جو خاص طور پر غیر محرموں کے لئے ہوتا ہے۔ اگر چہ خاتون نقاب ڈالے ہوئے ہو لیکن آج کل کے نقاب میں اس کی آنکھیں اور بھنویں

صاف نظر آتی ہیں جس سے ان کی آنکھیں مزید پر کشش لگتی ہیں اور پھر ان کی طرف نظریں اٹھتی ہیں اور جو عورت لوگوں کی نظر اٹھنے کا سبب بنے اس کے بارے میں وعیدیں ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

۲۔ یہ اچھی عورتوں کا طریقہ نہیں۔

یہ عبارت پڑھ کر ناک منہ بنانے سے پہلے تھوڑی گزارش اور سن لیجئے کہ آج سے دس پندرہ سال پہلے بھنویں بنوانے کا شریف گھرانوں میں قطعی چلن نہ تھا۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری وہ مسلمان مائیں بہنیں جن کی عمریں زیادہ ہیں وہ اس بات کو نہیں بھولی ہوں گی۔

لیکن پھر اچانک یہ تبدیلی کہ اس وبا سے ہر دوسری خاتون متاثر ہوگئی یہ الیکٹرانک میڈیا کا کمال ہے کہ اس نے یہ منحوس عمل اتنا زیادہ اور اتنا پر کشش دکھایا کہ ہر خاتون اور نوجوان بچی پر کشش نظر آنے کی تگ و دو میں لگ گئی اور نوبت یہاں تک آگئی کہ برقع کے نقاب بڑے رکھے جاتے ہیں تاکہ آنکھوں کے ساتھ بھنویں بھی نظر آتی رہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ (درحقیقت) یہ طریقہ نیک خواتین کا نہ تھا بلکہ دکھاوا کرنے اور زمانہ جاہلیت میں بناؤ سنگھار کر کے غیر محرموں کو دکھاتے پھرنے والی عورتوں کا تھا اس لئے آقا ﷺ نے اپنی امت کی بیٹیوں کو اس سے قطعی منع فرما دیا تاکہ وہ ان بدقماش عورتوں کے مشابہہ نظر نہ آئیں۔ (دیکھئے فتح الباری: ۱۰/ ۳۷۸)

۳۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ بال دھاگے سے نکلوانے سے کتنی تکلیف ہوتی ہے جسے خوبصورتی کا بھوت خواتین کو برداشت کرنے پر ترغیب دیتا رہتا ہے اور خود کو ایذاء دینا یا دوسرے کو ایذاء دینا جائز نہیں ہے۔

۴۔ بس یہ حدیث یاد رکھیں۔

﴿لعن اللہ الواشمات والمتوشمات والمتنصمات﴾

۵۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے چہرے میں تبدیلی ہے اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے۔

(کشاف القناع: ۱/ ۷۱، مجموع الفتاوی احکام النساء ابن جوزی ص ۹۰)

کیونکہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر خودساختہ تبدیلی درست نہیں۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسم گودوانے، دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کروانے اور جسم سے بال نوچنے کو منع فرمایا ہے۔ اور شوہر کی خوشدلی کے لئے بھی ایسا کرنا درست نہیں ہے ناجائز ہے۔ (از مفتی کمال راشدی)

بھنویں لٹک جائیں تو انہیں قینچی سے کاٹ دیں

اس پر تو تفصیلی گفتگو ہوگئی کہ بھنوؤں کو نوچنا جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر بھنویں بھدی ہو جائیں اور ان کے بال لٹکنے لگیں تو ایسی صورت میں انہیں قینچی سے کترنا بہر حال جائز ہے اور اسی طریقے پر اگر بلیچ کے ذریعے اس کے کسی حصے کو رنگ کر بالوں کا رنگ جلد کے مماثل کیا جاسکتا ہو تو یہ طریقہ اپنانے کی بھی گنجائش ہے بلکہ بلاشبہ جائز ہے۔

چہرے پر داڑھی یا مونچھ نکل آئے

خواتین میں سے اگر کسی کے چہرے پر داڑھی یا مونچھ کی جگہ کچھ بال نکل آئیں یا رؤاں بڑھ جائے تو اس صورت میں بھی بلیچ وغیرہ کا استعمال درست اور جائز ہے

اگرچہ تھریڈنگ بھی اس مسئلہ کا حل ہے لیکن وہ اذیت ناک ہونے کی وجہ سے نامناسب ہے اس لئے شرعی اعتبار سے اسے مناسب ہی کہیں گے البتہ بلیچ کا استعمال مناسب ہے۔

چند ایک بال ہوں تو نوچ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اگر عورت کی داڑھی یا مونچھ بڑھ جائے اور اس کا نوچنا یا بلیچ کرنا بے فائدہ یا مضر ہو تو اس وقت اس کو کسی اچھی کریم سے صاف کر دیا جائے البتہ بلیڈ اور استرے کا استعمال خواتین کے لئے مناسب نہیں لیکن اگر اس کے بغیر بھی چارہ کار نہ ہو تو مجبوری ہے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ہونٹوں کے بال صاف کرنا

اگر کسی خاتون کے ہونٹوں پر بال اگ آئیں تو ان بالوں کو بھی صاف کرنے میں

شرعاً کوئی مضائقہ نہیں بلکہ انہیں صاف کرنا یا ان کو رنگ وغیرہ کے ذریعے چھپانا عورت کے حق میں بہتر اور مستحب ہے۔ (درالمختار: ۶/۳۷۳)

اس سلسلے میں بلیچ کے ذریعے رنگنا کریم کے ذریعے صاف کرنا سب درست ہے البتہ تھریڈنگ کا عمل اذیت ناک ہونے کی وجہ سے نامناسب ہے۔

زیر ناف اور بغل کے بالوں کی صفائی

زیر ناف بالوں کی صفائی باقاعدہ شرعی مسئلہ ہے اور فطرت کی ان دس چیزوں میں شامل ہے ان بالوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ صاف کرنا ضروری ہے ورنہ پندرہ دن میں صاف کیا جانا چاہئے لیکن چالیس دن سے زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہئے ورنہ گناہ ہوگا۔ اور اس سلسلے میں کریم پاؤڈر استعمال کئے جائیں عورت کے لئے بلیڈ یا تیز دھار آلات کا استعمال نامناسب ہے اگرچہ جائز ہے۔ (فتاویٰ شامی: ۶/۴۶)

یہی حکم بغل کے بالوں کا بھی ہے جو زیر ناف بالوں کا ہے البتہ ابتداء میں انہیں نوچ لینا بہتر ہے۔

جسم گودنا یا گدوانا حرام ہے

جسم گودنا یا گدوانا حدیث طیبہ کی رو سے حرام ہے۔ جسم چاہے مرد گودوائے یا عورت دونوں کے لئے حرام ہے اور خاص طور سے خواتین کے بارے میں اس عمل پر وعید وارد ہوئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (مسلم شریف)

گودوانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ خاص آلے یا سوئی سے جسم میں گہرے نشان ڈال کر اس میں رنگ بھر دیتے ہیں اور اس طرح نام لکھوائے جاتے ہیں یا تصویریں بنوائی جاتی ہیں۔

یہ عمل مسلم علاقوں میں اہل کفر کے ہاں سے آیا ہے ہمارے علاقوں میں ہندوؤں کی بعض قومیں خوبصورتی کے لئے عورتوں کے چہرے ہاتھوں وغیرہ پر اس طرح کی کشیدہ کاری کرواتی ہیں اور آج کل یورپ کے میڈیا نے ہمارے نوجوانوں کو پاگل کر رکھا ہے

یورپ میں اس وقت اس طرح گدوانے کا زبردست فیشن ہے جس میں لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں بھی اس سے متاثر ہیں لڑکے اور لڑکیاں گدوائے ہوئے حصوں کی نمائش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ عمل چند وجوہ سے ناجائز ہے۔

۱۔ اس میں تصویریں وغیرہ بنوائی جاتی ہیں۔
۲۔ اس میں گودواتے وقت جسم کو اذیت ہوتی ہے۔
۳۔ نامحرم مرد اس کام کو انجام دیتے ہیں۔
۴۔ پھر ایسے حصوں کی بے پردگی اور نمائش ہوتی ہے۔
۵۔ نبی کریم ﷺ نے اس عمل کو موجب لعنت قرار دیا ہے۔

چنانچہ ان تمام وجوہ کی بناء پر اس عمل سے گریز کرنا ضروری ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ لعنت کے موجب اعمال سے خود کو دور رکھا جائے۔

دانت اور ان کی صفائی اور سنگھار

دانت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہیں انسانی حسن اور صحت میں دانتوں کی صفائی ستھرائی کو بڑا دخل ہے اگر دانت صاف ستھرے ہیں تو ان سے انسانی حسن اور نکھرتا ہے شخصیت باوقار لگتی ہے اور اسی طرح پابندی سے مسواک کرنا، منجن اور پیسٹ کا استعمال دانتوں کی صفائی کے لئے بے حد ضروری ہے اس سے انسانی صحت درست رہتی ہے دانتوں کی صفائی نہ ہونے سے پیٹ اور جگر کی بیماریاں ہو جاتی ہیں اس لئے دانتوں کی صفائی کے لئے مندرجہ ذیل اہتمام کرنا ضروری ہے۔

۱۔ پابندی سے مسواک کرنا اور بضرورت ٹوتھ پیسٹ اور برش کا استعمال۔
۲۔ دانتوں کا خلال کرنا۔
۳۔ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد کلی کرنا اور مسواک کرنا۔
۴۔ رات کو سوتے وقت مسواک کر کے یا برش کر کے سونا اور اٹھنے کے بعد بھی یہی عمل دہرانا۔

مذکورہ پابندی سے دانت صاف رہیں گے اور صحت کے مسائل جو دانتوں کی

صفائی نہ ہونے سے پیدا ہوتے ہیں نہیں ہوں گے۔

ٹوٹے دانت کی جگہ نقلی دانت سونے چاندی کے لگوانا

اگر کوئی دانت ٹوٹ جائے تو اس کی مرمت کر لینا جائز ہے اس کے لئے اگر نئے دانت لگوانے پڑیں یا آدھا دانت ٹوٹنے کی صورت میں خول چڑھوانا پڑے تو اس صورت میں خول چڑھانا چاہئے سونے چاندی یا پیتل یا کسی اور غیر مضر دھات کا ہو لگوانا جائز ہے۔

اسی طرح سونے چاندی کے دانت لگوانا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس سے نمود و نمائش مقصود نہ ہو۔

اسی طرح نقلی بتیسی لگوانا بھی جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو مستحسن ہے۔

دانتوں کو بندھوانا تاکہ لبوں سے باہر نہ نکلیں

اگر کسی خاتون کے دانت لمبے اور ٹیڑھے ہوں تو ان دانتوں کو اگر سیدھ میں کرنے کی غرض سے تاکہ وہ منہ بند ہونے کی صورت میں لبوں سے باہر نہ نظر آئیں بندھوانا جائز ہے تاکہ وہ سیدھ میں آجائیں۔

ایسا کر لینا خلقت میں تبدیلی نہیں ہے کیونکہ عموماً دانت کسی بیماری یا ٹوٹے دانت کی جڑوں میں زبان لگاتے رہنے سے ٹیڑھے نکل آتے ہیں۔ اور چونکہ ایسے دانت چہرے پر عیب دار لگتے ہیں اس لئے عیب کو درست کرنا اور چھپانا درست ہے۔ البتہ انہیں گھسوانا اور چھوٹے کرانا جائز نہیں ہے۔

دانتوں کے خلاء کو بند کرنا یا خلا پیدا کرنا

بعض خواتین کے دانتوں میں خلاء ہوتا ہے اور دانت منتشر ہوتے ہیں ان کو ساتھ ملانے کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی طریقے سے اگلے دانتوں میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے انہیں گھسوا کر کشادگی پیدا کرنا ان کے درمیان خلاء یا فاصلہ پیدا کروانا بھی جائز نہیں ہے بلکہ اس کے

بارے میں احادیث طیبہ میں سخت وعید وارد ہوئی ہے اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔

حدیث بخاری شریف میں ہے کہ اللہ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو (حسن کے لئے) دانتوں میں کشادگی کراتی ہیں جو اللہ کی خلقت کو بدلنے والی ہیں۔

(بخاری: ٧/٦٣، ٧/٦٢، ٧: ٨٧۔ مسلم: ٣/١٦٧٨) فتاوی شامی: ٥/٢٣٩)

اسی طرح دوسری کتب حدیث میں ممانعت کی احادیث آئی ہیں۔

(نسائی: ٨/١٤٩، ابوداؤد: ٤/٣٢٥)

اسی طرح چاروں فقہی مسالک کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ دانتوں کے درمیان خلاء پیدا کرنا حرام ہے۔ (مغنی المحتاج: ١/١٩١، المجموع شرح المہذب: ٣/١٤٠ فتاوی شامی: ٥/٢٣٩، قوانین الاحکام الفقہیہ ص ٣٨٤)

بناؤ سنگھار کے لئے زیور کا استعمال

عورتوں کے بناؤ سنگھار میں زیور کی خاص اہمیت ہے اس لئے انسانی زندگی کے ہر دور میں خواتین مختلف اشیاء کو زیور کے طور پر استعمال کرتی آئی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ عورت کا بناؤ سنگھار زیور کے بغیر ادھورا ہوتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اس کے ساتھ ساتھ اسلام میں روحانیت اور آخرت کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اسلام اپنی امت میں چونچلوں اور دکھاوے کو غیر سنجیدگی اور کھیل کود کو پسند نہیں کرتا البتہ فطرت کی بناء پر کچھ گنجائش اور رخصت دیتا ہے لیکن ان چیزوں سے بے رغبتی اور عدم اعتناء کی ترغیب بھی دیتا ہے۔

لہٰذا زیور کا معاملہ بھی کچھ اس طرح ہے کہ شریعت نے کچھ اجازت دی ہے لیکن ساتھ ساتھ اسے ترک کرنے کی ترغیب دی اسراف سے بچنے کا حکم دیا دکھاوے کو حرام قرار دیا اور اس قسم کے شوق کو ناپسند ظاہر کیا ہے۔

آیئے ایک نظر اسلام کے اس عظیم نظام کی طرف ڈالتے ہیں جو عورت کے زیور کے مسئلے سے متعلق ہے۔

زیور پہننا جائز ہے

اسلام نے تزین کے لئے عورت کو زیور پہننے کی اجازت عطا فرمائی ہے اور مرد کے لئے بناؤ سنگھار ناپسند اور زیور کو ممنوع قرار دیا ہے۔

ہر حال میں زیور نہ پہننا افضل ہے

آگے کی سطور میں زیور پہننے کی شرائط کا تذکرہ آرہا ہے لیکن اسلام نے ان شرائط جواز اور حدود وقیود سے ہٹ کر زیور نہ پہننے کو ہر حال میں افضل قرار دیا ہے کیونکہ دنیا دار فانی ہے اور آخرت لافانی ہے جو کچھ دنیا میں ملے گا آخرت میں اس کا حصہ کم ہو جائے گا اس لئے مسلمان خاتون کے لئے زیور پہننا خوشیوں کے لافانی گھر میں ہی زیب دیتا ہے اس لئے دنیا میں اسے نہ پہننا آخرت میں اس کے اجر کو بڑھاتا ہے لہٰذا دنیا میں نہ پہننا افضل ہے۔

چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرمی ہے۔

''اگر تم جنت کے زیور اور ریشم پہننا چاہتے ہو تو ان کو دنیا میں مت پہنو۔''

(مشکوۃ ص ۳۷۹، مطبوعہ نور محمد، نسائی: ۸/۱۵۶)

اسی طرح ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سونے کا ایک ہار پہنے دیکھا تو ناراض ہوگئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ناراضگی کی وجہ اسی زیور کو جان کر وہ ہار صدقہ کر دیا اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا

''لوگ کیا کہتے کہ محمد ﷺ کی بیٹی کے گلے میں آگ کا ہار ہے۔''

مطلب یہ تھا کہ تمہیں دنیا کے یہ زیور پہننا زیب نہیں دیتا یہ تو آگ ہیں اور آگ کا ہار محمد ﷺ کی بیٹی کے گلے میں ہو یہ پسندیدہ ہو ہی نہیں سکتا۔

ایسے ہی ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ ''جو شخص اپنے محبوب کو آگ کے کنگن پہنانا چاہے تو وہ اسے سونے کے کنگن پہنا دے۔ (ابوداؤد: ۴/۴۳۶)

چھوٹی بچیوں کو زیور پہنانے کی ممانعت

اسی سلسلے میں ''کہ اسلام دنیاوی شوق اور شوق پیدا کرنے والی چیزوں کو ناپسند کرتا ہے۔'' اسلام نے چھوٹی بچیوں کو زیور پہنانے کی ممانعت کی ہے ایک تو اس کی وجہ یہ ہے کہ خواہ مخواہ کوئی چھین کر لے جائے اور بچوں کے کان ناک زخمی ہوں یا اس کی وجہ سے اغواء اور یرغمال جیسی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ زیور پہنانے سے بچیوں میں زیور پہننے کا شوق پیدا ہوگا جو ان کے لئے مضر ہے اور یہ شوق بڑے ہوتے ہوتے ان کی پختہ عادت بن جائے گی جو ان کے لئے نقصان دہ ہے اور اس سے بعد میں کئی معاشرتی مفاسد پیدا ہونے کا خطرہ ہے کہ کل کو اگر ماں باپ میں انہیں زیور پہنانے کی استطاعت نہ رہی تو پھر ان کی بے راہ روی کا خطرہ بھی ہے جیسا کہ آج کل مشاہدے میں آ رہا ہے۔ (دیکھئے بہشتی زیور)

دکھاوے اور نمائش کی غرض سے زیور پہننے کی ممانعت

زیور جو بھی پہنا جائے اسے اپنی خوبصورتی اور دل کی خوشی کے لئے پہنا جائے اس سے مقصد اللہ تعالیٰ کی نعمت کے حصول پر شکر کا اظہار ہو۔

لوگوں کو دکھانا اور ان کے سامنے اترانا اور کسی کو چڑانا مقصود نہ ہو کیونکہ عورتوں میں دکھاوا کرنے کا شوق (بلکہ مرض کہنا چاہئے) بہت ہی زیادہ ہوتا ہے وہ پہننے اوڑھنے کی ہر چیز دوسرے کو دکھانے کے لئے بے تاب رہتی ہیں اور اس کے بہانے ڈھونڈتی رہتی ہیں کبھی دوسری عورت سے پوچھنے کا بہانہ، کبھی گرمی کا بہانہ، کبھی اسے صاف کرنے کا بہانہ اختیار کرتی ہیں۔

بہرحال ریاکاری اور دکھاوے کی غرض سے زیور پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''جو عورت دکھاوے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی اس کی وجہ سے اسے عذاب دیا جائے گا۔'' (سنن ابی داؤد: ۴/۴۳۶)

اس حدیث میں سونا اور زیور پہننے کی اجازت ہے البتہ دکھاوے اور غیر محرموں کے سامنے ظاہر ہونے۔ تکبر اور فخر کے طور پر ظاہر کرنے کی ممانعت ہے لہٰذا اگر ان نیتوں سے زیور پہنے گی تو زیور پہننے کا گناہ الگ اور دکھاوے وغیرہ کا گناہ الگ ہوگا۔

(عون المعبود شرح ابی داؤد:۱۱/ ۲۹۷)

بجنے والا زیور پہننے کی ممانعت ہے

عورت کا چہرہ لباس جسم وجود، آواز وغیرہ ہر وہ چیز جو مردوں کی غلط نظر اٹھنے کا باعث بنتی ہے اس کا اظہار ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ عورت کا جسم اس کے خدل وخال اور چہرہ وغیرہ مردوں کے لئے جنسی ابھار اور توجہ کا سبب ہوتے ہیں اسی طرح ان کی لوچ دار آواز لباس کی زرق برق اور زیور کی چھن چھن بھی مردوں میں جنسی اکساؤ پیدا کرتی ہیں لہٰذا ان کی آواز بھی حرام ہے (چاہے وہ عورت کی لوچ دار آواز ہو یا زیور کی چھن چھن، اسی لئے عورت کو مردوں سے بات کرتے ہوئے نرمی سے اجتناب کرنے اور سختی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے) اور پھر احادیث طیبہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بجنے والا زیور گھنگرو اور گھنٹیاں شیطان کی پسندیدہ اشیاء اور شیطان کے باجے ہیں ان کی آواز سے وہ خوش ہوتا ہے اور جہاں ایسی چیزیں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

چنانچہ فقہاء کرام نے لکھا ہے ایسا زیور جس کے خول کے اندر بجنے والی اشیاء موجود ہوں یا بعض چیزوں کے بعض دوسری چیزوں پر لگنے سے چھن چھن کی آواز پیدا ہوتی ہو تو اس کے پہننے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ جیسے گھنگرو بجنے والے پازیب یا لباس میں بجنے والی چیزیں، یہ سب کچھ شریعت میں منع ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ’’گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں۔‘‘ (مشکوۃ ص ۳۷۸)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ’’ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے‘‘۔ (مشکوۃ ص ۳۷۹)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ ’’جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے‘‘۔ (مشکوۃ ص ۳۷۹)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

''اللہ تعالیٰ گھنگروؤں کی آواز اس طرح ناپسند کرتا ہے جیسے گانے کی آواز کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ گانے والے کو ایسی ہی سزا دے گا جیسی کہ وہ موسیقی سے شغف رکھنے والے کو دے گا اور آواز والے گھنگرو صرف وہی عورت پہن سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو۔ (فردوس دیلمی، بحوالہ اسلام اور موسیقی)

حضرت لبابہ کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی کہ ایک عورت ایک لڑکی کو اپنے ساتھ لئے حاضر ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آنے لگی، اس لڑکی نے جھانجن پہنی ہوئی تھی جس سے آواز آ رہی تھی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے روک دیا اور فرمایا:

> ''جب تک اس لڑکی کے جھانجن نہ کاٹے جائیں میرے پاس اسے لے کر ہرگز مت آنا، کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ سنا ہے ''جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔
>
> (مشکوۃ ص ۳۷۹)

قرآن کریم میں عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ چلتے ہوئے اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں تاکہ ان کی وہ زینت لوگوں کو معلوم نہ ہو جو انہوں نے پوشیدہ طور پر اختیار کر رکھی ہے (یعنی پازیب وغیرہ) (سورہ نور: ۳۱)

بہرحال ان تمام دلائل کی بناء پر خواتین کے لئے بجنے والا زیور پہننا جائز نہیں ہے۔

سونے چاندی کے زیورات پہننے کا حکم

سونے چاندی سے عورت کی ایک فطری محبت ہے اس فطری محبت کا لحاظ رکھتے ہوئے شریعت نے عورت کو سونے چاندی کے زیورات پہننے کی اجازت دی ہے لیکن اس کے باوجود عورت کو یہ ترغیب دی گئی ہے کہ وہ سونے کے زیورات استعمال کرنے کے بجائے چاندی کے پہنے اور سونا پہننے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو تو منع فرما دیا تھا لیکن

عمومی حکم نہیں دیا۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

''اے خواتین کی جماعت، تمہارے لئے چاندی میں وہ کچھ رکھا گیا ہے جس سے تم زیور بناؤ اور تم میں سے جو کوئی عورت سونے کا زیور پہن کر دکھاوا کرے تو اس کے بدلے میں اسے عذاب دیا جائیگا''۔

(ابوداؤد: ۴/۴۳۶)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ

''جو شخص اپنے محبوب کو آگ کے کنگن پہنانا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے سونے کے کنگن پہنا دے اور جو پسند کرے کہ اپنے محبوب کو آگ کی زنجیر پہنائے تو اسے سونے کی پہنا دے۔ لیکن تم کو چاندی اختیار کرنا چاہئے اور اس سے خوب کھیلو۔'' (حدیث میں محبوبہ (حبیبہ) کا لفظ بھی آیا ہے حبیبہ سے مراد بیوی ہے)

(ابوداؤد: ۴/۴۳۶، مسند احمد: ۴/۴۱۴)

لیکن خواتین کو سونے کے زیور پہننا منع نہیں ہے البتہ اس میں دکھاوے نمود و نمائش جیسی موجب لعنت نیتوں کو منع کیا گیا ہے اس نیت سے پہنا ہو تو ایسی نیت کا گناہ الگ اور پہننے کا الگ گناہ ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کو یہ ترغیب دی کہ وہ سونا پہننے کے بجائے چاندی کا زیور پہنیں کہ اسے زعفران سے رنگ کر سونے جیسا رنگ کر لیں جیسا کہ ایک عورت نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا

''یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے کے دو کنگن (کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ آگ کے دو کنگن ہیں۔ اس نے پوچھا سونے کی زنجیر؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ آگ کی زنجیر ہے۔ اس نے پوچھا: سونے کی دو بالیاں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ آگ کی بالیاں ہیں۔ اس عورت نے سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے تھے

اتار کر پھینک دیئے اور پھر کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ اگر عورت شوہر کے سامنے زینت نہیں کرے گی تو معاملہ کمزور ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کو اس سے کس نے منع کیا کہ چاندی کی بالیاں بنالو اور اسے زعفران (وغیرہ) سے رنگ لو"۔ (نسائی: ۸/۱۵۹)

بہر حال شریعت میں چاندی اور سونے دونوں کے زیورات پہننا جائز ہے لیکن ترغیب یہ دی گئی ہے کہ سونے کے نہ پہنے جائیں اور یہ ترغیب بہت ہی دوراندیشی اور بڑے فوائد پر مشتمل ہے غور کرنے والے حضرات کو چاہئے کہ اس پر غور کریں۔

مصنوعی زیورات (پلاسٹک سکہ وغیرہ)

آج کل بازاروں میں مہنگائی اور ترقی کی بناء پر مصنوعی زیورات کی بھرمار ہے جو کہ پلاسٹک، ایمٹیشن وغیرہ کے بنے ہوتے ہیں اور جدید سائنس کی ترقی نے تو مصنوعی زیورات اصل زیورات سے زیادہ خوبصورت بنادیئے ہیں ان کے استعمال کا حکم یہ ہے کہ انہیں پہننا اور استعمال کرنا جائز ہے۔

لیکن اس میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ بہت ہلکی مصنوعات نہ ہوں جو بعد میں انفیکشن وغیرہ کا سبب بن کر بیماریاں پھیلاتی ہیں۔

سونا چاندی اور دیگر دھاتوں کی انگوٹھیاں پہننے کا حکم

خواتین کے لئے سونا چاندی کی انگوٹھی پہننا تو بہر حال جائز ہے لیکن پیتل تانبے لوہے وغیرہ کی انگوٹھی پہننا عورت کے لئے جائز نہیں ہے (فتاوی ہندیہ: ۵/۳۳۵)

سونے کی انگوٹھی ایک مرتبہ نجاشی بادشاہ نے آنحضرت ﷺ کو بھیجی تو آپ ﷺ نے وہ اپنی نواسی امامہ بنت العاص رضی اللہ عنہا کو پہنادی تھی۔ (ابن ماجہ: ۲/۱۲۰۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی سونے کی انگوٹھی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۸/۷۰)

خواتین یہاں یہ شبہ نہ کریں کہ آپ ﷺ نے اتنی ترغیب دی کہ سونا نہ پہنیں پھر ان صاحبات کے پاس سونے کی انگوٹھی کیسے؟ تو یاد رکھیں زیور جسے عربی "حلیہ" اور زیور پہننے کو "تحلی" کہتے ہیں وہ چہرے سے متعلق ہے یعنی کان ناک سر اور گردن یا پھر چوڑی اس

میں داخل ہے۔

انگوٹھی اگرچہ زیور میں شامل ہے لیکن ''حلیہ'' اور تحلی میں شامل نہیں ہوتی بلکہ انگوٹھی کے الگ احکامات ہیں اور اسے عربی میں خاتم اور اس کے پہننے کو ''تختم'' کہا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں کے عرف میں بھی اگر کسی سے پوچھا جائے کہ فلاں عورت نے زیور پہنا ہوا تھا تو اگر اس نے بالیاں یا لاکٹ اور سونے کی چوڑیاں اور جھومر وغیرہ پہنا ہو تو کہا جاتا ہے کہ ہاں اس نے زیور پہنا ہوا تھا۔

لیکن اگر صرف انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو جواب ملے گا کہ اس نے زیور نہیں پہنا ہوا تھا۔ چنانچہ انگوٹھی زیور میں عملاً شامل ہونے کے باوجود الگ حیثیت رکھتی ہے اور اس کے الگ احکامات ہیں اور پھر بعض روایات میں سونے چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننے پر وعید وارد ہوئی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مرد کو زیور پہننا چاہے سونے کا ہو یا چاندی کا یا مصنوعی دھاتوں کا جائز نہیں ہے لیکن اسے چاندی کی انگوٹھی پہننے کی اجازت دی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس بات سے تشفی ہو جائے گی۔

پتھر کی انگوٹھی پہننے کا حکم

عورت کے لئے انگوٹھی پہننا صرف سونے چاندی کی جائز ہے اس اصول کے تحت پتھر کی انگوٹھی (جس کا چھلا پتھر کا ہو) پہننا جائز نہیں ہے۔

پلاسٹک کی انگوٹھی پہننے کا حکم

پلاسٹک کی انگوٹھی کے بارے میں صریح کوئی بات نہیں ملتی البتہ قواعد کی رو سے کہا جاسکتا ہے کہ پلاسٹک کی انگوٹھی دیگر دھاتوں (سونے چاندی کے علاوہ) پر قیاس کرتے ہوئے پہننا جائز نہیں ہے۔ (از مفتی کمال راشدی)

انگوٹھی میں نگینے کا استعمال

انگوٹھی میں اگر کوئی نگینہ پہنا جائے تو جائز ہے جیسا کہ ابھی گزشتہ سطور میں گزرا

ہے کہ

''نبی کریم ﷺ کو نجاشی نے سونے کی انگوٹھی بھیجی تھی جس میں حبشی نگینہ جڑا ہوا تھا وہ آپ نے حضرت امامہ کو پہنا دی تھی'' ......

اس لئے نگینہ پہننے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

نگینوں میں ذاتی تاثیر کا عقیدہ غلط ہے

انگوٹھی میں ہر قسم کا پتھر لگانا جائز ہے اور اس میں کسی قسم کی تخصیص شرعاً معتبر نہیں ہے۔ پتھروں میں بذات خود کوئی ایسی تاثیر نہیں ہے کہ اسے پہننے والا بادشاہ بن جائے گا یا اس کی مرادیں پوری ہو جائیں گی اس قسم کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔

ہاں اگر کسی خاص پتھر یا چاندی کی انگوٹھی جو کسی خاص قسم کی ہو جسے پہننے میں کسی بیماری سے صحت اور شفاء تجربہ سے ثابت ہو تو اس غرض سے اسے استعمال کیا جا سکتا ہے اور پہننا جائز ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی پتھر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ پتھر میں یہ تاثیر اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی اور پھر جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ان تاثیرات کو نافذ کرتا ہے اشیاء کا اس میں کوئی دخل، تصرف اور تاثیر نہیں، اللہ تعالیٰ ہی اس میں اثر پیدا کرتا ہے۔ یہی عقیدہ پتھر اور انگوٹھی کے بارے میں بہرحال رکھنا ضروری ہے۔ (خود کوئی پتھر مؤثر نہیں ہے نہ ہی کسی پتھر میں خود کوئی طاقت ہے۔ ہر طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے) (ملخصاً وزیادۃ فتاویٰ رشیدیہ ۴/۵۳)

جواہرات کے زیور

دنیا میں ہزاروں قسم کے جواہرات اور ہیرے موجود ہیں خواتین کو ہیرے اور جواہرات نگینے کے طور پر لگانا اور خود ہیروں کے بنے ہوئے زیورات پہننا بھی جائز ہے۔

لیکن چونکہ ہیرے اور جواہرات بہت زیادہ قیمتی ہوتے ہیں اس لئے ان کے پہننے میں بھی وہی شرائط ملحوظ رہنی چاہئیں۔ یعنی نمود و نمائش ریا کاری فخر و مباہات سے مکمل پرہیز ہو اور غیر محرموں کی نظر سے محفوظ رہیں۔

جواہرات اللہ تعالیٰ کے ان خزانوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسان

کے لئے مسخر کر دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''وہی ذات ہے جس نے سمندر کو تمہارے لئے مسخر کیا تا کہ تم اس میں تازہ گوشت کھاؤ اور جواہرات نکالو جنہیں تم پہنتے ہو......'' (النحل آیت ۱۴)

اسی طرح کی ایک اور آیت میں بھی کم و بیش یہی الفاظ آئے ہیں۔

اور جواہرات جو سمندر سے نکلتے ہوں یا نہیں ان سب کی اصل یہ ہے کہ ان کا پہننا مباح ہے جیسا کہ بعض مشائخ حنفیہ کا قول ہے اور اس کی دلیل یہی آیات ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ تم زیور نکال کر سمندر سے پہنتے ہو۔

(مجمع الانہر ۲/۵۳۶ علی ہامش بدر المنتقی ۲/۵۳۶) (و کلاهما شرح ملتقی الابحر)

چوڑیاں پہننا

چوڑیاں کانچ کی ہوں پلاسٹک کی ہوں یا کسی اور دھات کی خواتین کے لئے انکا استعمال جائز ہے۔

لیکن استعمال میں اتنا لحاظ رہے کہ ان میں بجنے والی آواز اتنی نہ ہو کہ غیر محرم لوگوں کی توجہ ہو جیسا کہ آج کل بعض کڑے ایسے آرہے ہیں جن کی آواز گھر کے باہر تک سنائی دیتی ہے۔اس طرح کی چیزیں پہننا درست نہیں ہے۔

البتہ چوڑیاں پہننے میں اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ چوڑیاں خود پہنیں یا کسی خاتون کے ہاتھ سے پہنیں غیر محرم مردوں کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چوڑیاں پہننا جائز نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ بلاوجہ بازاروں میں جانا بے پردہ دکانوں میں گھومنا دکانداروں سے ہنسی مذاق کرنا اور ان کے ہاتھ سے چوڑیاں پہننا انتہائی بے شرمی اور سخت گناہ کی بات ہے لہٰذا دکاندار اور خریدار دونوں کو شرعی امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

''بریس لیٹ'' پہننا

بریس لیٹ بھی چوڑیوں اور کڑوں کی طرح کا ایک زیور ہے لہٰذا اس کے

خریدنے اور پہننے میں بذات خود کوئی خرابی نہیں ہے۔ اگر کوئی خرابی ہے تو وہ ہے اس کا استعمال۔ بریس لیٹ کبھی تو نامحرم دوست کی جانب سے ملتا ہے اس پر اس کا نام یا پہلا حرف چھپا ہوتا ہے اور نامحرم سہیلی اس کو پہن کر خوش ہوتی ہے جو کہ نہایت بے شرمی بے باکی اور گناہ ہے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ لڑکیاں بڑے شوق سے بریس لیٹ پہنتی ہیں لیکن گھر سے باہر نکلتے وقت اسے آستین سے باہر نکالے رکھتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ برقعے کی آستین سے بھی باہر اور اس پر مستزاد یہ کہ کالے دستانے بھی پہنے ہوں تو بریس لیٹ دستانے کے اوپر چڑھا باہر سب کو اپنا منہ دکھاتا رہتا ہے اور نامحرموں کی توجہ اس طرف ہوتی رہتی ہے۔ اس طرح پہننا بھی جائز نہیں ہے۔

بہرحال مذکورہ دو خرابیوں سے اجتناب کر کے اگر خریدا اور پہنا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

کلائی کی گھڑی کا استعمال

خواتین کے لئے ہر قسم کی گھڑی کا استعمال جائز ہے چاہے وہ کلائی پر باندھنے کی گھڑی ہو یا جیبی گھڑی جسے وہ اپنے پرس میں ڈالے رکھتی ہیں اور بوقت ضرورت نکال کر ٹائم دیکھ لیتی ہیں۔

لاکٹ پہن کر بیت الخلاء اور غسل خانے میں جانا

مقدس ناموں والا لاکٹ پہن کر غسل خانے اور بیت الخلاء میں جانے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر لاکٹ کپڑے کے نیچے چھپا رہے تو پھر گنجائش ہے پہن کر جا سکتی ہیں لیکن اگر غسل کرنا ہے تو اسے اتار کر جانا چاہئے۔

لیکن یہ صورت خاص اس غسل خانے اور بیت الخلاء کی ہے جہاں گندگی ہو اور وہ ناپاک رہتے ہوں۔ آج کل کے جدید اسٹائل اور ٹائلوں کے بنے ہوئے خوبصورت باتھ روم جنھیں پاک رکھنے کی بہت زیادہ کوشش کی جاتی ہے ایسی جگہوں پر اگر پہن کر جایا جائے تو بھی

گنجائش ہے۔(ملخص فتاوی ہندیہ)

لیکن دل کی تسلی کے لئے بہر حال لاکٹ اتار کر جانا بہتر ہے۔

البتہ مذکورہ احکام سے تعویذ وغیرہ جو باقاعدہ موم جامہ کر کے کپڑے میں سی کر پہنے گئے ہوں مستثنیٰ ہیں انہیں پہن کر جایا جاسکتا ہے لیکن اگر تعویذ کھلا اور نقش کی صورت واضح ہو تو اس صورت میں اسے باہر اتار کر جائیں اور خاص تعویذ جسے کسی حال میں نہیں اتارنا ہوتا اس کا حکم الگ ہے۔

ٹشو پیپر کا استعمال

بازار میں جو ٹشو پیپر چہرے اور گردن کے پسینے کو خشک کرنے یا بیت الخلاء میں استعمال کے لئے ملتے ہیں ان کا استعمال جائز ہے۔لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کی استطاعت اور ضرورت ہو ورنہ چہرے اور گردن کے پسینے کے خشک کرنے کی ضرورت رومال سے بھی پوری ہو جاتی ہے، بعض لوگ رومال کا بار بار استعمال مناسب نہیں سمجھتے ان کے لئے بھی ٹشو کا استعمال جائز ہے۔

ہم نے استطاعت اور ضرورت کی شرط اسی لئے لگائی ہے کہ جن لوگوں میں ٹشو خریدنے کی استطاعت نہ ہو وہ محض دکھاوے اور اسٹیٹس دکھانے کے لئے ٹشو کا استعمال کرتے ہیں لہٰذا ان کو اس صورت میں ٹشو کا استعمال جائز نہ ہوگا۔حسب استطاعت ٹشو خرید کر استعمال کر سکتے ہیں۔

ٹشو پیپر ایک بہت کارآمد چیز ہے اس کے بنانے کا مقصد بھی پسینے اور ضرورت کے تحت ہاتھ وغیرہ پونچھنا، کوئی چیز پکڑنا وغیرہ ہے۔لہٰذا اس کا استعمال بقدر ضرورت ہو تو اسراف کا شبہ بھی نہ کیا جائے اور نہ ہی یہ عام کاغذ کی طرح ہے جس کا غیر مصرف میں استعمال ناجائز ہو۔

بیت الخلاء کے لئے جو ٹشوز بنائے جاتے ہیں۔ وہ ٹشوز بھی بیت الخلاء میں استعمال کرنا جائز ہیں کیونکہ وہ بھی اسی مقصد سے بنائے گئے ہیں۔

البتہ عام ٹشوز جو بیت الخلاء کے لئے نہیں بنائے گئے انہیں بیت الخلاء میں بغیر مجبوری کے استعمال کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ عام ٹشوز بیت الخلاء کے لئے نہیں بنائے گئے اس لئے انکا وہاں استعمال کرنا زیادتی ہے۔

اسی طرح عام کاغذ مثلاً کتاب یا کاپی کے اوراق یا ردی اخبار کو ہاتھ پونچھنے یا زمین یا میز وغیرہ صاف کرنے کے لئے استعمال کرنا مناسب نہیں ہے بلکہ یہ ان کے ساتھ زیادتی اور ناانصافی ہے۔

ناک کان چھدوانا

خواتین کے لئے بالی لونگ وغیرہ جیسے زیور استعمال کرنے کے لئے ناک اور کان چھدوانا ان میں سوراخ کرنا جائز ہے اور اس مقصد کے لئے کان میں ایک سے زائد سوراخ بھی کروائے جا سکتے ہیں۔

ان سوراخوں کی اصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت ہاجرہؓ سے شروع ہوتی ہے کہ آپ نے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے مشورے سے ان کے ناک کان میں سوراخ کئے تھے۔

لہٰذا اصل بات تو یہ تھی کہ عورت کے چہرے پر کسی قسم کے سوراخ نہ ہوں لیکن جب یہ چیز سنت کے طور پر ثابت ہوگئی تو ملت ابراہیمی میں اس کا رواج پڑ گیا۔ لہٰذا انہیں ناجائز سمجھنا درست نہیں۔

اس کے علاوہ کسی اور عضو میں سوراخ کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح ناک کے دو سوراخوں کے درمیان ہڈی میں اندر کی جانب سے سوراخ کر کے اس میں بالی وغیرہ پہننا خاص ہندو عقیدے کا حامل ہے جس کا مطلب عورت کے غلام ہونے کو ظاہر کرنا ہے، اسلام نے عورت کو کسی کا غلام نہیں بلکہ آزاد بنایا ہے۔ البتہ تابع ضرور قرار دیا ہے کہ عورت کی حفاظت ہو سکے اس لئے اس طرح ناک چھدوانا بھی درست نہیں ہے۔

بھنوؤں ہونٹوں یا ناف میں سوراخ کر کے بالی ڈالنا

آج کل ایک کریہہ فیشن جو کہ ہندوستان کے راستے ہندو ثقافت کے سر پر سوار

ہو کر الیکٹرانک میڈیا کے راستے ہمارے مسلم علاقوں میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ بھنوؤں، نچلے ہونٹ، یا ناف میں سوراخ کر کے چھوٹی سی بالی ڈال لی جاتی ہے اور اس میں کچھ مسلمان لڑکیاں بھی شامل ہوگئی ہیں۔

اس فیشن کا مقصد سوائے خود کو سیکس سمبل بنانے کے اور کچھ نہیں ہے اور اس انداز کی بالی کو غیر مرد کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے اور الیکٹرانک میڈیا میں اسے طوائف یا آوارہ عورت کا کردار ادا کرنے والی فنکارائیں اختیار کر رہی ہیں۔

یہ یقینی طور پر بد قماش عورتوں کا فیشن ہے اس سے مسلمان، نیک اور شریف خواتین کو ضرور اجتناب کرنا چاہئے اور علماء اور مبلغین اور معلمات مبلغ خواتین کو چاہئے کہ اس طرح کے غلط فیشن کے خلاف خواتین کو صحیح بات سمجھائیں اور اس کے روکنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

میک اپ کرنا

عورت کو اپنے شوہر کے سامنے صاف ستھرا اور شکل کو بنا سنوار کے رکھنا چاہئے مثلاً بال سلیقے سے بنے ہوئے ہوں چہرہ دھلا ہوا کپڑے اور بدن صاف ستھرے ہوں ان پر میل کچیل نہ ہو۔ مزید اس پر یہ کہ اگر شوہر کے سامنے ہلکا پھلکا میک اپ کر لے جس میں چہرے کا پاؤڈر لپ اسٹک کاجل سرمہ وغیرہ استعمال کرے تو یہ اس کیلئے نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ اسی طرح سردیوں اور گرمیوں میں حدت اور ٹھنڈ کے اثرات سے چہرے کے بچاؤ کے لئے کوئی کریم استعمال کرنا چاہئے تو وہ بھی مستحب ہے۔

میک اپ کا حکم بیان کرنے کے بعد میک اپ میں استعمال ہونے والی اشیاء کے احکام کا تفصیلی ذکر کیا جاتا ہے۔

لپ اسٹک کا استعمال

رنگ دار اور بے رنگ لپ اسٹک کے استعمال کا حکم کچھ یوں ہے کہ اگر وہ اسٹک ایسی ہے کہ جس کے استعمال سے تہہ جم جاتی ہے اور تہہ بھی ایسی ہے کہ جب وہ لبوں پر

موجود ہو تو لبوں پر استعمال کیا جانے والا پانی لبوں کی جلد تک نہ پہنچتا ہو تو اس کا استعمال کرنا تو جائز ہے لیکن وضو یا غسل کرتے وقت لپ اسٹک صاف کرنا ضروری ہوگا کیونکہ جب جلد تک پانی نہیں پہنچے گا تو وضو اور غسل صحیح نہ ہوگا لہٰذا نمازیں بھی درست نہ ہوں گی۔

لیکن اگر اس کی ایسی تہہ نہیں جمتی ہو جو کہ وضو اور غسل کا پانی لبوں کی جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ ہو تو ایسی لپ اسٹک کا استعمال وضو اور غسل کے وقت بھی جائز ہے۔

نیل پالش کا استعمال

نیل پالش عموماً ایسی ہی ہوتی ہے جس کے استعمال سے ایک تہہ جم جاتی ہے اور اس کی موجودگی میں وضو اور غسل کا پانی ناخن کی جلد تک نہیں پہنچتا لہٰذا نیل پالش کا استعمال جائز تو ہے لیکن وضو اور غسل کے لئے اس کا اتارنا ضروری ہے۔

بعض خواتین صرف تقاریب میں اس کا استعمال کرنا چاہتی ہیں اور آتے ہی نیل پالش اتار دیتی ہیں تو اگر وہ وضو کر کے نیل پالش لگائیں تو انہیں نماز وغیرہ پڑھنے میں اس وقت تک تو آسانی رہے گی جب تک کہ وضو نہ ٹوٹے لہٰذا وضو برقرار رکھیں اور ایک آدھ ٹائم کی نماز اسی وضو سے پڑھ لیں اور تقاریب میں دو سے زیادہ نمازوں کا وقت بالعموم نہیں آتا۔ لیکن اگر وضو ٹوٹ گیا تو دوبارہ وضو کے لئے نیل پالش اتارنا ضروری ہوگا۔

لیکن ایک بات کا دھیان رہے کہ ایسی فضول چیزوں کی عادت نہ پڑے تو خواتین کے حق میں بہتر ہی ہے کیونکہ نماز وغیرہ میں خلل کی وجہ سے کبھی تو نماز ہی میں سستی آ جاتی ہے کہ کون نیل پالش اتارے؟ اسی سستی میں نماز بھی چلی جاتی ہے اور آگے چل کر معاشرت میں فاسقوں کے ساتھ مشابہت کا امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ بھی نمازوں کا خیال نہیں رکھتے۔

پلکوں اور پپوٹوں پر رنگ کا استعمال

پلکوں پر اور پپوٹوں پر جو رنگ یا پاؤڈر استعمال کئے جاتے ہیں اگر وہ تہہ والے ہیں تو نمازوں کے لئے انکا دھونا اور اتارنا ضروری ہے اور پھر خواتین کی اپنی باتیں یہ ہیں کہ

وہ عام طور سے نیک اور صالح خواتین کے حق میں اسے اچھا نہیں سمجھتیں اس لئے اس پہلو کو مدنظر بھی رکھا جائے اور احتیاط بھی کی جائے۔

میک اپ میں غیر ملکی اشیاء کا استعمال

میک اپ کا جو سامان غیر ممالک سے آتا ہے اس کے بارے میں عموماً یہ مشہور ہے کہ اس میں شراب یا سوٴر کی چربی یا ناپاک قسم کی کچھ اشیاء کا استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے بارے میں بہت زیادہ سوالات کئے جاتے ہیں، مختصراً ان کا جواب عرض ہے کہ

اس قسم کی چیزوں میں ناپاک اشیاء خالص شراب یا سوٴر کی چربی کا استعمال اگر یقینی طور پر معلوم ہو تو اس کا استعمال کرنا حرام اور ناجائز ہے کیونکہ یہ ناپاک ہیں اور ان کے استعمال سے بچنا اور دور رہنا ہر مسلمان خاتون کا فرض ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں۔

اگر ان اشیاء میں حرام اشیاء کے ملائے جانے کا یقین نہ ہو اور محض شک اور احتمال کی بنیاد پر کہا جارہا ہے تو اس طرح اس کا استعمال ناجائز نہیں ہوگا۔ یا یہ کہ استعمال یقینی ہے لیکن ان میں یہ بھی معلوم ہو کہ کسی کیمیائی تبدیلی کے عمل سے ان کو گزار کر ان کی ماہیت تبدیل کر دی گئی ہے تو ایسی اشیاء کا خارجی استعمال جائز ہوگا البتہ احتیاطاً استعمال نہ کرنے کے افضل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

اس قسم کا مضمون فتاویٰ شامی (۳۱۶/۱) میں تفصیل سے مذکور ہے۔

پلکوں پر نقلی پلکیں لگوانا

خواتین پلکوں پر نقلی پلکیں لگواتی ہیں تاکہ ان کی پلکیں گھنی اور لمبی معلوم ہوں اور ایک مخصوص قسم کا لوشن اور مادہ اسے پلکوں پر جوڑنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بعض جگہ تو استعمال انتہائی قلیل مدت یعنی چند گھنٹوں کے لئے ہوتا ہے اور بعض خواتین انہیں روزانہ استعمال کرتی ہیں خصوصاً وہ خواتین جو کسی ملازمت یا تعلیم کے سلسلے میں کالجز وغیرہ سے متعلق ہوں۔ اس سلسلے میں دو پہلو ہیں۔ ایک طبی دوسرا فقہی۔

طبی پہلو کے حوالے سے اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ نقلی پلکیں اصل پلکوں پر بوجھ و حساسیت پیدا کرتی ہیں اور ان کی طبعی نشو ونما اور انسانی جلد پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں اور اس کا تعلق چونکہ آنکھ جیسی انتہائی حساس جگہ پر ہے تو اس کا خطرہ اور بھی زیادہ ہے لہٰذا یہ قطعی نقصان دہ ہے اس لئے اطباء اس کا مشورہ نہیں دیتے اور اسے ممنوع قرار دیتے ہیں۔[1]

بعض دوسرے اطباء نے لکھا ہے کہ نقلی پلکیں حساسیت پیدا کرتی ہیں خاص طور سے اس کو جوڑنے کے لئے لگایا جانے والا مادہ اور لوشن نقصان دہ ہے۔ (حوالہ بالا)

لہٰذا ایسی صورتوں میں اس کا استعمال درست نہیں ہے اور پھر بعض علماء نے اسے مصنوعی بال لگانے کے حکم میں شمار کیا ہے جس کا حکم پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے کہ وہ جائز نہیں ہے اور یقیناً یہ بالوں میں ہی اضافہ ہے۔

اور پھر بعض علماء نے اسے ''مثلہ'' یعنی اللہ تعالیٰ کی بناوٹ اور تخلیق میں اضافہ اور تبدیلی شمار کیا ہے لہٰذا نقلی پلکوں کا استعمال جائز نہیں ہے۔[2]

ناخن بڑھانا لمبے ناخن رکھنا

ایک وباء جو خواتین میں بہت عام ہوتی جا رہی ہے وہ ہے لمبے ناخن رکھنا اور انہیں بنا سنوار کر نوکدار بنانا وغیرہ۔

سب سے پہلی بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ ناخن بڑھانا انسانی اور اسلامی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ وہ مشہور حدیث جس میں دس چیزوں کو فطرت میں سے نبی کریم ﷺ نے شمار فرمایا ہے اس میں ناخن ترشوانا بھی شامل ہے۔ لہٰذا فطرت کے خلاف جو بھی چیز ہوگی اسے جائز نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث میں ہے کہ دس چیزیں فطرت میں سے ہیں مونچھیں

---

[1] دیکھئے طبیب ابوبکر عبدالغنی عبدالعزیز کی کتاب ''جلدی امراض بال گراتے ہیں اور حساسیت پیدا کرنے والے امراض جوانوں کی محبت ختم کرتے ہیں۔'' عربی نام: الامراض الجلدیۃ تساقط الشعر و امراض الحساسیۃ حب الشباب'' (ص ۸۷) بحوالہ احکام تجمیل النساء۔

[2] ڈاکٹر حیات محمد علی عثمان خفاجی ''کتاب زینۃ المرأۃ بین الاباحۃ والتحریم مطبوعۃ ادارۃ الصحافۃ والنشر برابطۃ العالم الاسلامی...... ص ۱۵۷۔ احکام تجمیل النساء ص ۱۹۲۔

کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کی جگہ کو دھونا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف بال صاف کرنا اور استنجاء...... (مسلم شریف:۱/۲۲۳)

دسویں چیز مصعب کہتے ہیں کہ وہ کلی کرنا ہے۔ لیکن ایک دوسری حدیث جس میں پانچ چیزیں شمار کی گئی ہیں اس میں ناخن کاٹنا بھی شامل ہے لیکن اس میں ختنہ کرانے کو فطرت میں شمار کیا ہے۔ (بخاری ۷/۵۶، مسلم ۱/۲۲۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم مونچھیں کاٹنے، ناخن ترشوانے، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرانے میں چالیس دن سے زیادہ وقت نہ گزاریں۔[1]

یہ تو ان ناخنوں کا حکم ہے جن کے نیچے میل وغیرہ نہ بھرا ہوا گر میل وغیرہ بھرا ہو تو اس کا حکم اور زیادہ شنیع ہے۔

کیونکہ میل جمع ہونے سے کبھی اس میں نجاست بھی شامل ہو جاتی ہے چنانچہ عبادات اس کی نجاست کے ساتھ ہوتی ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ (فتح الباری:۱/۳۴۵)

اور اس کے علاوہ صحت وصفائی کے دیگر مسائل بھی پیدا ہوتے ہیں اگر میل وغیرہ بالکل جم جائے کہ آسانی سے نہ اترے اور پانی اس کے نیچے جلد تک نہ پہنچے تو وضو اور غسل بھی درست نہیں ہوتا۔

بہر حال ان تمام وجوہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ناخن بڑھانا بہتر نہیں ہے سنت یہ ہے کہ ناخن ہر ہفتے ترشوا دیئے جائیں اس لئے خواتین کو ناخن بڑھانے کے عمل سے گریز کرنا چاہیئے...... (المجموع:۱/۲۳۷)

ناخن کاٹنے کا سنت طریقہ

ناخن کاٹنا جیسا کہ ذکر ہوا فطرت اور سنت ہے اس میں کوئی مخصوص طریقہ

---

[1] مسلم شریف:۱ص۲۲۱۔

احادیث میں ذکر نہیں ہوا (جیسا کہ ابن حجر نے بیان کیا ہے[۱]) البتہ بعض محدثین اور فقہاء نے مستحب طریقہ بتایا ہے علامہ نووی کہتے ہیں کہ جب ناخن کاٹنے لگیں تو پہلے ہاتھوں کے اور بعد میں پیروں کے ناخن کاٹیں۔[۲]

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ (علامہ نووی نے ہاتھوں کو جو پہلے مستحب لکھا ہے) اسے وضو پر قیاس کیا گیا ہے کہ اس میں ہاتھ پہلے دھوئے جاتے ہیں۔[۳]

فقہاء نے ناخن کاٹنے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ جمعہ کے دن جمعے سے پہلے ناخن کاٹے جائیں جو کہ افضل ہے اور دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کریں چھنگلیا تک آئیں پھر بائیں چھنگلیا سے اس کے انگوٹھے تک آئیں اور پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کاٹیں۔

پھر پیروں کے ناخن دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں۔[۴]

ناخن رات کو بھی کاٹے جا سکتے ہیں نحوست ہونے کا تاثر غلط ہے اسی طرح ناخن کاٹ کر بیت الخلاء یا غسل خانے میں نہ ڈالیں البتہ کسی اور جگہ پھینک دیں بہتر یہ ہے کہ چھوٹے سے کاغذ میں لپیٹ کر پھینکے جائیں اور جہاں سہولت ہو مٹی میں دبا دیں۔

ناخنوں کو رنگنا

ناخنوں کو رنگنے کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اور اس کے لئے مہندی، زعفران اور مختلف قسم کی چیزیں استعمال کی جاتی تھیں اور آج بھی یہ جاری ہے۔

البتہ رنگت چڑھانے کے لئے کوئی تہہ والی چیز استعمال کی جائے تو اس کا کھانے

---

۱ فتح الباری: ۱۰/ ۳۴۵

۲ المجموع شرح المھذب: ۱/ ۲۸۶

۳ فتح الباری: ۱۰/ ۳۴۵

۴ فتاویٰ عالمگیری: ۵/ ۳۵۷، مرقات ملا علی قاری شرح مشکوۃ: ۲/ ۴۔

وغیرہ میں گرنے یا ملوث ہونے کا خطرہ ہے اس لئے نامناسب ہے اور وضو اور غسل میں پانی جلد تک نہیں پہنچے گا۔

اسی طرح آجکل ایک عرق جو پتی، کتھ وغیرہ سے بناتے ہیں جس میں کبھی ڈبوں کا رنگ بھی شامل ہوجاتا ہے اس کا استعمال بھی جائز ہے۔

رنگنے کے جواز پر دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ایک عورت

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور لکھی ہوئی کوئی چیز پردے کے پیچھے سے آپ کی طرف بڑھائی تو آپ نے اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا۔ عورت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک رقعہ آپ کی طرف بڑھایا مگر آپ نے وصول نہیں فرمایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں ہوا کہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ اس نے کہا کہ عورت کا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم عورت ہو تو اپنے ناخن مہندی سے کیوں نہیں رنگ لیتیں''[1]

نقلی ناخن لگانا

نقلی ناخن لگانا خواتین میں مشہور عمل ہے انہیں خاص طور سے دلہنوں کو لگایا جاتا ہے اور اس میں یہ بات تحقیقی درجہ تک پہنچ چکی ہے کہ یہ عمل کافر اور فاسق عورتوں کے عمل سے مشابہہ ہے کیونکہ مسلمان اور نیک عورت کا عمل سنت کے مطابق ہوتا ہے اور وہ ہے ناخنوں کو ہر ہفتہ ترشوانا اس لئے مسلمان نیک عورت کے ناخن چھوٹے ہوتے ہیں نقلی ناخن لگانے سے ناخن لمبے نظر آتے ہیں جو کہ نیک عورت کا شیوہ نہیں۔ اس لئے اس وقت اس کی مشابہت مذکورہ عورتوں سے ہوجاتی ہے لہٰذا حدیث **''من تشبہ بقوم فھو منھم''** کے تحت یہ مشابہت ممنوع ہے۔ چنانچہ نقلی ناخن لگانا درست نہیں ہے۔

مسلمان عورت پر اپنے دین اور نبی ﷺ کی سنت کا التزام ضروری ہے اور لمبے ناخن کبھی بھی مسلمان عورتوں کی زینت نہیں رہے ہیں کیونکہ اس کی حقیقی زینت ...... کٹے ہوئے ناخنوں میں ہے۔

---

[1] سنن نسائی: ۱۴۲/۸۔ (باب الخضاب للنساء)

اور اس کے ساتھ ساتھ اس عمل کی ممانعت جنہیں معلوم ہو جائے اور وہ محض تقلید مغرب میں یہ بے فائدہ عمل کرتی رہیں تو ان کی عقل کے کمزور ہونے کی بھی علامت ہے اور ایک سمجھدار مرد بھی کبھی اپنے بیوی، بہن یا ماں، بیٹی کو اس حالت میں دیکھنا پسند نہیں کریگا۔ جس میں ان کے ناخن جانوروں کے پنجوں کی طرح بڑھے ہوئے ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس آفت اور اندھی تقلید سے مسلمان عورتوں کو بچائے آمین۔[1]

مہندی لگانا

مہندی لگانا زمانہ قدیم سے خواتین کی زینت کے طور پر استعمال ہوتا آیا ہے بعض احادیث میں خواتین کو ہاتھ یا کم از کم ناخن رنگنے کی ترغیب بھی آئی ہے جیسا کہ سنن نسائی کی حدیث میں گزرا۔

اسی طرح مہندی سے رنگنے کو حضرت عائشہ نے جائز بتایا۔ (سنن نسائی)

بہر حال عورتوں کو مہندی لگانا جائز ہے۔ (البحر الرائق: ۱۸۳/۸)

نقش ونگار والی مہندی لگانا

ہاتھوں پر مہندی کے ذریعے نقش ونگار بنانا بھی درست ہے اور چونکہ یہ عام و خاص تمام خواتین کی زینت میں ایک عام عمل بن چکا ہے لہٰذا یہ کسی طرح حالت ممنوعہ میں داخل نہیں ہے۔ البتہ کوشش یہ کی جائے کہ اس میں زیادہ وقت برباد نہ کیا جائے اور گھر کی مصروفیت اور گھر کے خاص مصروف دنوں میں کام کاج چھوڑ کر اس کے پیچھے نہ پڑا جائے ہاں موقع ملنے پر لگالی جائے۔

البتہ بعض فقہاء شوافع وغیرہ سے جو اس کی کراہت مروی ہے وہ اس زمانے میں فاسق قسم کی عورتوں کا شعار ہونے کی وجہ سے ہو سکتی ہے (کشاف القناع ۸۲/۱، احکام تجمیل ص ۲۱۸)

البتہ نوعمر لڑکیوں کو اس کا شوق دلانے سے بچنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ بچپن سے ہی بچیوں کو اس قسم کے شوق نہ پڑیں، ورنہ بڑے ہوتے ہوئے وہ فیشن کی دلدادہ

---

[1] احکام تجمیل النساء: ص ۲۲۲۔

بن جاتی ہیں جو کہ بڑوں کے لئے دردسر ثابت ہوتا ہے۔

پیروں میں مہندی

ہاتھوں کی طرح پیروں میں بھی مہندی لگانا زینت کے لئے بھی جائز ہے اسی طرح گرمیوں میں ٹھنڈک کے حصول کے لئے بھی جائز ہے۔

کہنیوں تک نقش و نگار

بعض خواتین ہاتھ کے اندرونی (ہتھیلی والے) حصے پر کہنیوں تک نقش و نگار بنالیتی ہیں جو کہ ایک اسراف کا عمل ہے وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور پھر اس کو ظاہر کرنے کے لئے آدھی آستینوں کی قمیصیں زیب تن کی جاتی ہیں۔ یہ تمام اعمال درست نہیں اور انہیں کسی طرح درست اور جائز نہیں کہا جاسکتا البتہ چوڑیوں کے نیچے تک نقش و نگار بنائے جاسکتے ہیں۔

ابٹن لگانا

ابٹن لگانا زیب و زینت اور صفائی ستھرائی کے لئے زمانہ قدیم سے خواتین کا معمول ہے اس سے کیل مہاسوں کی صفائی اور میل وغیرہ اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں مستحسن ہے۔

البتہ ابٹن لگا کر بہت زیادہ دیر اس کے اتارنے میں لگائی جاتی ہے جس سے بسا اوقات نماز ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے اس سلسلے میں احتیاط ضروری ہے ورنہ گناہگار ہوں گی۔

اسی طرح شادی بیاہ میں ایک تقریب باقاعدہ ابٹن یا مہندی کے نام سے ہوتی ہے بعض کی اصطلاح میں اسے تیل چڑھانا بھی کہا جاتا ہے یہ تقریب بجائے خود کئی مفاسد کا مجموعہ ہے ان سے احتراز کرنا چاہئے۔ البتہ غیر مردوں، مووی، تصویر کشی جیسی لعنتوں سے پاک تقریب ہو تو صرف خواتین کو یہ تقریب بغیر مجمع اکٹھا کئے کر لینا درست ہے۔

میک اپ کی تیاری میں سبزیوں، بیسن وغیرہ کا استعمال

آج کل میک اپ اور چہرے کی صفائی اور حفاظت میں سبزیوں بلکہ یوں کہہ لیجئے کھانے پینے کی چیزوں کا استعمال ہونے لگا ہے اور پوری دنیا میں خواتین ان اشیاء کا استعمال کر رہی ہیں۔

ان اشیاء کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے۔

(۱) علاج کے لئے (۲) خوبصورتی کے لئے

علاج کے لئے استعمال جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے جیسا کہ بالائی بیسن وغیرہ کا چہرے سے کیل مہاسے اور پھنسیاں دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اسی طرح صرف خوبصورتی اور نکھار پیدا کرنے کے لئے ان چیزوں کا استعمال کیا جاتا ہے اور وہ بھی جائز ہے کیونکہ ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف فوائد کے لئے انسان کے واسطے بنایا ہے اور خوبصورتی نکھار پر بھی بودے اور پھیکے پن کا علاج ہی ہے اور عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے چہرے سے پھیکے پن اور نشانات وغیرہ کو دور کرے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ

''اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے زمین میں جو کچھ موجود ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا ہے''۔ (سورۃ بقرۃ آیت نمبر ۲۹)

چنانچہ زمین میں جتنی اشیاء ہیں ان کا انسان کے منافع اور فوائد کے لئے استعمال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جو کہ اس کی نعمت ہے اور اس آیت میں منفعت اور مصلحت کی عطا کی طرف تنبیہ ہے (الجامع الاحکام القرآن: ۱/۲۴)

ہم آگے وہ تفصیل ذکر کر رہے ہیں جو مختلف اشیاء مختلف بیماریوں اور مختلف فوائد کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

۱۔ زیتون کا تیل: گردن اور چہرے سے دھبے وغیرہ دور کرنے اور بالوں کو روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ ٹماٹر کا استعمال جلد کی خوبصورتی اور ملائمت کے لئے ہوتا ہے۔

۳۔ لیموں کا استعمال چہرے کے کالے داغ آنکھوں کے حلقے مٹانے اور مسامات سے میل نکالنے ملائمت پیدا کرنے سردیوں کی پھٹن وغیرہ دور کرنے کے لئے ہوتا ہے

۴۔ گلاب کا عرق۔ آنکھوں کی بیماریوں اور جلدی امراض کے لئے مفید ہے اسی طرح بعض پیٹ کی بیماریوں کے لئے فائدہ مند ہے۔

۵۔ پیاز کا استعمال بالوں کو گرنے سے روکنے کے لئے اور جنسی توانائی کے لئے۔

۶۔ شہد، قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے جو پینے، لگانے دونوں کاموں کے لئے مفید ہے۔ چہرے آنکھ، ناک، کان اور جسمانی اندرونی بیماریوں کے لئے مفید ہے۔

(۶) کلونجی کا استعمال

کلونجی بالوں کے گرنے، برص دور کرنے چہرے کی خوبصورتی داغ دھبے دور کرنے، چہرے کی رونق بحال کرنے اور ہزار ہا بیماریوں سے شفاء ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ''اس میں موت کے سوا ہر بیماری سے شفا ہے۔''

(۷) خربوزے اور پپیتے کا استعمال

بعض جلدی اور بالوں کی بیماریوں میں ہوتا ہے۔

(۸) کھیرے کا استعمال

آنکھوں کے حلقوں سے نشانات دور کرنے کے لئے۔

(۹) بیسن کا استعمال

چہرے پر لیپ کرنے مسامات سے کیل مہاسے نکالنے اور جلد پر نکھار پیدا کرنے کے لئے۔

(۱۰) بالائی کا استعمال

کیل مہاسے اور پھنسیوں کو دور کرنے کے لئے[1]۔

(۱۱) مختلف تیلوں کا استعمال

سر کے بالوں ان کی جلد اور جسمانی جلد کی حفاظت کے لئے۔

بہر حال کھانے پینے کی ان اشیاء کو علاج، اور بدنمائی دور کرنے اور محض نکھار اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ واضح رہے کہ ان اشیاء کو بنیادی طور پر کھانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور یہ ضرورت کے تحت ان مواقع پر استعمال کی جاتی ہیں تاکہ فضول اور مہنگی اور مشکوک اشیاء کے استعمال سے بچا جاسکے[2]۔

خوشبو کا استعمال

خوشبو کا استعمال کرنا مرد اور عورت دونوں کے لئے جائز ہے لیکن عورت اور مرد کی خوشبو میں تھوڑا سا فرق ہے۔ وہ یہ کہ مرد ایسی خوشبو لگائیں جس سے کپڑے رنگین نہ ہوں اور خوشبو دور تک پھیلے اور خواتین ایسی خوشبو لگائیں جس سے کپڑوں پر رنگ چاہے آجائے لیکن خوشبو اس کے اپنے وجود سے آگے نہ بڑھے یا شوہر قریب ہو تو اس تک پہنچ جائے۔

کپڑوں پر رنگ آنے کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ نبوی ﷺ میں بعض رنگدار خوشبوئیں تھیں جن میں ''ورس'' زعفران وغیرہ شامل تھے کہ ان سے دو کام لئے جاتے تھے رنگ اور خوشبو۔ یہ اسی طرف اشارہ ہے۔

اور مذکورہ تفصیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔

۱　یہ تمام خواص اپنی یادداشت اور کتاب الغذاوی بالأعشاب والنباتات سے لئے گئے ہیں بحوالہ احکام التجمیل ص۳۹۹، ص۳۹۸

۲　ملخص فتاوی الشیخ محمد صالح العثیمین: ۸۴۲/۲

اگر عورت ایسی خوشبو لگائے جس سے خوشبو دور تک پھیلے اور اس حال میں اگر یہ مردوں کی مجلس یا مردوں کے قریب سے گزرے اور انہیں خوشبو آجائے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایسی عورت زنا کار شمار ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہر آنکھ زنا کار ہے (جو بدنظری کے لئے اٹھے) اور کوئی عورت جب خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ویسی ہے''یعنی زنا کار ہے۔'' (مشکوۃ ص ۹۶ بحوالہ ابوداؤد و ترمذی)

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کوئی عورت خوشبو لگا کر گھر سے نکلتی ہے اور مرد اسے دیکھتے رہتے ہیں تو اس عورت کے گھر واپس لوٹ آنے تک اللہ تعالیٰ مسلسل اس سے ناراض رہتے ہیں''۔ (طبرانی)

بہر حال نیک خواتین کو اس قسم کی خوشبو لگانے سے گریز کرنا چاہئے جو غیر مردوں کی ناک تک پہنچے اور وہ اس خوشبو کی بناء پر اسے دیکھیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بدکار شمار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

خوشبو اور بناؤ سنگھار کر کے مخلوط محفلوں میں جانا

بعض نو دولتیے گھرانوں، مغرب زدہ یا اسلامی اقدار سے بے بہرہ خواتین خوب میک اپ کر کے خوشبو لگا کر مخلوط محفلوں میں شریک ہوتی ہیں جنہیں پارٹی کا نام دیا جاتا ہے وہاں ایک سے ایک میک اپ، بھڑکیلے اور فیشن زدہ لباس پہنتی اور غیر مردوں سے بے محابا احتلاط بات چیت اور ہنسی مذاق کرتی ہیں۔

آج کل کے منچلے اور بد باطن شعراء اور شرکاء انہیں شمع محفل رونق محفل اور جان

محفل کہتے ہیں لیکن ان عورتوں اور ہم سب کا خالق و مالک اور اس کا رسول ﷺ ان بدباطنوں کے برعکس ایسی عورت کو شمع محفل اور نور محفل کے بجائے ظلمت محفل بلکہ مستقل اندھیرا شمار کرتے ہیں۔

چنانچہ طبرانی میں حضرت میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس عورت کی مثال جو شوہر کے سوا دوسروں کے لئے بناؤ سنگھار کرتی ہے قیامت کے دن اس اندھیرے کی طرح ہے جس میں کچھ روشنی نہیں۔''

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار کرتی مت پھرو۔'' (احزاب:۳۳)

اور فرمایا:

''اور اپنی زینت کو نہ کھولا کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے۔''

(احزاب:۳۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یعنی چادر اور کپڑے مراد ہیں یعنی عرب عورتوں کے ہاں معروف تھا کہ وہ چادر وغیرہ پہنتی تھیں اور چادر کے نیچے سے جو کپڑے وغیرہ نظر آجائیں وہ معاف ہیں کیونکہ ان کا جھلکنا اور چادر کے علاوہ حصوں سے کپڑوں کا نظر آنا چھپایا نہیں جا سکتا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورتوں کے سنگھار مثلاً انگوٹھی وغیرہ کا ظاہر ہونا جائز نہیں۔ (احکام تجمیل ص ۹۲)

اسی طرح حدیث میں ہے کہ

''اللہ تعالیٰ نے عورت کو منع کیا ہے کہ جب وہ گھر سے نکلے تو مردوں کے درمیان نہ چلے، اور اس کی چال میں مٹکنا اور نخرہ نہ ہو۔ اور اس بات سے کہ جب وہ چادر سر پر رکھے تو ایسے نہ باندھے جس سے اس

کی بالیاں ہار اور گردن وغیرہ ظاہر ہو جائیں۔ (اور اسی کا نام تبرج
(غیروں کے سامنے بے پردگی ہے) (بخاری کتاب التفسیر: ۱۳/۶)

بہرحال مزید تفصیل میں جائے بغیر اس موضوع کو ختم کرتے ہیں مختصر یہ کہ غیر مردوں کے سامنے بے پردگی ممنوع اور قابل لعنت فعل ہے اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

پرفیوم جائز ہیں یا نہیں

پرفیوم جو اپنے ملک یا غیر ممالک میں تیار ہوتے ہیں ان کے بارے میں ایک شبہ یہ پایا جاتا ہے کہ اس میں چونکہ الکحل شامل ہوتا ہے اور الکحل حرام اشیاء مثلاً شراب وغیرہ سے بنا ہوتا ہے اس لئے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

اس بارے میں شرعاً یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ الکحل کھجور یا انگور کی شراب سے بنا ہوا ہو تو ناپاک ہے اس کا استعمال جائز نہیں لیکن اگر وہ کھجور یا انگور کے علاوہ کسی اور پاک چیز کی شراب سے بنا ہوا ہو تو پاک ہے اور اس کا خارجی استعمال جائز ہے۔

کیونکہ آج کل جو پرفیوم بازاروں میں ملتے ہیں ان میں موجود الکحل کھجور یا انگور کی شراب سے تیار نہیں ہوتا بلکہ دوسری اشیاء سے بنا ہوتا ہے جو عموماً ناپاک نہیں ہوتیں لہٰذا ایسا پرفیوم لگانے سے نہ تو کپڑا ناپاک ہوگا نہ ہی گناہ ہوگا اور ایسا پرفیوم بہرحال پاک ہے ایسے پرفیوم کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو ادا ہو جائے گی۔

ہاں اگر یہ قطعی یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس میں انگور یا کھجور کی شراب سے بنا ہوا الکحل شامل ہے تو اس کا استعمال حرام ہوگا۔ اگرچہ عموماً ایسا ہوتا نہیں ہے۔
(واللہ اعلم)

باڈی پرفیوم کا استعمال

بدن اور بغل کی بدبو کو کبھی کسی معاشرے یا دین نے پسند نہیں کیا اس لئے بدن پر پسینے کی بدبو دبانے کے لئے باڈی اسپرے باڈی پرفیوم کا استعمال درست ہے لیکن اس کی

شرط وہی ہے کہ اس کی خوشبو اتنی تیز نہ ہو کہ عام پرفیوم کی طرح دور تک جائے اور غیر مردوں کو اس کی خوشبو محسوس ہو بس اتنا ہو کہ جسم کے پسینے کی بدبو دب جائے۔

مردانہ وضع قطع کے جوتے استعمال کرنا

خواتین کے لئے مردانہ وضع قطع کے جوتے استعمال کرنا درست نہیں ہیں اگر وہ جوتے خاص مردوں ہی کے لئے ہوں اور انہی کے استعمال کے سمجھے جاتے ہوں تو ایسے جوتے استعمال کرنا موجب لعنت ہے۔

عورتوں کے لئے وہ جوتے اور وہ چپل وغیرہ پہننا جائز ہیں جو خاص عورتوں ہی کے لئے بنائے گئے ہوں عرف اور رواج میں انہیں خواتین ہی کے جوتے چپل سمجھا جاتا ہو۔ خواہ وہ کھلے ہوں یا بند۔ اونچی ایڑی ہو یا نیچی ہو۔

وہ جوتے جو عرف میں مردوں کے لئے سمجھے جاتے ہیں ان جوتوں کا استعمال عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے اور جن کا رواج اور عرف مردوں کے لئے نہ ہو تو ان کا استعمال جائز ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے عرض کیا کہ فلاں عورت مردانہ جوتے پہنتی ہے تو جواباً اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا طور طریقہ اختیار کرے۔ (ابوداؤد:۲/۲۱۰)

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

> ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں“۔ (بخاری کتاب اللباس:۷/۵۵)

جوگر اور کھلی چپل کا استعمال

وہ جوگر اور چپلیں جو خاص خواتین کے لئے بنائے جاتے ہیں پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ ایسی کھلی چپلیں جو خوبصورتی کے لئے پہنی جائیں جن میں پاؤں جاذب نظر

ہو جائیں اور بعض چپلیں جنہیں پاؤں کھلا رکھنے کے لئے پہنا جاتا ہے اور پائینچے بھی اوپر رکھے جاتے ہیں دکھاوے اور تبرج ہونے کی وجہ سے ناجائز ہیں۔ اگر تبرج نہ ہو اور پاؤں کی نمائش نہ ہوتی ہو تو درست ہے۔

جوتے بیٹھ کر پہننے چاہئیں

جوتے ہمیشہ بالکل صحیح بیٹھ کر پہننا سنت ہے۔ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر جوتے پہننے سے منع فرمایا ہے''۔ (ترمذی:۱۵۴/۲)

کیونکہ بیٹھ کر پہننے میں زیادہ سہولت ہے اور کھڑے ہو کر پہننے میں گرنے کا خطرہ بھی ہوتا ہے خاص طور پر جب اونچی ایڑی کی سینڈل وغیرہ ہو، اسی طرح جوتا پہننے سے پہلے اسے جھاڑ لیا جائے اور جوتا پہننے میں ہاتھ بھی استعمال کرنے چاہئیں۔

عینک کا استعمال

خواتین کے لئے عینک کے استعمال کے بارے میں تربیت کالج مکہ مکرمہ کی پروفیسر ڈاکٹر ازدھار بنت محمود بن صابر مدنی نے ایک تحریر لکھی ہے جس کا خلاصہ ہم اپنے الفاظ میں پیش کرتے ہیں۔

چشمے یا عینک عموماً قریب یا دور کی نظر خراب ہونے کی صورت میں پہنے جاتے ہیں اور بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ اس کا استعمال زینت کے لئے ہو اور یہ بہت کم ہے اور اب تک اس کا رواج عام مسلمان خواتین میں نہیں ہوا ہے۔ البتہ خاص اس صورت میں جب خواتین اپنے اہل خانہ کے ہمراہ دور دراز علاقوں میں تفریح کے لئے جاتی ہیں تو دھوپ کی تمازت سے آنکھوں کو بچانے کے لئے دھوپ کی عینک استعمال کر لیتی ہیں اور اس وقت ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ایسا چشمہ استعمال کریں جو دھوپ کو بہت زیادہ جذب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

البتہ بلاضرورت محض خوبصورتی کے لئے عینک اور چشمے کا استعمال جس کا مقصد خوبصورت نظر آنا ہو یہ ایسی بات ہے جو ہمارے معاشرے کی عام مسلمان عورتوں میں ابھی

رواج کے طور پر نہیں آئی اور پھر وہ کام جو عبادت کی قبیل سے نہ ہو اسے اپنانے میں اصولی حکم تو اباحت کا ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے ایسی زینت اور سنگھار کافر اور فاسق عورتوں کے سنگھار اور زینت کی قبیل سے نہ ہو کیونکہ ان کی مشابہت حرام ہے۔

اس لئے خواتین کو احتیاط کرنی چاہئے کہ ہمارے علاقوں میں جب اس چیز کو خوبصورتی کے لئے پہننے کا رواج نہیں اور وہ بھی اس لئے نہیں کہ اس طرح کے چشمے پہننے کو خواتین کی اکثریت ان فاسق عورتوں کا شیوہ سمجھتی ہے جو اس طرح کے عینک پہن کر دکھاوا اور ناز نخرے دکھاتی پھرتی ہیں۔

اور یوں بھی احتیاط کرنی چاہئے کہ یہ کافر اور مغربی عورتوں سے مشابہت کی قبیل سے ہے کیونکہ یہ بات عام ہے کہ جو عورت مغربی عورتوں کی طرز کا لباس پہنے تا کہ ان سے مشابہت کرے تو وہ اس لباس کے رنگدار چشمہ ضرور پہنے گی کہ یہ اس لباس کے ساتھ لازم ملزوم ہو گیا ہے۔

اسی طرح مسلمان عورت کو اپنے معاشرے کا لحاظ رکھنا چاہئے کہ اس طرح کے عینک اور چشمے ہمارے ہاں عورتوں کی عادت نہیں ہے اور پھر ایسے چشمے پہننے والی عورتوں پر نظریں بہت اٹھتی ہیں وہ توجہ کا مرکز بن جاتی ہیں اور شریف سنجیدہ گھرانے اسے اپنے شایان شان نہیں سمجھتے۔''

پرس لٹکانا

پرس لٹکانا بھی اب فیشن کا حصہ بنتا جا رہا ہے باوجود اس کے کہ یہ ضرورت بھی ہے وہ تمام خواتین جو ملازمت وغیرہ سے وابستہ ہیں انہیں ضرورت کا سامان رکھنے کے لئے بیگ اور پرس کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اکثر ان پرسوں میں کچھ نہیں ہوتا یا صرف پیسے اور شناختی کارڈ ہوتے ہیں۔

لہٰذا پرس اگر واقعی ضرورت کے اعتبار سے لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے مگر اس میں بھی احتیاط کی جائے کہ میچنگ اور توجہ مبذول کرانے والے پرس نہ لٹکائے جائیں کیونکہ اس سے تبرج اور دکھاوا کرنے والی عورتوں سے مشابہت ہوتی ہے اور ایسی مشابہت

حرام ہے۔

اسی طرح صرف دکھاوے کے لئے خالی بیگ یا پرس لٹکانا تاکہ سوٹ مکمل ہو جائے یا اچھی لگنے کے جذبے سے رکھا جائے حرام اور ناجائز ہے۔

یہ یاد رہے کہ ہر وہ کام اور فیشن جس میں دکھاوا، نخرہ، خود پسندی یا دوسروں کی نظر میں جچنے یا خوبصورت نظر آنے کا جذبہ اور پس منظر شامل ہو، کرنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تبرج اور ریاکاری اور نخرہ ہے جو ویسے ہی حرام ہیں۔ واللہ اعلم۔

پلاسٹک سرجری کروانا

موجودہ میڈیکل سائنس کا ایک بہترین تحفہ پلاسٹک سرجری ہے پلاسٹک سرجری انسانی اعضاء جو زخمی ہو کر بدنما ہو جائیں یا جل کر سڑ جائیں یا بدنما ہو جائیں داغ دار ہو جائیں ان کو درست کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔

کسی بھی مرد یا عورت کے جسم کے کسی بھی حصے کو اگر پلاسٹک سرجری کی ضرورت پڑ جائے چاہے زخم کی وجہ سے ہو یا خدانخواستہ جل جانے کی شکل میں ہو تو پلاسٹک سرجری کرانا نہ صرف درست بلکہ مستحسن ہے تاکہ اس کا چہرہ اور جسمانی اعضاء اپنی اصلی شکل میں واپس آسکیں یا کم از کم بہت زیادہ بدنما اور بھدے معلوم نہ ہوں۔

اور پلاسٹک سرجری کا عمل جو متاثر شخص اس کی استطاعت رکھتا ہے اسے کرانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ بدنمائی کو دور کرے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی خلقت کو درست کرنا اور اس کو اس کی اصل حالت میں لانا مطلوب ہوتا ہے۔ اصل خلقت میں تغیر نہیں کرنا ہوتا۔

پلاسٹک سرجری میں انسانی کھال اور نومولود کی جھلی کا استعمال

بہت عرصے سے پلاسٹک سرجری کرنے والے ڈاکٹر حضرات پلاسٹک کے ساتھ ساتھ انسانی کھال کا استعمال بھی کرتے ہیں۔ اور یہ خود مریض ہی کی کھال ہوتی ہے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ متاثرہ حصہ پر ڈالگانے کے بعد کسی دوسری جگہ (عموماران

یا سرین) سے آپریشن کر کے کچھ کھال نکال کر اس کے مخصوص طریقے سے اسے جلے ہوئے حصے پر لگا دیتے ہیں جس سے بہت زیادہ اکھڑی ہوئی کھال بھی درست ہو جاتی ہے اور زخم جلدی بھر جاتا ہے اور اکثر نئی کھال پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ طریقہ درست ہے اور بالکل جائز ہے۔

لیکن اس سلسلے میں کسی مردے کی کھال سے استفادہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ مردے کا جسم اور اس کی کھال کی اجازت دینے والا شخص خود مردہ ہوتا ہے اور پھر مردے کے جسم میں چیر پھاڑ اور تصرف کرنا بہرحال انسانی قدروں کے ساتھ ناانصافی ہے۔ اسی طریقے سے بعض جگہ یہ بھی ہونے لگا ہے کہ بچہ کی پیدائش کے وقت رحم کے اندر کی وہ جھلی جس میں حمل لپٹا ہوا پایا جاتا ہے (اس جھلی کو عموماً ڈاکٹر حضرات نکال کر یوں ہی پھینک دیا کرتے ہیں اور اسے بلیاں وغیرہ کھا جاتی ہیں یہ منظر زچہ ہسپتالوں میں دیکھا جا سکتا ہے) اس جھلی کو ڈاکٹر کچھ کیمیکلز لگا کر محفوظ کر لیتے ہیں اور اس سے ایک لیس دار مادہ تیار ہو جاتا ہے بالکل مرہم کی طرح۔ لہٰذا جلے ہوئے حصے پر اس کا استعمال کیا جاتا ہے جس سے زخم بہت جلد بھر جاتا ہے اور مریض کی اپنی کھال بھی کاٹنے کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔

مذکورہ صورت کا حکم یہ ہے کہ (مردے کی کھال کے علاوہ) مجبوری اور شدید ضرورت کا اعتبار کر کے اس جھلی کا استعمال درست ہے کیونکہ مذکورہ جھلی ایک فضول اور ناکارہ چیز ہے خارجی استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور پھر اس سے ایک آپریشن کرنے اور کھال نکال کر متاثرہ جگہ پر لگانے کی ضرورت بھی نہیں رہتی اور اس میں وقت بچ جاتا ہے (ورنہ تو وہ مثال ہے کہ تریاق عراق سے جب تک آئے گا سانپ کا کاٹا مر جائے گا) بہرحال فقہاء نے عورت کا دودھ جو انسانی جز ہی ہے علاجاً استعمال کی اجازت دی ہے۔

(دیکھئے فتاوی ہندیہ: ۶/۴۳۶)

لہٰذا اس جھلی کا استعمال بھی جائز ہے۔

چہرے کی خوبصورتی کے لئے سرجری کروانا

جیسا کہ پہلے گزر گیا کہ اگر جسم کا کوئی حصہ جل جائے یا زخمی ہو جائے یا چوٹ کی وجہ سے ٹیڑھا ہو جائے تو اس کے لئے پلاسٹک سرجری اور آپریشن کرانے کی اجازت ہے۔

اسی میں وہ ساری صورتیں داخل ہیں کہ چوٹ کی وجہ سے آنکھ کے پاس سے جلد کا بدنما ہو جانا، ناک کا ٹیڑھا ہو جانا، ہونٹ کا کٹ جانا وغیرہ کہ ان سب کی سرجری کروائی جا سکتی ہے چاہے عام سرجری یعنی آپریشن یا پلاسٹک سرجری کی نوبت کیوں نہ آئے۔

لیکن محض خوبصورتی کے لئے اپنے چہرے یا گردن وغیرہ کی سرجری کروانا اس وقت بیان کرنا مقصود ہے۔

عموماً خوبصورتی کے لئے سرجری کروانے میں مندرجہ ذیل آپریشن ہوتے ہیں۔

۱۔ ناک کو چھوٹا کرنا، اس کی شکل اور ہیئت کو بدلنا، زیادہ اٹھی ہوئی ناک کو ستواں کرنا یا جھکی ہوئی کو سیدھا کرنا۔

۲۔ ٹھوڑی کو چھوٹا بڑا کرنا، اس میں ہڈی کا آپریشن ہوتا ہے یا مصنوعی چیزیں لگا کر ٹھوڑی موٹی کر دی جاتی ہے۔

۳۔ سینے کے ابھاروں کو چھوٹا بڑا کرنا۔

۴۔ ہونٹ کو موٹا یا پتلا کرنا۔

۵۔ چہرے وغیرہ کی جھریاں دور کرنا، چہرے کو جوان کرنے کی کوشش کرنا۔

علماء کرام نے اس قسم کی سرجری کو شیطانی عمل اور ناجائز قرار دیا ہے۔

ان کی پہلی دلیل یہ ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کے سامنے دھتکارے جانے کے بعد کہا تھا کہ میں لوگوں کو کہوں گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر کریں[1]۔ اور یہ تمام اعمال اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر ہیں۔

دوسری بات یہ ہے اس میں ضرورت کے بجائے نفسانی خواہشات (خوبصورت بننا بوڑھا نہ ہونا جوان رہنا) کا دخل ہے۔

تیسری بات یہ کہ رسول اکرم ﷺ نے تو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان خلاء نکالنے والوں اور والیوں کو بھی خلقت ربانی میں تغیر کرنے والا قرار دیا ہے[2]۔ اس ارشاد

---

[1] سورہ نساء: ۱۱۹۔

[2] حوالہ گزر چکا ہے۔

میں آپ ﷺ نے دو باتیں جمع فرما دیں حسن اور تغییر خلقت اور اس قسم کی سرجری میں یہ دونوں باتیں داخل ہیں لہٰذا یہ بھی وعید میں داخل ہوگی اور شرعاً ممنوع ہوگی۔

چوتھی بات یہ ہے یہ سب کچھ دھوکے اور فریب کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے کو ایسا لگے کہ یہ محترم یا محترمہ کم عمر خوبصورت اور جوان ہیں۔

پانچویں بات یہ ہے کہ ایسے حالات میں کئی ناجائز امور کا سامنا کرنا پڑتا ہے خصوصاً بلاضرورت اجنبی مرد کے سامنے چہرے کو کھولنا، اس کے سامنے لیٹنا یا بے ہوش ہونا[1]۔

چھٹی بات یہ ہے کہ

اس کے نتائج غیر یقینی ہوتے ہیں کیونکہ اہل فن جراحت یہ کہتے ہیں کہ ایسے آپریشن سے پہلے بہت زیادہ غور و فکر مطلوب ہوتا ہے مشورہ کی احتیاج ہوتی ہے مگر اس کے باوجود نتائج غیر یقینی ہوتے ہیں تو لہٰذا وقت اور پیسے کا غیر ضروری ضیاع ہوتا ہے وہ بھی ایک ناجائز کام ہے اس لئے ایسے کام کرنے سے بہتر ہے کہ اس معاملہ میں نہ پڑا جائے[2]۔

لہٰذا اگر ایسے آپریشن اور سرجری کی عام اجازت ہو جائے یا ایسی سرجری کا کام عام ہو جائے تو پھر ایک دوڑ شروع ہو جائے گی اور یہ علاج جو کسی مرض اور درد کے بجائے خلقت بدلنے کا محکمہ ہے پروان چڑھنا شروع ہو جائے گا اور کوئی بھی عورت بغیر سرجری کرائے نہیں رہے گی کیونکہ ہر عورت کسی دوسری عورت کے کسی حسن کو ضرور پسند کرتی ہے۔

بہر حال وقت اور سرمائے کے ضیاع پر مشتمل ایسی کسی سرجری کے چکر میں لگنا نیک صالح مومن خواتین کا کام نہیں کیونکہ صرف چہرے اور خوبصورتی کا معاملہ ہی اس دنیا میں اہم نہیں بلکہ بے شمار کام ہیں جنہیں کرنا اس سے زیادہ ضروری ہے اور ان سب میں سب سے زیادہ ضروری کام آخرت کی تیاری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۱۔ یہ تمام دلائل شیخ محمد بن محمد المختار شنقیطی نے احکام الجراحۃ الطبیۃ میں ص ۱۸۳ تا ۱۸۶ پر درج کئے ہیں۔

۲۔ الموسوعۃ الطبیۃ الحدیثۃ: ۳/۴۵۵۔

لباس اور اس کے احکام

اسلام میں لباس کو دو مقاصد کے اعتبار سے اہمیت حاصل ہے پہلی یہ کہ وہ ستر چھپانے کا کام کرتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ وہ اچھا نظر آنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن کریم میں ایک جگہ لفظ زینت سے بھی اچھے لباس کو مراد لیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

''کہہ دیجئے کہ کس نے اس زینت کو حرام کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے''؟ (سورۃ الاعراف:۳۲)

یہاں مفسرین کی تصریحات کے مطابق اچھا لباس مراد ہے۔

اسی طرح ارشاد ہوتا ہے۔

''اے آدم کی اولاد ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ ہو''۔ (الاعراف آیت ۳۱)

یہ بات تقریباً طے ہے کہ اسلام نے کسی ایسے لباس کی تعیین نہیں کی ہے کہ وہی لباس پہننا لازم ہو اور دوسرا کوئی لباس حرام ہو البتہ کچھ شرائط اور حدود رکھی گئی ہیں جن کے مطابق لباس پہننا لازم ہے چنانچہ لباس کے سلسلے میں مختلف احکام ہیں جو احوال اشخاص اور جگہ وغیرہ کے اعتبار سے مختلف ہو جاتے ہیں۔

اسی بات کو علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں لکھا ہے کہ

حقیقت میں لباس کے مقاصد جگہ کے مقاصد کی طرح ہیں کہ خواتین ایسا لباس پہننے کی پابند ہیں جس میں مکمل پردہ ہو، لہٰذا جب مرد اور عورت کا لباس الگ الگ ہوگا تو زیادہ پردہ پوشی والا لباس خواتین کے لئے اور اس کے برخلاف لباس مردوں کے لئے ہوگا۔

علامہ رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے کی عبارت میں لکھتے ہیں کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا صحابہ وصحابیات سے کسی ایسے لباس کی تعیین کو ضابطہ قرار نہیں دیا جا سکتا کہ وہی لباس پہننا لازم ہو اور دوسرا لباس پہننا حرام ہو[1]۔

---

[1] مجموعۃ الفتاویٰ: ۲۲/۹۲۔

چنانچہ لباس کے سلسلے میں عموماً پانچ قسم کے احکام ہیں جو لباس کے سلسلے میں ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) فرض لباس

یعنی ایسا لباس پہننا جو ستر کو ڈھانپ لے۔ مرد و عورت کے لئے اتنا لباس جو ستر کو ڈھانپتا ہو پہننا فرض ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اے ادم کی اولاد! ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہارے جسم کے شرم والے حصے کو ڈھانپے اور تمہارے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقوے کا لباس ہے۔ یہ اللہ کی ایک نشانی ہے شاید کہ وہ لوگ نصیحت پکڑیں''۔ (الاعراف:۲۶)

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

یہ آیت ستر چھپانے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے[۱]۔

گویا لباس کا اولین مقصد ستر چھپانا ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اتنا لباس پہننا فرض ہے جو ستر کو ڈھانپ دے[۲]۔

عورت اور مرد کے ستر کی حدود

عورت اور مرد کے ستر کی حدود کے بارے میں احادیث اور کتب فقہ میں جو وارد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے جو ہر حال میں اسے چھپانا ضروری ہے اور عورت کے لئے ستر کی حد میں سر سے لے کر پاؤں تک پورا جسم بشمول بالوں کے شامل ہے۔ البتہ چہرہ اور ہتھیلیاں اور کلائی کا حصہ بضرورت کھول سکتی ہے یا محارم کے سامنے اس کے کھلے رکھنے کی اجازت ہے[۳]۔

---

۱ دیکھئے تفسیر قرطبی۔ مذکورہ آیت کے ذیل میں

۲ فتاویٰ شامی:۶/۳۵۱

۳ فتاویٰ شامی:۶/۳۵۲۔ تکملہ عمدۃ الرعایۃ شرح ہدایۃ:۴/۴۸، فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ:۲/۸۴۳

یہ اس ستر کا بیان ہے جو ہر حال میں فرض ہے ورنہ مرد کو بھی میسر ہونے کی صورت میں مکمل مناسب لباس پہننا ضروری ہے اور عورت کے لئے اپنے لباس اور جسم کے ابھار اور ہیئت کو چھپانے کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا۔

''یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے ستر کے لئے کیا چیز ہم اختیار کریں اور کیا چھوڑ دیں؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اپنے ستر کی حفاظت کرو (یعنی ہر حال میں اسے چھپاؤ) سوائے اپنی بیوی اور باندی سے۔'' اس شخص نے عرض کیا'' آدمی جب آدمی کے ساتھ ہو تو؟'' آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس حد تک استطاعت ہو کہ ستر پر کسی کی نظر نہ پڑے تو ایسا ضرور کرو۔'' اس شخص نے عرض کیا'' جب آدمی اکیلا اور تنہا ہو؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا۔'' تب بھی اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔[1]

(۲) مستحب لباس

لباس کی دوسری قسم یہ ہے کہ وہ لباس ایسا ہو جس سے اصل زینت اور نعمت کا اظہار ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کیجئے''۔ (الضحیٰ:۱۱)

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

''اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمت کا اثر نظر آئے۔''[2]

چنانچہ یہ لباس وہ ہے جو اپنی استطاعت کے مطابق اچھے سے اچھا اور صاف ستھرا پہنا جائے اور اس میں کوئی شرعی حد سے تجاوز نہ کیا گیا ہو۔

(۳) مباح لباس

یہ وہ اچھا لباس ہے جو زینت کے طور پر پہنا جاتا ہے جیسا کہ عیدین میں نئے اور اچھے لباس پہنے جاتے ہیں یا اسی طرح جو جمعہ اور عام مجمع میں پہنے جائیں۔

---

[1] ترمذی کتاب الادب:۵/۹۷، ابن ماجہ:۱/۶۱۸

[2] ترمذی:۵/۱۱۴

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

''اگر کوئی شخص دو کپڑے جمعہ کے دن پہننے کے لئے خرید لے اور یہ اس کے عام (کام کاج والے) لباس کے علاوہ ہوں تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے''۔[۱]

لباس کے ذریعے عبادات وغیرہ میں تزئین اختیار کرنا بعض صالحین سے ثابت ہے مروی ہے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار درہم کی چادر نماز پڑھنے کے لئے خریدی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ اس کو پہن کر تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے[۲]۔

اور ایسا ان سلف صالحین سے سورہ اعراف کی آیت نمبر ۲۶ کی اتباع میں منقول ہے۔

مکروہ لباس

اس لباس سے مراد ''لباس شہرت'' ہے یعنی اتنا مہنگا لباس جسے دیکھ کر ہر آدمی چرچا کرے یا اتنا گھٹیا لباس کہ جسے دیکھ کر بے وقوف بھی عیب لگائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ میں کیا پہنوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ:

ایسا لباس پہنو جس کو دیکھ کر بے قوف لوگ نہ تمہیں عیب لگائیں اور نہ ہی بردبار لوگ برائی دیں۔

اس شخص نے پوچھا کہ یہ کیسا لباس ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ پانچ درہم سے لے کر بیس درم تک کا ہو[۳]۔

بعض حضرات نے لباس شہرت کو حرام بھی کہا ہے۔

۱۔ ابن ماجہ: ۱ص ۳۴۸، باب ماجاء فی الزینۃ یوم الجمعۃ۔

۲۔ مجمع الزوائد: ۵ص ۱۳۵ صفۃ الصفوۃ: ۱ص ۳۷۴۔

۳۔ مجمع الزوائد: ۵ص ۱۳۵ باب لباس الشھرۃ۔

حرام لباس

اس لباس سے مراد ایسا لباس ہے جو یا تو ستر کی ضروریات پوری نہ کرتا ہو یا کفار کے مشابہہ لباس ہو یا کسی خاص صنف کے لئے حرام قرار دیا گیا ہو۔ جیسے مرد کا لباس عورت کے لئے یا عورتوں کا لباس مرد کے لئے یا جیسے ریشم پہننا مرد کے لئے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

تشبیہ یا مشابہت سے مراد کیا ہے؟

ابھی جیسے ہم نے مندرجہ بالا سطور میں ذکر کیا کہ ''کفار کے مشابہہ لباس نہ ہو۔'' اس مشابہت یا تشبہ سے کیا مراد ہے؟ کیا صرف اتنا کہ کسی مسلمان کا لباس یا کوئی اور کام کسی کافر یا فاسق سے مشابہہ ہو جائے؟ اس سلسلے میں فقہاء نے جو گفتگو کی ہے اس کا خلاصہ پیش کئے دیتے ہیں۔

مشابہت یا تشبہ دراصل ''شبہ'' سے ماخوذ ہیں جس کا معنی ہم شکل ہونا ہے۔ مشابہت کے لفظی معنی دو چیزوں یا اعمال کا صورتاً ایک ہونا یا شکلاً ایک ہونا ہے۔ اور تشبہ کے معنی ہیں دوسرے جیسی شکل بنانا یا اختیار کرنا[1]۔

اور شرعی اصطلاح میں مشابہت کا معنی یہ ہے کہ کافروں کے ساتھ ان کے عقائد عبادات، عادات اور معاشرتی طریقوں میں مماثل ہونا، اسی طرح بے دینوں سے مشابہت کرنا جیسے فاسق، جاہل اور بد قسم کے نامکمل دین والے لوگ[2]۔

چنانچہ مذکورہ تفصیل کے مطابق بہت سے کام اور اشکال ایک جیسے ہو سکتے ہیں لیکن ہم جس مشابہت کی بات کر رہے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ کفار اور فساق کے کسی عمل یا ان کے حلیہ اور شکل وصورت سے مشابہت ہو جائے یا یہ کہ مشابہت اختیار کر لی جائے۔ دوسری بات جو اس میں اہم ہے وہ یہ ہے کہ کفار یا فساق سے جس حلیہ اور شکل میں مشابہت

---

[1] لسان العرب: ۱۳/ص ۵۰۳

[2] کتاب ''من تشبہ بقوم فھو منھم'' ڈاکٹر ناصر بن عبدالکریم: ص ۷

اختیار کی جا رہی ہے وہ مشابہت جان بوجھ کر کی جا رہی ہوگی یا یونہی بغیر ارادے کے مشابہت ہوگئی ہوگی اور پھر جس عمل یا حلیے میں مشابہت ہو وہ جائز ہوگا یا حرام ہوگا۔

لہٰذا شرعی حکم کے اعتبار سے وہ مشابہت حرام ہے جو جان بوجھ کر انہی جیسا نظر آنے کے لئے کی گئی ہو چاہے وہ حلیہ اور عمل حرام ہو یا حرام نہ ہو۔

البتہ وہ صورت جس میں مشابہت خود بخود ہوگئی ہو نیت وارادہ نہ ہو تو وہ صورت تشبہ میں داخل نہیں چونکہ وہ ایسا کام ہوگا جو ضرورت یا عام معمول میں کیا گیا ہوگا۔

لہٰذا کفار اور فساق جیسے وہ اعمال جو بظاہر حرام نہیں ہیں وہ کرنا بھی جائز نہیں ہیں جیسے ان کے مشابہہ لباس پہننا تا کہ ان کا فیشن اپنایا جائے اور دیکھنے والے کے دل میں فوراً اسی کافر شخص یا قوم کا خیال آئے کہ یہ اس جیسا ''گیٹ اپ'' (حلیہ) ہے۔ اور حرام اعمال اور لباس میں ان کی مشابہت پر تفصیل کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تو ویسے ہی حرام ہے۔

چنانچہ البحرالرائق میں مذکور ہے کہ حرام تشبہ اسے کہا جاتا ہے جو ایسی چیزوں میں ہو جن کی مذمت شریعت میں بیان کی گئی ہے اور اسی طرح جہاں جان بوجھ کر اور ارادے کے ساتھ تشبہ اختیار کیا گیا ہو۔ (۱۸/۲)

مشابہت کی ایک مثال جسے مشابہت کا خبط کہہ دینا بہتر ہے کہ آج کل لڑکیوں میں انتہائی چپکے ہوئے پاجامے (ٹراؤزر) پہننے کا رواج ہو چلا ہے جو نہ تو ہماری ثقافت سے میل کھاتا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے مگر پھر بھی مغربی لڑکیوں سے مشابہت کے لئے اس کو پہنا تا ہے حالانکہ اس میں ستر پوشی کی صریح خلاف ورزی ہے اور خود بعض پہننے والیوں کو بھی حیاء آتی ہے اور وہ اس پر لمبی شرٹ پہن کر اسے بار بار ہاتھ سے نیچے کرتی رہتی ہیں تا کہ کولہوں کے ابھار نمایاں نہ ہوں اور سکڑی سمٹی چلی جا رہی ہوتی ہیں[1]۔

دوسری مثال جو اس معاشرے کی ہے کہ غالباً فرانس کی کسی شاہی خاندان سے تعلق رکھنے والی لڑکی نے غلطی سے اپنے موزے دو رنگ کے پہن لئے اور شہر میں نکلی دیکھنے والی عورتوں نے اسے بڑے استعجاب سے دیکھا مگر دوسرے ہی دن شہر کی بیشتر لڑکیاں انہیں

---

[1] ماخوذ (ایک طالبہ سے انٹرویو)۔

دو رنگوں کے موزے پہنے نظر آئیں جو اس شہزادی نے ایک دن قبل پہنے ہوئے تھے[۱]۔

چنانچہ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کا واضح ارشاد موجود ہے۔

﴿من تشبه بقوم فهو منهم﴾ (الحدیث)

''جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔''[۲]

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مشابہت کی علت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے ممانعت کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ یہ یہود کا حلیہ ہے اور جس چیز کی علت بیان کر کے منع کیا گیا ہو اس چیز کو بالکلیہ ترک کرنا ضروری ہے چنانچہ جن چیزوں کا یہودی حلیہ ہونا معلوم ہوگیا (حتیٰ کہ بالوں کے اسٹائل میں بھی) تو بہر حال ان کا ترک کرنا ضروری ہے (چاہے مشابہت کا ارادہ ہو یا نہ ہو)[۳]

مزید لکھتے ہیں کہ مذموم و مکروہ میں مشابہت کے لئے ارادہ ضروری نہیں ہے اگر کوئی خاص شکل یا حلیہ کفار یا فساق کا پسندیدہ ہو تو اسے اختیار کرنا جائز نہ ہوگا اور بعض مرتبہ تو جائز فعل سے بھی روکا جاتا ہے کہ کہیں مشابہت تک معاملہ نہ پہنچ جائے۔ (حوالہ بالا)

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بحث مندرجہ ذیل حدیث کے تحت لکھی ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

''تم یقیناً پہلی امتوں کی پیروی کرو گے ہر بالشت اور ہر ذراع میں، حتیٰ کہ اگر وہ بجو کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ہوگے۔ (صحابہ نے عرض کیا) یا رسول اللہ ﷺ! یہود و نصاریٰ کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''تو پھر کس کی؟ پھر فرمایا۔

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ میری امت گزشتہ قوم کی ہر بالشت اور ہر ذراع (ہر چھوٹی بڑی بات) کو نہ اپنا لے۔ تو کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ!

۱　اردو ڈائجسٹ۔

۲　ابوداؤد ص ۳۱۴۔ باب لباس الشہرۃ۔ مشکل الآثار طحاوی: ۱ص ۸۸، مسند احمد: ۲ص ۵۰۔

۳　اقتضاء الصراط المستقیم: ص ۱۷۷۔

فارس اور روم کی طرح؟ آپ ﷺ نے فرمایا"ان کے علاوہ اور کون لوگ ہیں؟"[1]

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے ہمیں ان لوگوں کی اقسام معلوم ہو جاتی ہیں جن کے ساتھ مشابہت سے ہمیں منع کیا گیا ہے اور یہ لوگ عام کفار مشرکین، اہل کتاب، غیر مسلم اہل عجم مجوس اور اہل بدعت ہیں...... اور خاص طور پر جس مشابہت سے منع کیا گیا ہے وہ ان لوگوں کے شعائر میں اور تمام جاہلی افعال ورسومات میں مشابہت کرنا ہے۔[2]

بے شمار آیات قرآنیہ میں اہل کفر، یہود ونصاری اور مشرکین کے ساتھ مشابہت اور ان جیسے ہو جانے کو منع کیا گیا ہے وہ سب مشابہت کی حرمت پر قوی دلیلیں ہیں۔ اس سلسلے میں سورہ جاثیہ آیت نمبر ۱۶ نمبر ۱۷، نمبر ۱۸، نمبر ۱۹ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۰۵۔ الحدید آیت نمبر ۱۶ کا مطالعہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ جہاں کہیں اہل کتاب اور مشرکین کی مذمت وارد ہوئی ہے وہ سب اسی موضوع کی قبیل سے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ابھی گزرا ہے۔

تنعم (عیش پرستی) اور اہل شرک کے حلیے سے اجتناب کرو۔[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو مشرکین کی زمین میں رہے ان کے نو روز، اور مہرجان کے جشن منائے اور ان کی مشابہت اختیار کرے اور اسی حال میں مر جائے تو قیامت میں اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا......[4]

بہر حال ان ارشادات سے تو تشبہ مطلق کی ممانعت ثابت ہو رہی ہے یعنی اگر ان کے شعائر میں ان کے ساتھ ہوا نہی جیسا حلیہ اپنائے تو بہر حال یہ اگر کفر نہیں تو اسلام بھی یہ نہیں ہے۔ یہ کیسا مسلمان ہے جس کی زندگی کفار کے شعار کو اپناتے اور ان کے مذہبی دن

---

1. بخاری: ۸/ص ۱۵۱ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔
2. اقتضاء الصراط المستقیم: ص ۱۳۶۔
3. صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ: ۳/ص ۱۶۴۲۔
4. اقتضاء الصراط المستقیم: ص ۸۳، فیض القدیر للمناوی: ۶/ص ۱۰۴۔

مناتے گزر رہی ہے۔ یہی حال بسنت، دیوالی وغیرہ کا بھی ہے۔ مذکورہ ارشادات میں واضح لکھا ہے کہ ایسے شخص کا حشر انہی کافروں کے ساتھ ہوگا۔ حساب کتاب میں یہ انہی کے ساتھ کھڑا ہوگا مسلم صفوں میں نہیں ہوگا۔

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اگر اہل فسق وغیرہ کسی خاص لباس سے معروف ہوں تو دوسرے شخص کو وہ لباس پہننے سے منع کیا جائے گا تا کہ اس کے بارے میں یہ گمان نہ ہو کہ یہ انہی میں سے ہے اور ایسا لباس پہننے والے اور دیکھنے والے مذکورہ فساق کی معاونت کی وجہ سے گناہگار ہوں گے[1]......

صنعانی لکھتے ہیں کہ جو شخص فاسقوں سے کفار سے یا اہل بدعت سے ان کی کسی خاص چیز یعنی لباس، سواری یا حلیئے میں مشابہت کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا......[2]

بہر حال مشابہت کی حرمت کے حوالے سے دلائل بہت ہیں اور ہم اس مختصر رسالے میں ان سب کا احاطہ کرنے سے معذور ہیں۔

لباس کے سلسلے میں چند شرائط

گزشتہ سطور میں یہ بات گزر چکی کہ نبی کریم ﷺ کے کسی حکم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسی قول وعمل سے یہ بات ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے کسی خاص لباس کو تمام مسلمانوں کے لئے لازم کر دیا ہو لیکن پورے ذخیرہ احادیث اور کتب فقہ کے مطالعے سے یہ ضرور ثابت ہے کہ لباس کے سلسلے میں چند اہم شرائط ہیں ان شرائط کو مدنظر رکھ کر کوئی بھی لباس پہنا جاسکتا ہے...... چنانچہ خواتین کے لباس میں مندرجہ ذیل باتیں پیش نظر ہونا ضروری ہیں۔

(۱) لباس مکمل ساتر ہو کہ وہ سر سے لیکر پیر تک سارے جسم کو ڈھانپ دے کیونکہ عورت کا مکمل بدن ستر ہے اور یہ تفصیل ابھی گزشتہ سطور میں گزری ہے۔

---

[1] فیض القدیر: ج۶ ص۱۰۴۔

[2] سبل السلام شرح بلوغ المرام: ج۴ ص۱۵۵۵۔

(۲) لباس کم از کم اتنا موٹا ہو کہ اس کے اندر سے جسم نہ جھلکتا ہو یا اگر باریک لباس ہو تو اسکے اندر دوسرا کپڑا ضرور پہنا جائے تاکہ جسم نہ جھلکے۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آئیں تو انہوں نے باریک لباس پہن رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر منہ موڑ لیا اور فرمایا اسماء جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس کے جسم میں سے سوائے اس کی ہتھیلی اور چہرے کے کوئی حصہ نہیں جھلکنا چاہئے......

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک مرتبہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (ان کی بھتیجی) آئیں تو انہوں نے باریک دوپٹہ پہنا ہوا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکا وہ دوپٹہ پھاڑ دیا اور ایک موٹے کپڑے کا دوپٹہ انہیں پہنا دیا۔

اسی طرح ایک صحابی دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصر سے آئے ہوئے باریک کپڑے کا ایک ٹکڑا دیا اور فرمایا کہ اس کے دو حصے کر کے ایک سے اپنا کرتا بنا لینا اور ایک اپنی بیوی کو دوپٹہ کے لئے دے دینا مگر اسے کہہ دینا کہ وہ اس کپڑے کے نیچے ایک اور کپڑا لگا لے تاکہ اس کے باریک ہونے کی وجہ سے اس کے بال اور جسم کے حصے نظر نہ آئیں۔

(۳) لباس ایسا تنگ اور چست نہ ہو کہ جسم کا ابھار اور ساخت معلوم ہونے لگے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ

”جہنمیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا ایک گروہ تو ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے جس سے وہ ناحق لوگوں کو ماریں گے۔“

دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن حقیقت میں برہنہ ہوں گی۔ وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مائل ہوں گی ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہلتے ہوں گے۔ ایسی عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے بھی آ جاتی

ہے۔[1]

(۴) کافر فاسق اور آوارہ عورتوں کا فیشن نہ ہو کیونکہ مسلم عورت کا ایسی عورتوں جیسا نظر آنا اس کی شان اور حقیقت کے خلاف ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زرد رنگ سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کہ یہ کفار کے کپڑے ہیں انہیں مت پہنو[2]......

(۵) مردوں کے ساتھ مخصوص لباس نہ ہو کیونکہ عورت کو مردوں کا اور مرد کو عورتوں کا لباس پہننا جائز نہیں ہے۔

چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''۔[3]

(۶) فخر، تکبر اور ریاکاری نہ ہو۔ کیونکہ ریاکاری شرک خفی ہے اور تکبر سو بلاؤں کی ایک بلا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ذلت کا لباس پہنائیں گے پھر اس میں آگ بھر دیں گے۔[4]

(۷) اعتدال اور میانہ روی اپنائی جائے۔ یعنی لباس پہننے میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ فضول خرچی نہ ہو اور نہ ہی کنجوسی ہو بلکہ درمیانی راہ اپنائی جائے بے تحاشہ لباس سلوانے یا بہت زیادہ مہنگے لباس سلوانے سے گریز کیا جائے۔

اگرچہ یہ صورت تکبر سے اجتناب میں ضمناً داخل ہے اس کی الگ خصوصی حیثیت کی بناء پر ہم نے الگ ذکر کر دیا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ: ۴ص ۲۱۹۲، ۴ص ۲۱۹۳۔

[2] صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ ایضاً سنن نسائی۔

[3] صحیح بخاری کتاب اللباس: ۷ص ۵۵۔ عن ابن عباس۔ وفی ابی داؤد عن ابی ہریرۃ بلفظ آخر۔

[4] ابن ماجہ کتاب اللباس، ابوداؤد، کتاب اللباس۔

(۸) لباس میں کوئی ایسی چیز موجود نہ ہو جس کی وجہ سے اس کا پہننا حرام ہو۔ مثلاً جاندار کی تصاویر وغیرہ کا ہونا، لباس کا چوری یا حرام مال سے خریدا ہوا ہونا۔

چنانچہ کئی احادیث میں تصاویر کی مذمت اور اس کے بنانے اور بنوانے والے کے لئے وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تصویر والا پردہ خریدنے پر ناراض ہونا[1] اسی طرح تصویر والے گھروں میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم[2] وغیرہ اسی شرط کی طرف قوی اشارہ کرتے ہیں۔

چنانچہ شرائط کی مذکورہ تفصیل کی روشنی میں ایک ایک شرط کے مطابق کچھ گزارش اور نصائح عرض کئے دیتے ہیں۔

(۱) ستر ڈھانکنا

ستر ڈھانکنا بے حد ضروری اسلام کے بنیادی احکامات میں سے ہے اور انسانیت کے مراتب اعلیٰ کی تکمیل ہے کیونکہ حضرت آدم وحوا بھی جنت کا لباس اتارے جانے کے بعد فوراً ہی اپنا ستر پتوں سے ڈھانکنے لگے تھے اس لئے فطرت انسانیت میں یہ بات بھی داخل ہے کہ عریانیت سے پرہیز کیا جائے کیونکہ عریانیت جانوروں کا خاصہ ہے۔

پھر دین اسلام، دین فطرت ہے وہ انسانی فطرت کو اصل شکل میں پیش کرتا اور اس کا پرچار کرتا ہے لہٰذا ستر پوشی کا بھرپور اہتمام کرنا ضروری ہے اور اس شریعت مقدسہ نے ستر کی جو حدود بیان کی ہیں ان کا بھرپور لحاظ رکھا جائے کیونکہ وہی شرم وحیاء کے عین مطابق بھی ہے۔

باریک لباس سے پرہیز کرنا بھی بے حد ضروری ہے اور اگر باریک لباس پہننے کا شوق ہی ہو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالی شان کے مطابق اس کے نیچے کوئی اور موٹا کپڑا بھی سی لیا جائے یا الگ سے پہن لیا جائے۔

جیسا کہ گزرا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو باریک کپڑے پہنے

---

[1] مسلم کتاب اللباس اور باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان۔

[2] حوالہ بالا۔

دیکھ کر منہ پھیر لیا اور نصیحت فرمائی تھی کہ جسم کا کوئی حصہ جھلکنا بھی نہیں چاہئے۔ اسی طرح حضرت دحیہ کو جب قبطی کپڑا دیا تو فرمایا کہ اپنی بیگم کا دوپٹہ بھی بنوا لینا مگر اسے ہدایت کر دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا بھی لے لے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی ایک روایت منقول ہے۔

اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کا زمانہ وہ تھا جس میں سلے ہوئے کپڑوں کا رواج کم تھا اور شلواروں کی جگہ تہبند استعمال ہوتی تھی چنانچہ مروی ہے کہ ایک صحابیہ سواری سے گر گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ڈر سے کہ کہیں ان کا ستر نہ کھل گیا ہو اپنی آنکھیں بند فرمالیں اور پھر جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان خاتون نے شلوار پہنی ہوئی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ستر کی اہمیت کی بناء پر شلوار پہن کر ستر کو اچھی طرح چھپا لینے والی عورتوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔[1]

نیٹ (جالی) شیفون، بالون پہننے کا حکم

مذکورہ بالا سطور میں کی گئی بات سے ان تین اور ان جیسے دوسرے باریک کپڑے پہننے کا حکم خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ

ایسا کپڑا پہننا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا موٹا کپڑا جس سے جسم نہ جھلکے نہ پہنا جائے۔ اسی طرح جسم کے خدوخال بھی چھپانا ضروری ہے اس لئے باریک کپڑے کیلئے ایسا اہتمام ضروری ہے اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ کپڑا بجائے خود ایک فحاشی و عریانی ہے اور اس کے فروغ کا سبب بھی ہے۔ اس زمانے کی خرابی میں یہ بھی شامل ہے کہ باریک لباس بغیر شمیض اور بنیان کے پہننا عام ہو گیا ہے اور اس خرابی کا احساس تک نہیں اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

اسی طرح بعض لان اس طرح کی شفاف آرہی ہے کہ ذرا سی روشنی میں اگر کوئی عورت کھڑی ہو جائے تو اس کی ٹانگیں بالکل الگ نظر آنے لگتی ہیں اور اگر لان گہرے رنگ کی نہ ہو تو جلد کی رنگت تک نظر آجاتی ہے اس لئے ایسی لان پہننے سے گریز کرنا چاہئے۔

---

[1] مجمع الزوائد۔ کتاب اللباس والزینۃ: ۲/ص ۸۰۳۔

اونچے چاک والی قمیص کا حکم

ایک فیشن یہ چلا ہے کہ قمیص کے چاک اونچے بنوائے جاتے ہیں جنہیں پہننے والیاں اگر سر پر چادر بھی اوڑھے ہوئے ہوں تب بھی چلتے ہوئے چاک اچکتا رہتا ہے جس سے پہلو کی جانب سے جسم نظر آنا شروع ہو جاتا ہے جو کہ یقیناً جسم کی نمائش کا ایک ذریعہ ہے ایسے لباس کو نہیں پہننا چاہئے جو انسانی جسم کی کسی بھی طرح نمائش کرتا ہو یا جھلکاتا ہو۔

اسی طرح آگے سے بھی چاک بنانے کا فیشن چلا جو کہ انتہائی بے شرمی کی علامت تھا اس میں قمیص کے دامن کے درمیان سے ناف تک یا کبھی اس سے ایک آدھ انچ نیچے چاک سلوایا جاتا تھا جس سے کبھی کبھار ازار بند بھی نظر آنے لگتا تھا یہ بھی فیشن کے نام پر عورت کی رسوائی اور غیر مردوں کی آنکھیں اٹھنے کا ذریعہ تھا یہ ابھی تک متروک نہیں ہوا ہے اس لئے غیرت مند صالحہ خواتین کو ایسے لباس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہئے۔

چست لباس پہننے کا حکم

اس حوالے سے تفصیل گزری چکی ہے لیکن چست لباس کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس سے جسم کی ساخت ابھار اور مکمل خدوخال نمایاں ہو جاتے ہیں اور یہی وہ چیز ہے جو گزشتہ سطور میں ذکر کی گئی بعض جہنمی عورتوں کی خاصیت بیان کی گئی ہے کہ وہ حقیقت میں برہنہ، ظاہر میں کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی۔

بدائع الصنائع میں اسی حدیث کے بیان سے پہلے ممانعت کا جو قاعدہ کلیہ ذکر کیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ یا تو کپڑا بالکل باریک ہو جس سے جسم جھلکتا ہو یا پھر جسم سے ایسا چپک جانے والا چست لباس ہو جس سے جسم ظاہر ہو جائے۔ اگر ایسا لباس ہو تو مرد کو اس کی جانب دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس عورت کا جسم ظاہر ہے اور صورتاً یہ کپڑے پہنے ہوئے ہے مگر حقیقتاً برہنہ ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔[1]

چست لباس اگر گھر میں بھی پہنا جائے تو محارم کی نظر پڑتی ہے جہاں انہیں برا لگتا

---

[1] بدائع الصنائع کتاب الاستحسان: ج۶ ص۴۹۶۔

ہو، اگر وہ منع کریں یا اعتراض کریں تو گھروں میں لڑائی کا خطرہ رہتا ہے یا پھر ایسے شخص کو ضدی بے وقوف تنگ نظر کہا جاتا ہے۔ ورنہ پھر کچھ لوگ کہنے کی ہمت نہیں کر پاتے یا اگر دینی ذہن نہ ہو تو یہ برائی بھی دوسری برائیوں کی طرح ان کے ذہن سے نکل چکی ہوتی ہے اور یہ سب میں بڑی برائی ہے۔

نیک مسلمان صالحہ خواتین کو اللہ کے رسول ﷺ کے مذکورہ ارشاد کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرنا چاہئے کہ انہیں ایسا لباس پہننا چاہئے یا نہیں، کیونکہ ایسے لباس سے لباس پہننے کا اصل مقصد یعنی ستر پوشی کا حق ادا نہیں ہوتا نہ ہی ستر پوشی ہوتی ہے بلکہ ستر کے خدوخال اور نمایاں ہو جاتے ہیں۔

کافر فاسق عورتوں کے لباس سے مشابہت ہونا

ایک مسلمان نیک صالحہ دیندار خاتون کے لباس کا اجمالی خاکہ یوں بنتا ہے کہ اس کے پورے جسم پر مناسب سا لباس ہوتا ہے جس نے پورے جسم کو ڈھانپا ہوا ہوتا ہے نہ تو لباس کے نامکمل ہونے سے یا کپڑے کے باریک ہونے سے اس کا جسم جھلکتا ہے نہ ہی کوئی حصہ نظر آتا ہے نہ ہی لباس کے چست ہونے کی وجہ سے اس کے جسمانی اعضاء کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں اس کے بال ڈھکے ہوئے چہرہ سنت کے مطابق پردے میں اور چال میں شرم کی وجہ سے سکڑنا سمٹنا شامل ہوتا ہے اس کے لباس میں قابل اعتراض کوئی چیز نہیں ہوتی اور اگر اسے گھر سے باہر جانا پڑے تو وہ ایک بڑی چادر یا برقع لیتی ہے جس سے کپڑے اور چلنے کی وجہ سے اعضاء کے خدوخال بھی نظر نہیں آتے اس کا لباس اسلامی تہذیب کا پروردہ ہوتا ہے نہ کہ مغربی یا ہندو تہذیب کا چربہ جس سے ایک عورت خراب مردوں کی ہوسناک نگاہوں کا نشانہ ہی بنتی ہے احترام کے جذبات پیدا نہیں کرتی کیونکہ اس کا لباس نہ بھڑکیلا ہوتا ہے نہ ہی بازاری نہ ہی مغرب کا سراپا بے پردگی والا لباس، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی منشا اور تعلیمات کے مطابق ہوتا ہے۔

چنانچہ آج کل جن لباسوں نے بے پردگی فحاشی اور آوارگی پھیلا رکھی ہے وہ ایسے لباس ہیں جو مغربی یا بازاری عورتوں نے کبھی اپنائے تھے اور مناسب دینی تعلیم و تربیت نہ

ہونے اور تیز رفتار میڈیا نے اسے مسلمان عورتوں کو بھی پہنا دیا ہے اور اس وقت مسلم قوم کا المیہ اس کی دینی و اخلاقی تباہی کا ذمہ دار وہی لباس ہے بہرحال ہم ایسے لباسوں کی نشاندہی کرتے ہیں جو مغرب یا بازار یا بے دین گھرانوں سے متعلق تھے مگر اب دین سے دور گھرانوں کی شریف لڑکیاں بھی انہیں اپنانے لگی ہیں اور خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا جارہا ہے اور ایسے لباس عام ہوتے جارہے ہیں جس سے معاشرتی خرابیاں پیدا ہورہی ہیں۔

کھلے گریبان کی عام قمیص یا شرٹ

ایسے لباس میں سینے گردن وغیرہ کی بے پردگی ہوتی ہے جو کہ گناہ بھی ہے اور اخلاقی گراوٹ بھی شریف خواتین میں اس کا رواج میڈیا پر دکھائے جانے والے بے پردہ اور بے دین گھرانوں کے ماحول کی تشہیر سے ہوا۔

بغیر آستین یا ہاف آستین کی قمیص

ہاتھوں کا کندھے سے لیکر کلائی تک چھپانا ضروری ہے اور ایسے لباس میں ہاتھ کا پردہ نہیں رہتا اور ایسا لباس اس حدیث کی وعید میں داخل ہے کہ ”وہ عورتیں کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر حقیقت میں برہنہ ہوں گی۔“

حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا کی آستینوں کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بڑی ڈھیلی آستینیں پہنا کرتی تھیں لیکن ان میں بٹن لگا کر وہ حصہ اپنی انگلیوں میں پھنسا لیتی تھیں تاکہ ہاتھ کی بے پردگی نہ ہو......“[1]

لہٰذا مسلم عورت کو اسی طرح اپنے ہاتھوں کو بھی بے پردگی سے بچانا چاہیے۔

کھلے پیٹ کی شرٹ یا قمیص (بلاؤز)

اسی طرح کھلے پیٹ کی قمیص بلاؤز یا شرٹ بھی ایسے ہی لباسوں میں ہے اسی طرح کے لباس یا تو مغرب میں عام ہیں کہ چھوٹی سی شرٹ یا ٹی شرٹ ہوتی ہے جو ناف تک یا ناف سے اوپر تک ہوتی ہے اور پیٹ کھلا رہتا ہے یا پھر شرٹ کا اگلا حصہ رومال کی طرح

---

۱ فتح الباری: ۱ص ۳۷۳

پیٹ پر باندھ لیا جاتا ہے یا پھر ایسے لباس ہندو عورتوں کا لباس ہیں کہ ان کی ساڑھی پر قمیص کے نام پر جو چھوٹا سا بلاؤز ہوتا ہے اس سے بھی پیٹ بالکل کھلا رہتا ہے کبھی آدھا اور کبھی پورا پیٹ، اور ظاہر ہے یہ عورت کا انتہائی حساس اور قابل کشش عضو ہے جس کا ظاہر ہونا نہ صرف بے پردگی بلکہ عریانی اور فحاشی ہے۔ اس سے مسلم عورت کو بچنا چاہئے۔

دھوتی شلوار

یہ ایک قسم کی شلوار ہے جو دھوتی کے انداز میں سی جاتی ہے اور اس کے اوپر بے ہنگم سی قمیص پہن لی جاتی ہے اس میں پاؤں کا کچھ حصہ ننگا رہتا ہے اور بعض اعضاء کے خدوخال بالکل واضح ہوتے ہیں۔ ایسا لباس غیر مردوں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کا باعث بنتا ہے اور انتہائی فضول لباس ہے جو ایک مسلمان عورت کے شایان شان نہیں۔

اونچے پائنچوں کی شلوار

اس قسم کی شلوار میں خواتین کے پائنچے مردوں کی طرح پنڈلی تک یا ٹخنوں سے کچھ اوپر تک ہوتے ہیں جس سے پیر ننگا رہتا ہے حالانکہ عورت کا پیر بھی ستر میں داخل ہے جس کا چھپانا ضروری ہے ستر پوشی نہ ہونے کی وجہ سے ایسی شلوار پہننا بھی جائز نہیں ہے۔

لہنگا

لہنگا ہندو تہذیب کا لباس ہے جو انتہائی فضول اور بے ہنگم لباس ہے نیچے کا ازار اس میں بالکل کھلا ہوتا ہے جس کے نیچے ایک چپکا ہوا پاجامہ یا ٹراؤزر پہنا جاتا ہے اس لباس میں عورت کسی رقاصہ یا ہندو عورت کا روپ لگتی ہے[1] اور یہ عجیب سا قابل اعتراض لباس لگتا ہے خصوصاً شلوار کی جگہ اس کے کھلے لہنگے سے یہ اور برا لگتا ہے۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے شلوار پہننے والی عورتوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ جیسا کہ ماقبل میں حدیث گزر چکی ہے۔

---

[1] یہ الفاظ میرے نہیں بعض خواتین اور طالبات کے ہیں جن سے اس بارے میں باقاعدہ پوچھا گیا تھا کہ اس کو پہن کر عورت کیسی لگتی ہے؟

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ لباس ہندو قوم یا ہندوؤں کی خاص قسم یا گڑی قوم کی نشانی ہے اور غیر مسلموں کے سے لباس پہننا ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق جائز نہیں ہیں۔

آپ ﷺ نے ایک مرتبہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو زرد رنگ کے لباس پہنے دیکھا تو فرمایا "یہ لباس کفار کا لباس ہے اسے مت پہنا کرو"[۱]......

اسکرٹ پہننا

یہ لباس مغرب کا بہت عام لباس ہے جو چھوٹی سی لنگی کی طرح ہوتا ہے اوپر سے نیکر کی طرح نیفہ سلا ہوتا ہے اور اس کی لمبائی گھٹنوں تک یا کبھی گھٹنوں سے کچھ نیچے ہوتی ہے اس کے نیچے معمولی سی بکنی یا انڈر ویئر پہنی جاتی ہے۔ آدھی ٹانگیں تو یونہی برہنہ رہتی ہیں اور رانیں بھی چلتے پھرتے اور بیٹھتے ہوئے نظر آتی ہیں یہ لباس انتہائی بے پردگی اور عریانی کا لباس ہے اس کا پہننا کسی حال میں جائز نہیں ہے۔

پینٹ پہننا

پینٹ پہننا خواتین کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ اول تو یہ کہ خواتین میں پینٹ کا لباس اہل مغرب کا شعار ہے اور پھر اس میں ستر کے اعضاء کے خدوخال نمایاں رہتے ہیں اس لئے پینٹ پہننا مغرب کی نقالی اور آزاد خیالی اور بے پردگی کی بناء پر ممنوع ہے۔

ٹراؤزر

یہ بھی پینٹ نما ہی ہوتا ہے صرف اس میں بیلٹ کے بجائے چونکہ نیفہ ہوتا ہے اس لئے اسے ٹرائزور کہہ دیا جاتا ہے لہٰذا اس کا حکم بھی پینٹ کی طرح ہے[۲]۔

---

۱ صحیح مسلم کتاب اللباس۔

۲ البتہ بعض خواتین ورزش کے لئے اسے استعمال کرتی ہیں تو اگر وہ گھر کے اندر یا صرف مقررہ جگہ پر پہن کر ورزش کرتی ہوں (اور کوئی نامحرم سامنے نہ ہوتا ہو) اس صورت میں جب کہ اس کے بغیر بعض ورزشوں کا عمل میں لانا ممکن نہ ہو تو اس کی گنجائش بعض علماء نے دی ہے۔

لیگی

یہ بھی ایک قسم کی ٹراؤزر ہے اور اس کی شناعت اور برائی اس کے نام سے ہی ظاہر ہے (لیگ) ٹانگ کو کہتے ہیں اور لیگی کا مطلب ہے ٹانگوں کا لباس یعنی یہ صرف ٹانگوں کے لئے بنی ہوتی ہے اور ٹانگ کے ہر حصے کے اعتبار سے اس کا سائز ہوتا ہے پنڈلی پر سے پتلا رانوں پر کچھ بڑا اور کولہوں پر اور بڑا بہر حال اس میں اعضاء کے خدوخال یوں نمایاں ہوتے ہیں جیسے جسم پر کپڑا چپکا دیا گیا ہو اور اس کے اوپر ایک قسم کی ٹی شرٹ یا پیٹ پر باندھی جانے والی شرٹ پہن لی جاتی ہے جس سے پیٹ کا کچھ حصہ بھی ننگا رہتا ہے اور یہ خاص مغربی لباس ہے۔

ایسے بے حیائی والے لباس کا پہننا کسی طور جائز نہیں ہے۔

ساڑھی

ساڑھی کا رواج ہندوستان کے ہندو علاقوں کے علاقہ مسلم بنگال دکن بنارس وغیرہ میں بہت عام اور شائع ہے اور ساڑھی میں بے پردگی اور باپردہ ہونے دونوں قسم کے لباس موجود ہیں بلکہ ساڑھی کا جو حصہ سر پر لیا جاتا ہے اور جو حصہ نیچے لپیٹا جاتا ہے وہ بہت بڑا ہونے کی وجہ سے پردہ کے لئے کافی ہو جاتا ہے اس لئے اگر اس کا بلاؤز مکمل پیٹ کو ڈھانک لے اور سر کا دوپٹہ صحیح طریقے چادر کی طرح لپیٹ لیا جائے تو پہننا درست ہوسکتا ہے۔ اسی طرح آستین مکمل کر لی جائے۔

دوسری بات یہ کہ اسے مکمل طور سے ہندو تہذیب کا لباس بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ لباس علاقائی لباس ہے اور ہندو اور مسلم دونوں قوموں میں اس کا رواج بہت شائع ہے اس لئے ساڑھی کے بلاؤز کی وہ قسم جو قمیص کی طرح مکمل ہوتی ہے پہنی جائے اور پردہ رکھا جائے تو اس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے۔

ہندو تہذیب میں خود بھی غیر قوموں سے پردہ موجود ہے اور ہندو عورتیں یہی ساڑھی پہنے ہوئے پردے (گھونگٹ) کا ایسا مظاہرہ کرتی ہیں جس سے تقریباً ایسا پردہ ہو

جاتا ہے جو اسلام میں مطلوب ہے۔

شلوار کا استعمال

عورت کے لئے پسندیدہ لباس میں سے شلوار ہے کیونکہ شلوار کا انداز اس طرح کا ہے کہ وہ عورت کے نچلے دھڑ کی اچھی طرح ستر پوشی کرتی ہے اور یقیناً شریعت میں ایسے ہی لباس کو افضلیت حاصل ہے اور ابھی گزشتہ صفحات میں شلوار پہننے والی خواتین کیلئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا گزر چکی ہے[1]۔

عام پاجامہ

پاجامہ شلوار ہی کی ایک قسم ہے جس میں ٹیڑھی کٹنگ کے بجائے سیدھی کٹنگ کر کے کپڑے کو سیا جاتا ہے لہٰذا اگر مناسب انداز میں کچھ ڈھیلا ڈھالا پاجامہ ہو جس کے پائنچے بھی زیادہ بڑے نہ ہوں تو اس کے پہننے میں کچھ حرج نہیں پائنچے اگر بڑے ہوں گے تو بیٹھنے کی صورت میں پاؤں کا کچھ حصہ نظر آنے کا خدشہ رہتا ہے۔

چوڑی دار پاجامہ

چوڑی دار پاجامہ قدیم ہندوستان میں خواتین میں بہت مقبول رہا ہے چونکہ یہ انتہائی چپکا ہوا لباس ہے اس لئے اسے پسند نہیں کیا جاتا اور زیادہ تر بے دین قسم کی خواتین اسے پہنا کرتی تھیں جو بغیر برقع کے باہر نکلا کرتی تھیں بعض شریف گھرانوں کی بڑی عمر کی خواتین پہنتی تھیں مگر باہر نکلتے وقت برقع وغیرہ استعمال کرتی تھیں۔ زیادہ تر بے دین قسم کی خواتین کے زیر استعمال ہونے کی وجہ سے اس سے احتراز کرنا چاہئے اور اس کے ٹانگوں سے چپکا رہنے کی وجہ سے اس سے اعضاء کے خدوخال معلوم رہتے ہیں اس لئے احتراز کرنا چاہئے۔

---

[1] دعا کا مقصد یہ تھا کہ وہاں عام رواج بغیر سلے ہوئے کپڑے پہننے کا تھا لہٰذا عام طور سے خواتین کا نچلا لباس تہہ بند یا لنگی کی طرح کا ہوا کرتا تھا۔ مذکورہ عورت کے شلوار پہنے ہوئے ہونے کی وجہ سے گرنے کے باوجود ستر نہیں کھلا اس لئے دعا فرمائی۔

اسی حکم میں عریب والا پاجامہ بھی داخل ہے جس میں پہلے اوپری حصے کا تھیلا سیا جاتا ہے پھر ٹانگوں کا حصہ، مگر چپکا ہوا ہونے کی وجہ سے اس کا پہننا مناسب نہیں۔ ہاں اگر ٹانگوں پر سے ڈھیلا ہو تو عام پاجامے کی طرح اس کی بھی گنجائش ہے۔

تہہ بند لنگی وغیرہ کا استعمال

تہہ بند یا لنگی جو آگے سے سلی ہوئی ہو عورت کے لئے لمبی قمیص کے ہمراہ استعمال کرنا درست ہے کیونکہ زمانہ نبوی وغیرہ میں کپڑے سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے تو ازار کی جگہ یہی یا اس جیسا لباس ہی استعمال ہوتا تھا[1]۔

لیکن تہہ بند یا لنگی کے استعمال کو لہنگے پر قیاس نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کا استعمال کافر قوم اور بے دین قسم کی عورتوں (رقاصاؤں وغیرہ) کے استعمال اور مشابہت کی وجہ سے ممنوع ہے۔

سوئمنگ کاسٹیوم کا استعمال

یہ تیراکی کا مخصوص لباس ہے جس میں پورے ہاتھ اور پوری ٹانگیں رانوں سمیت برہنہ ہوتی ہیں اگر تیراکی کرنے والی عورت صرف عورتوں ہی کی موجودگی میں بھی اسے استعمال کرے تب بھی بلاضرورت ستر کھلے ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے اور مغرب کی نقالی ہے کیونکہ تیراکی مکمل پہن کر بھی کی جاسکتی ہے، صرف سہولت کو ضرورت قرار دینا درست نہیں ہے اور پھر اب زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ بعض مسلم خواتین بھی مغربی ممالک اور آزاد خیال مسلم علاقوں میں سن باتھ لینے کے لئے ساحلوں پر برہنہ لوگوں کی اس فوج میں شامل ہو جاتی ہیں جو یقیناً شعائر اسلام اور شریعت مطہرہ سے بغاوت ہے۔ جس کی کسی حال میں اجازت نہیں دی جاسکتی۔

یہ بات بھی واضح رہے کہ تیراکی کی خواتین کو اجازت مکمل پردے اور خواتین کے زمرے میں ہی دی جاتی ہے جہاں صرف خواتین ہی ہوں اور ایسی خواتین کی تعداد جو تیراکی

---

[1] دیکھئے فتویٰ جواز کفایت المفتی جدید: ۹ص ۱۸۰۔

کرتی ہیں ایک فیصد بھی نہیں لیکن پردے کا لحاظ کرکے تیراکی کی جائے ایسا محال تو نہیں البتہ بہت مشکل ہے اکادکا جگہ اس کا بھرپور خیال رکھا جاتا ہے ورنہ کم از کم مرد انسٹرکٹر تو موجود ہوتا ہی ہے۔ اس لئے ایسی ورزش اور شوق سے توبہ بھلی جس میں کھلے عام شریعت کے احکامات کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔

بریزر کا استعمال

خواتین کے لئے بریزر کا استعمال جائز ہے چونکہ اس کا بنیادی مقصد چھاتیوں کی حفاظت ہوتا ہے اس لئے غیر مضر قسم کا بریزر استعمال کرنا ممنوع نہیں۔

البتہ چھاتیوں کے ابھار کو واضح کرنے یا انہیں اونچا رکھنے کے لئے جو آج کل بریزر بن رہی ہیں اگر ان کا استعمال جائز مقصد کیلئے ہو یعنی محض اپنے شوہر کی توجہ کے حصول کیلئے ہو تو اس کا استعمال بھی جائز ہے۔

لیکن اس کا مقصد خواتین میں توجہ حاصل کرنا یا مخلوط محفلوں یا مخلوط ماحول میں غیر مردوں کے سامنے خوبصورت اور پرکشش نظر آنا ہو تو اس کا استعمال کرنا یقینی فخر و تکبر بے حیائی اور فحاشی ہے جس سے گریز کرنا ہر مسلمان عورت کیلئے ضروری ہے۔

آج کل بعض اخبارات و رسائل میں خواتین کو چھاتیوں کے ابھار کو واضح کرنے اور بڑا کرنے کی کریموں اور لوشن کے اشتہارات نظر آتے ہیں جن میں لکھا ہوتا ہے...... اپنایئے خوبصورت نظر آیئے۔ کچھ جملے لکھے ہوتے ہیں جس میں چھاتی کی کمزوری کو معاشرے میں احساس کمتری کی وجہ لکھی ہوتی ہے۔ یہ سب باتیں ہماری مذکورہ بات کی واضح دلیلیں ہیں کہ عورتوں کو خوبصورت نظر آنے کا جھانسہ کس لئے دیا جاتا ہے؟ اور کس کے سامنے خوبصورت نظر آنا مطلوب ہے۔ بہرحال وہ تو نیت کے اعتبار سے جائز یا ناجائز ہوگا...... کیونکہ چھاتی عورت کا وہ عضو ہے جس کا اظہار چاہے کپڑوں کے اندر ہی ہو شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اسے عورت کی خفیہ زینت مانا جاتا ہے اور اس کی خفیہ زینت پر حق صرف اس کے شوہر کا ہے...... اور محارم کے سامنے بھی سینے سے

دوپٹہ ہٹا کے رکھنا غیرت نسوانی کے خلاف ہے۔

لہٰذا اس مقصد سے بریزر کا استعمال جائز نہیں خاص طور سے وہ بریزر جسے چھاتی کے خاص ابھار اور اونچا نظر آنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے غیر شادی شدہ عورتوں اور مخلوط ماحول میں پہننے کی نیت سے استعمال کرنے والیوں کے لئے جائز نہیں ہے...... ہاں اگر کسی بیماری کو دور کرنے کے لئے ان کورو کے رکھنا مقصود ہو تب دوسری بات ہے۔

مردوں کی مشابہت والے لباس

جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ مرد کو عورت کی مشابہت کرنا اور عورت کو مرد کی مشابہت کرنا موجب لعنت اور ناجائز ہے۔ لہٰذا ذیل میں چند وہ چیزیں ذکر کی جاتی ہیں جن میں مردوں سے مشابہت کا عنصر پایا جاتا ہے پھر اس کا حکم بھی درج کیا جائیگا۔

مردانہ لباس

خاص وہ مردانہ لباس جو عام طور سے مرد حضرات زیب تن کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہ لباس ہے جو خاص طور سے مرد حضرات ہی کا تصور کیا جاتا ہو یا یوں کہہ لیجئے کہ اس کی وضع خاص مرد حضرات کے لئے ہی ہوئی ہو اور جسے اگر کوئی خاتون پہن لے تو کہا جائے کہ اس نے مردانہ لباس پہنا ہے۔ جیسے عام مردانہ شلوار قمیص، کرتا پاجامہ پینٹ شرٹ تھری پیس سوٹ یا ٹو پیس، شیروانی وغیرہ۔

واسکٹ

واسکٹ کا استعمال عام طور سے مرد حضرات ہی کے لئے ہے اس لئے عام واسکٹ کا پہننا عورت کے لئے جائز نہ ہوگا۔ البتہ بعض قسم کے فیشن والے لباسوں میں ایک قسم کی واسکٹ سی جاتی ہے جو خواتین کے لئے ہی ڈیزائن کی گئی ہے اسے مرد حضرات نہ تو پہنتے ہیں نہ ہی پہن سکتے ہیں (کہ لوگ لیڈیز واسکٹ پہننے کا طعنہ دیں گے) تو اس قسم کی واسکٹ خواتین پہن سکتی ہیں۔

زنانہ جیکٹ

جیکٹ جو کہ انگریزی طرز کی ایک سردی سے بچاؤ کی موٹی واسکٹ ہوتی ہے وہ مردانہ انداز کی الگ بنتی ہے اور خواتین کے لئے معمولی سے فرق کے ساتھ بنتی ہے لیکن جہاں کی ایجاد ہے وہاں جیکٹ مرد اور عورت دونوں ہی یکساں طور سے پہنتے ہیں لہٰذا سخت سردی کے علاقوں میں اس قسم کی جیکٹ پہننا عورت کے لئے درست ہے کبھی کبھار صرف رنگت کے فرق سے زنانہ مردانہ کا فرق ہوتا ہے لیکن ایسا عام نہیں ہے۔ ہاں اگر کہیں اسے مردانہ جیکٹ کہا جاتا ہو تو عورت کے لئے وہ جیکٹ پہننا جائز نہ ہوگا۔

مردانہ ٹوپی یا کیپ

اس حوالے سے دو قسم کی باتیں ہیں ایک تو وہ ٹوپی ہے جو خاص مردوں کے لئے وضع کی گئی ہے جس کا مقصد علاقائی شناخت ظاہر کرنا ہو جیسے پشاوری ٹوپی چترالی سندھی یا کشمیری ٹوپی اور یہ صرف مردوں کے ساتھ خاص ہوتی ہے بعض پہاڑی علاقوں مثلاً کیلاش وغیرہ میں خواتین بھی ایک قسم کی ٹوپی پہنا کرتی ہیں (لیکن کیلاش کے باسی مسلمان نہیں ہیں)

اس قسم کی ٹوپی جو علاقائی شناخت یا مردوں کے لئے خاص ہو وہ عام خواتین کے لئے پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد صرف فیشن اور ریاکاری ہوتا ہے اور کیلاش وغیرہ جیسے علاقے جو غیر مسلم ہیں ان کی اور مردوں کی مشابہت جائز نہیں۔

اسی طرح خاص وہ ٹوپیاں جو مردوں کے لئے عبادت وغیرہ یا عام پہننے کے لئے مخصوص ہیں چاہے وہ بنگالی کیپ ہو یا ملائشین جناح کیپ ہو یا سندھی، جالی والی ہو یا کپڑے کی سخت کپڑے کی ہو یا نرم کپڑے کی کسی قسم کی ٹوپی بھی عورت کے لئے پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ مردوں کی مشابہت کرنے پر احادیث طیبہ میں بے شمار وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ جن میں کچھ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

کالر والی قمیص

مردانہ کالر والی قمیص عورت کے لئے پہننا اسراف بھی ہے اور مشابہت بھی لہٰذا جائز نہیں ہے البتہ خواتین کیلئے بنائی جانے والی مخصوص قسم کی کالر جو کہ بہت ہی کم بنائی جاتی ہے اور اس کی وضع خاص زنانہ ڈیزائن سے ہی ہے اسے پہننے میں کوئی حرج نہیں...... (اگرچہ ڈیزائن میں خرچ ہونے والا کپڑا بھی خارج از ضرورت ہونے کی وجہ سے اسراف کے زمرے میں آسکتا ہے)

فخر و تکبر ریاکاری والے لباس

فخر تکبر ریاکاری والے وہ لباس ہیں جنہیں پہن کر کوئی عورت اتراتی پھرے اور چاہے کہ خواتین اس کے لباس کو دیکھیں اس پر واہ واہ کریں اس کی قیمت پوچھیں اور وہ نخرے سے بتائے کہ اتنا مہنگا ہے اور فلاں عالی شان مارکیٹ سے خریدا ہے۔

اس مرض میں آدھی سے زیادہ خواتین مبتلا ہیں انہیں دکھاوے کا شوق ایسا لگ چکا ہے کہ اگر ایک لباس ایک تقریب میں پہن لیا ہے تو اب وہ دوسری تقریب میں پہننا اپنی توہین سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میرا یہ لباس سب نے دیکھ لیا ہے یوں وہ بھانت بھانت کے لباس صرف اس لئے پہنتی ہیں کہ ان کی جھوٹی انا کو تسکین ہو لوگ انہیں خوب مالدار اور اونچے لیول کی خاتون سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ ایسی سوچ سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے، آمین!

اپنی بساط اور اعتدال کے برخلاف لباس پہننا

اس سے مراد وہ لباس ہے جو استطاعت نہ ہونے کے باوجود خرید کر پہنا جائے چاہے اس کے لئے خود انہیں یا شوہر کو قرض لینا پڑے، حرام کمانا پڑے، دیکھا یہ جاتا ہے کہ خواتین مہنگے مہنگے لباس پہن کر گھر کے پورے بجٹ کا ستیاناس مار دیتی ہیں اور پھر لازمی اشد ضرورت کے تحت دوسروں سے قرض مانگنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

آجکل کی اس شدید مہنگائی کے دور میں جہاں کھانے پینے کے لالے پڑے ہوئے ہیں وہاں کپڑوں کی مارکیٹوں میں رش نہیں ٹوٹ پا رہا خواتین اپنی اچھے کپڑے پہننے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے شوہر سے چھپ کر پیسہ جمع کرتی ہیں اور بعض تو اس لئے ناجائز ذرائع تک استعمال کرنے لگی ہیں۔

ایک دکاندار کا تبصرہ

جامع کلاتھ مارکیٹ کراچی کے ایک دکاندار محمد رضوان سے میں نے اس بارے میں بڑی تفصیل سے بات چیت کی ہے جس میں سے بہت سی باتیں میں نے فیشن وغیرہ کے حوالے سے ذکر کر دی ہیں۔ مہنگائی میں خواتین کی خریداری پر ان کا تبصرہ تھا کہ ہمارا رزق اور کاروبار اس وقت تک عروج پر ہے جب تک عورت پر سے یہ خبط نہ اتر جائے کہ اسے نت نئے ڈیزائن اور اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑے پہننے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خواتین خریداری کے معاملے میں خبطی ہو چکی ہیں اسی سے ہمارا کاروبار چل رہا ہے۔

انہوں نے کہا کہ جس دن عورت کو یہ عقل آ گئی کہ اچھے کپڑے پہننے سے سوائے معاشی بدحالی اور ایک بے کار خواہش کو عملی شکل دینے کے کچھ حاصل نہیں، اس دن ہمارا کاروبار آدھا بھی نہیں رہے گا۔

اللہ تعالیٰ خواتین اور ان کے مردوں کو عقل سلیم عطا فرمائے اور انہیں سادگی اپنانے اور بچت کرنے اور بچوں کے مستقبل کے لئے پس انداز کرنے کا طریقہ اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کپڑوں میں ناجائز اور حرام اشیاء کی موجودگی

اس سے مراد یہ ہے کہ کپڑوں میں کسی حرام چیز کا استعمال کیا گیا ہو یا حرام رقم سے خریدے ہوئے کپڑے استعمال کئے گئے ہوں۔ اسی طرح سونے چاندی کا استعمال مرد کے لئے انگوٹھی کی حد تک تو جائز ہے (صرف چاندی کی انگوٹھی) لیکن دوسری چیزوں میں سونے کے استعمال کی صرف اس حد تک اجازت ہے کہ سونے کے تار بٹن کی گھنڈی وغیرہ میں

استعمال کیئے گئے ہوں لہٰذا اس حد سے زیادہ سونے کا استعمال مرد کے لئے جائز نہیں۔ البتہ خواتین کے سونے کے تار بٹن، یا کڑھائی کے کام میں سونے چاندی کے تار یا سر پر سونے چاندی کے تاج کا استعمال سب جائز ہے۔

اسی طرح کپڑوں میں خنزیر کے بال یا کھال یا زیور، جوتوں وغیرہ میں اس کی کھال ہڈی وغیرہ کا استعمال کیا گیا ہو تو ایسے کپڑے زیور اور جوتے اور دوسری اشیاء کا استعمال جائز نہیں کیونکہ خنزیر قرآن کی رو سے نجس العین ہے۔

کپڑوں پر تصویر

تین قسم کی تصویریں کپڑوں پر بنی ہوئی ہوتی ہیں جن میں سے ہر ایک کا حکم تفصیل کا محتاج ہے۔

(۱) جاندار کی تصویر مثلاً انسان، جانور اور پرندے وغیرہ۔

(۲) غیر جاندار مثلاً چاند ستاروں، درختوں، پتھر عمارتوں وغیرہ کی تصویریں۔

(۳) غیر مسلموں کے شعائر کی تصاویر، مثلاً ڈیوڈ اسٹار، صلیب، دیوی دیوتاؤں کی شبیہ یا ان سے منسوب نشانات کی تصاویر۔ اسی ضمن میں دشمنان اسلام ممالک کے جھنڈے، نعرے وغیرہ شامل ہیں۔

جاندار کی تصاویر والے لباس

جاندار کی تصویر بنوانا، بنانا یا گھر میں رکھنا تینوں قسم کے فعل حرام اور موجب عذاب ہیں۔ تمام علماء اس قسم کی تصاویر کی حرمت کے قائل ہیں (ضرورت کے تحت دی جانے والی گنجائش اس زمرے میں داخل نہیں) پھر جس قسم کی تصاویر لباسوں پر بنی آ رہی ہیں وہ مختلف ممالک کے اداکار گلوکار طوائفوں جسم کی نمائش کرنے والی ملعون فنکاراؤں کی، جن بھوتوں کی اور کارٹونوں کی ہیں۔

تصاویر کی حرمت کی بات نہ بھی کریں تو بتائیے کہ کیا ایسی تصاویر جسم پر سجانے کے لئے ہیں؟ کیا بے دین، کافر اور بدکار قسم کے لوگوں کی تصاویر کیا لباس پر لگانے اور پہننے کے

لئے ہیں؟ ان سے ہمارا کونسا مذہبی یا معاشرتی رشتہ قائم ہے؟

یہ تصاویر تو وہ موجب لعنت اشیاء ہیں جن کے باعث فرشتے گھروں میں داخل نہیں ہوتے۔ دیکھئے حدیث (مسلم کتاب اللباس)[۱]

دوسرے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصاویر بنانے والوں کو ہوگا۔[۲]

قیامت کے دن انہیں تصاویر میں روح پھونکنے کو کہا جائیگا تو وہ اس میں روح نہ پھونک سکیں گے۔[۳]

ایسی قیامت خیز وعیدیں اور پھر عذاب جہنم اور فرشتوں سے دوری یہ سب کچھ ہونے کے ساتھ ساتھ بے برکتی اور نحوست الگ۔ اللہ تعالیٰ سب کو ان آفات سے دور رکھے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کسی دھاگے سے بنائی گئی تصویر، نقش ابھاری گئی تصویر اور رنگ سے بنائی گئی تصویر سب کو ایک سے حکم کے تحت داخل کیا ہے۔[۴]

چنانچہ خواتین کے لئے زیورات میں بھی تصویری نقوش پہننا جائز نہیں۔

اگر تصویر بہت چھوٹی ہو

اگر تصویر بہت چھوٹی ہو اور کچھ دور سے نظر نہ آتی ہو یا قریب سے آ کر بھی غور کرنے سے سمجھ آتی ہو بحالت مجبوری اگر ایسے کپڑے پہن لئے جائیں تو ایسے کپڑوں میں اگر نماز پڑھی گئی تو نماز ادا ہو جائے گی لیکن عام حالات میں ایسے کپڑے پہننا بھی کراہت سے خالی نہیں۔

---

۱ صحیح مسلم:۳/۱۶۶۹

۲ صحیح مسلم:۳/۱۶۶۸۔ ابن ماجہ:۲/۱۲۰۴

۳ صحیح مسلم:۳/۱۶۷۱

۴ فتح الباری:۱۰/۳۹۰

غیر جاندار کی تصویر والا لباس

اگر لباس پر کسی غیر جاندار مثلاً درخت، چاند ستاروں یا پتھر وغیرہ کی تصویر ہو تو ایسا لباس پہننے کی شرعاً ممانعت نہیں لیکن اس طرح کی چیزیں خواتین کو زیب نہیں دیتیں اس لئے خواتین ایسا لباس استعمال نہ کریں تو زیادہ بہتر ہے جیسا کہ عام طور سے خواتین ایسا لباس نہیں پہنتیں۔

غیر مسلموں کے شعائر والا لباس

غیر مسلم بڑے شاطر ہوا کرتے ہیں ایک تو وہ اپنے فن کی بدولت تجارت میں پوری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں اور وہ اپنے مذہب کی خاص علامات فیشن اور ڈیزائن کی صورت میں ساری دنیا میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ لباس ہو، ٹائی ہو، بٹن ہوں قلم ہوں کوئی چیز ایسی نہیں جس کی کسی نہ کسی قسم پر ایسی تصاویر موجود نہ ہوں کہیں صلیب نظر آئے گی تو کہیں یہودیوں کا چھ کونوں والا ستارہ ڈیوڈ اسٹار، حتیٰ کہ چائنا سے بن کر آنے والی جالی کی ٹوپی پر جو کہ عام طور سے مسلمان استعمال کرتے ہیں یہ ستارہ بنا ہوتا ہے۔

اور تو اور اب ایک سازش کہہ لیجئے یا ہماری غفلت کہ تمام مساجد میں پلاسٹک اور نائلون سے بنی ہوئی ٹوپیاں موجود ہیں جن میں اسی فیصد ٹوپیوں پر یہی ڈیوڈ اسٹار بنا ہوا ہے۔ مسلمان اپنی عبادت کر رہا ہے لیکن اس کا سر یہودی شعار سے مسلح ہے گویا مسلمان یہودی علامت سر پر سجائے نماز میں مصروف ہے اور تلاوت کر رہا ہے،

﴿غیر المغضوب علیھم ولا الضالین﴾

''یا اللہ ہمیں یہودیوں اور نصرانیوں کے راستے پر نہ چلا۔''

یہ ایک فکری جنگ ہے جو مغرب نے مسلمانوں کے خلاف چھیڑی ہے مسلمان اپنے شعائر سے غافل غیروں کے شعائر کو سر پر سجائے بیٹھا ہے اس کا طور طریقہ طرز معاشرت اپنائے ہوئے ہے۔ مغربی ممالک میں دیکھئے کہ کپڑے ہوں یا زیور، جوتے ہوں یا کیپ ہر چیز میں انہوں نے اپنے شعائر کی تصاویر ڈالی ہوئی ہیں کبھی واضح تو کبھی خفیہ

جو ایک نظر میں پہچانی نہیں جاتی۔

نبی کریم ﷺ جہاں کہیں ایسی چیز دیکھتے جس میں صلیب وغیرہ کی شبیہ ہوتی آپ ﷺ اسے توڑ ڈالتے تھے[۱]۔

صلیب کا معاملہ عام تصاویر سے الگ ہے کیونکہ صلیب کی تو باقاعدہ عبادت کی جاتی ہے یہ تو ایک معبود ناحق ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجا جا رہا ہے لہٰذا اس میں جاندار کی تصویر سے زائد شناعت پائی جاتی ہے[۲]۔

پھر جب صلیب ان کا شعار ہے اور ان کے نزدیک ایک عبادت ہے اور پھر عام حالات میں (کھانے پینے اور لباس میں) ان سے مشابہت ممنوع ہے تو پھر اس چیز کے اختیار کرنے میں کیوں ممنوع نہ ہو جو ان کے نزدیک عبادت کا درجہ رکھتی اور انتہائی مقدس سمجھی جاتی ہے۔

اگر مشابہت کے ساتھ ساتھ کوئی شخص صلیب پہننے کو کوئی مسئلہ اور ممانعت نہ سمجھے بلکہ وہ اسے پہننے پر راضی ہو تو کیا وہ صلیب سے راضی نہیں سمجھا جائے گا تو بعض علماء ایسے شخص کو مشابہت اور رضا بالکفر کے باعث دائرہ اسلام سے خارج کہیں گے جیسے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

اور جو یہود و نصاریٰ سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا (القرآن) قرآنی آیت کے اطلاق میں ان کے شعار سے محبت بھی تو داخل ہو جائیگی اور اگر نہ ہو تو کم از کم ان کے اس عقیدے سے معناً اشتراک سمجھا جائے گا جس میں وہ صلیب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت (نعوذ باللہ) مراد لیتے ہیں جو کہ قرآن کریم کے حکم کے صریح خلاف ہے[۳]۔

بہر حال مسلمانوں کو غیر مسلموں کے شعار زیب تن کرنا اسلامی غیرت کے خلاف اور ناجائز ہے۔

---

۱ صحیح بخاری کتاب اللباس: ۶۵/۷

۲ فتح الباری: ۳۸۵/۱۰

۳ فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ میں فتویٰ نمبر ۲۲۴۵ پر اسی قسم کا فتویٰ درج ہے

تصویر ہو تو کیا کریں؟

اگر لباس میں یا کسی اور پہننے یا گھر میں رکھنے کی چیز میں تصویریں ہوں تو اس صورت میں اس چیز کو اگر ضائع کرنا ممکن ہو تو بہت ہی زیادہ بہتر ہے کہ اسے ضائع کر دیا جائے۔ یہ سب سے افضل ہے۔

ورنہ تصویر کا حلیہ بگاڑ دیا جائے مثلاً

(۱) تصویر کا سر کاٹ دیا جائے۔ چنانچہ علماء کا کہنا یہ ہے کہ جب تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو اس کی ممانعت ختم ہو جاتی ہے۔[۱]

(۲) اس کی ہیئت کو پھاڑ دیں یا بدل دیں چاہے آدھا کاٹ دیں یا صرف سر کاٹ دیں۔[۲]

(۳) یا اس لباس کا استعمال چھوڑ دیں اور اسے کسی دوسرے کام جو اس تصویر کی توہین کرے استعمال کریں۔

(۴) تصویر مٹا دیں یا اس پر کچھ مل دیں تا کہ اس کی ہیئت معلوم نہ ہو سکے۔[۳]

یہ واضح رہے کہ جس جگہ تصویر کی اہانت ہوتی ہے وہاں بعض علماء نے تصویر باقی رکھنے کی گنجائش دی ہے مثلاً پائیدان، فرش، قالین وغیرہ پر کہ انہیں پاؤں سے روندا جاتا ہے۔

اسی طرح اگر صلیب وغیرہ ہوں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر صلیب مجسم ہو تو توڑ دی جائے اگر تصویر ہو تو مٹا دی جائے یا ہیئت بدل یا کھرچ دی جائے۔ جیسا کہ سابقہ حدیث کا منشاء یہی ہے۔[۴] کما فی الفتح۔

---

[۱] کما نقلہ الرافعی۔ فتح الباری: ۱۰/۳۸۸۔

[۲] فتح الباری ص ۱۰/۳۹۲۔

[۳] دیکھئے مجمع الزوائد: ۵/۱۷۲۔

[۴] فتح الباری: ۱/۳۸۵۔

صلیب اگر کپڑے پر ہو تو اسے کاٹ دیا جائے کیونکہ ایک اور حدیث میں اسی قسم کے الفاظ ہیں جس سے کپڑے کا کاٹنا مترشح ہوتا ہے۔ کما فی الفتح۔

البتہ صلیب کو تصویر کی طرح قالین پائیدان وغیرہ پر چھوڑ دینا درست نہیں کیونکہ اس کی حرمت تصویر سے بڑھ کر ہے لہٰذا اسے کسی بھی طرح گھر وغیرہ میں باقی نہیں رکھا جائے گا۔ اور دوسری بات یہ کہ یہ ایک مذہب کی مقدس شئی ہے اس کی اس طرح توہین کرنا درست نہیں البتہ اسے گھر سے ہٹانا اور مٹانا اس زمرے میں نہیں۔

فتاویٰ شامی میں صلیب کی تصویر وغیرہ رکھنے کو بغیر ارادے کے بھی مشابہت قرار دیکر مکروہ کہا گیا ہے۔[۱]

اسی طرح تصویر میں اگر سر کو دھاگے وغیرہ سے بھر کر چھوڑ دیا جائے اور اس کے پیچھے سر گردن وغیرہ ویسے ہی موجود ہو تو اس سے کراہت ختم نہیں ہوگی۔ سر کو بالکلیہ کاٹنا ضروری ہے۔[۲]

کفار کے جھنڈوں والے لباس

بعض لباسوں میں خاص طور سے بچوں اور بڑوں کی ٹی شرٹ اور پینٹ میں اور کبھی کبھار خواتین کے پرس اور بچوں کے جوتوں میں کفار کے جھنڈے بنے ہوئے ہوتے ہیں جو کہ اگر ان لوگوں کی ذہنیت کے مطابق اس طرح کپڑوں میں جھنڈے وغیرہ یا کسی لیڈر کی تصویر پہننا اس ملک اور لیڈر سے لگاؤ کی علامت ہوتا ہے اور یہی ذہنیت ہم نے بھی اپنالی ہے چنانچہ پاکستان کے یوم آزادی کے دنوں میں اکثر بچے اور بڑے ایسی شرٹس پہنتے ہیں جن پر پاکستان کے جھنڈے بنے ہوئے ہوتے ہیں یا بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کی تصاویر ہوتی ہیں یہ ان سے لگاؤ کی علامت ہوتی ہے۔

چنانچہ کپڑوں وغیرہ میں کفار کے جھنڈے پہننا اسلامی غیرت کے خلاف ہے

۱۔ فتاویٰ شامی۔

۲۔ فتاویٰ شامی دار الکتب العلمیہ بیروت۔

کیونکہ حقیقت میں یہ لگاؤ کا اظہار ہوتا ہے اگر پہننے والے کو اس سے لگاؤ نہیں تو کم از کم وہ اسے برا بھی نہیں سمجھ رہا۔ مسلمان قوم کے خاص دشمن ملکوں کے جھنڈے عام طور پر اکثر لباسوں پر بنے ہوتے ہیں۔ کیا وہ ہمارے معصوم بچوں کو اور ماؤں بہنوں کو اپنے بموں کا نشانہ بنائیں جانوروں کی طرح پنجروں میں بند رکھیں اور ہم ان کے جھنڈے اپنے بدن پر سجائے گھومتے پھرتے رہیں اور اپنے بچوں کے جسموں پر سجاتے رہیں؟

نبی کریم ﷺ کا صلیب اور شرک کے نشانات کو توڑ دینا اور پھر نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا۔

﴿ایا کم و ای اهل الشرک﴾

''خبردار اہل شرک کے حلیئے سے بچو''

''اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو کہنا کہ یہ اتار دو یہ کفار کا لباس ہے'' کیا ان تینوں احادیث سے مذکورہ بالا مسئلہ نکلتا ہے یا نہیں؟ جس شخص کے دل میں کفار کے ان نشانات سے نفرت نہ ہو اسے اسلامی نشانات سے بھی محبت نہ ہوگی۔

فضول قسم کے جملوں والے لباس

اسی طرح بعض جگہوں پر ایسی شرٹس مل رہی ہیں جن پر فضول قسم کے جملے، اشارے اور گالیاں تک لکھی ہوتی ہیں اکثر عبارات فحش ہوتی ہیں، خواتین اکثر خریداری کر کے اپنے بچوں کو پہناتی ہیں چاہے بچہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ انہیں اکثر کو تو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس میں لکھا کیا ہے؟

کیونکہ ہر اچھی بری چیز کا ایک لازمی اثر ہوتا ہے اس لئے ان گالیوں اور فضول باتوں کا اثر بھی ہوتا ہے، لہٰذا بچوں کی اچھی تربیت کریں اور انہیں صاف ستھرے سادہ لباس پہنائیں، مانا کہ لنڈے میں اچھی اور سستی چیزیں ملتی ہیں لیکن برائے مہربانی سادہ چیزیں ڈھونڈیں جس پر کوئی فضول جملہ تصویر یا اشارہ نہ ہو۔ اس قسم کے فضول و فحش جملے والے لباس پہننا بھی درست نہیں ہیں۔

رنگین کپڑے پہننا

خواتین کے لئے رنگین کپڑے پہننا بنیادی طور پر جائز ہے اور کسی خاص رنگ کی تعیین نہیں ہے کہ وہ کونسا رنگ پہنیں کونسا رنگ نہ پہنیں؟

البتہ اتنا ضرور ہے کہ انتہائی شوخ وچنچل رنگ پہننے سے خود کو دور رکھیں تو بہتر ہی ہے اور اس کی وجہ بھی خود خواتین بہتر جانتی ہیں۔

اسی طرح کوئی خاص رنگ جو کسی خاص مذہب یا کسی خاص فرقے کے ساتھ مختص ہو چکا ہو اس رنگ کے کپڑے پہننا بھی مناسب نہیں ہے، لیکن یہ مسئلہ وہاں ہے جہاں پر اس قسم کے لوگ موجود ہوں کیونکہ وہ لوگ اگر موجود ہوں گے تو پہننے والے کو دیکھ کر ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ فلاں مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور کسی مؤمن مرد یا عورت کے لئے ایسا خیال کیا جانا بدگمانی ہے اس لئے خود مؤمن مرد و عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی بدگمانی پیدا نہ ہونے دیں اور ایسا لباس نہ پہنیں اور دوسرے مسلمان کو بدگمانی کے گناہ سے بچائیں۔

رنگین کپڑے کی خاص ممانعت

رنگین کپڑے کی خاص ممانعت مردوں کے لئے ہے کہ ان کے لئے ایسے کپڑے پہننا خواتین سے مشابہت کی بناء پر جائز نہیں۔

بسنت کا لباس

اسی طرح خاص طور پر جب بسنت کا موسم ہو تو پیلا کپڑا پہننا مرد و عورت کے لئے حرام اور ناجائز ہے جس نے بسنت کی نیت سے پہنا ہو یا محض ایک رومال ہی کیوں نہ لٹکایا ہو۔

کیونکہ دلائل واضحہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بسنت ہندو مذہب کا خاص تہوار ہے جو حقیقت رائے نامی گستاخِ رسول ہندو شخص کی یاد میں وضع کیا گیا تھا لہٰذا اس میں شریک ہونا ہندو مذہب کی کسی ایک بات کو قبول کر کے اپنا نام ان کی فہرست میں لکھوانے

کے برابر ہے۔

چنانچہ اس سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو۔

''جو شخص مشرکین کی زمین میں رہے ان کے نوروز اور مہرجان کے جشن منائے اور ان کی مشابہت اختیار کرے اور اسی حال میں مرجائے تو انہی (مشرکین) کے ساتھ قیامت کے دن اس کا حشر ہوگا۔''[1]

ذرا ملاحظہ کیجئے۔

نوروز اور مہرجان یہ دونوں مجوسیوں کے خاص مذہبی تہوار تھے وہاں کے مجوس مسلمان ہوئے اور انہوں نے یہ جشن چھوڑ دیئے۔ لیکن بعض اس کے باوجود مناتے رہے اور آج بھی منا رہے ہیں۔

بسنت ہندو تہوار ہے مسلمان ہونے والے لوگوں نے وہ تہوار چھوڑ دیئے بعض لوگ آج بھی منا رہے ہیں اور بعض بے دین سرپرستوں نے اسے خوب رواج دینے کی ٹھانی ہے۔

رسول اکرم ﷺ فرما رہے ہیں[1] جس نے مشرکین کی زمین میں رہائش کی[2] اور یہ جشن منائے[3] ان سے مشابہت کی۔

گویا مشرکین کی سرزمین میں رہ کر بھی ان کے مذہبی تہواروں میں شرکت حرام ہے تو مسلم سرزمین پر اس کی اجازت کیسے ہوگی؟

اور ان سے مشابہت دو طرح کی ہے ان کے جشن میں شریک ہو کر[2] ان جیسا لباس پہن کر۔

ذرا چشم تصور سے دیکھئے کہ ہندوستان میں ہندو مرد و خواتین پیلا لباس پہنے بسنت منا رہے ہیں پتنگیں اڑا رہے ہیں۔ ادھر مسلمان پیلا لباس پہنے یہی کچھ کر رہے ہیں۔ کیسی مشابہت ہے؟ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد صادق آ رہا ہے یا نہیں؟ اور یہ خطرناک ترین وعید

﴿من تشبه بقوم فهو منهم﴾

''جو مسلمان کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے

---

[1] اقتضاء الصراط المستقیم: ص ۸۳، فیض القدیر از علامہ مناویؒ: ۶/۱۰۴۔

ہے۔"[۱]

عجیب افسوسناک بات ہے کہ مسلمان خود کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی کافروں کے زمرے میں اٹھایا جائے گا۔ اس وقت کا ذرا تصور کیجئے کہ مسلمان ساری زندگی آخرت سنوارنے کی محنت کرتا ہے مگر قیامت میں کافروں کے زمرے میں اٹھایا جارہا ہے ایسے وقت کی شرمندگی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ان فضول قسم کے کافرانہ جشن نہ منائے جائیں اور ان کی شرکت سے دور بہت دور رہا جائے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

غم میں کالا لباس پہننا

مسلمانوں کو سادگی کے ساتھ غم منانے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ حکم یہ ہے کہ تین دن کے بعد اپنی معمول کی زندگی شروع کردی جائے، اسی طرح مرد کے لئے یہ بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے کہ وہ کوئی ایسی علامت اپنائے جس سے اس کا غم زدہ ظاہر ہونا معلوم ہو جیسے وہ رومال لپیٹ کر کونے میں بیٹھا ہو اسی طرح عام طور سے اگر وہ ٹوپی نہیں پہنتے مگر غم کے دنوں میں ٹوپی پہنے رکھیں اسی طرح کوئی مخصوص لباس پہنیں۔

غم میں کالا لباس پہننا ایک خاص فرقے کا شعار ہے اس لئے عام مسلمانوں کو اس سے احتراز کرنا ضروری ہے کیونکہ مشابہت لازم آئے گی اور یہی محسوس ہوگا کہ فلاں شخص یا عورت اس خاص فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ایسا لباس پہننا منع ہے۔

اسی طرح عدت میں سادہ لباس پہننا مشروع ہے کوئی خاص رنگ اس میں نہیں رکھا گیا لہٰذا اگر کالا رنگ یا کوئی اور رنگ کسی نے مخصوص کردیا تو جائز نہ ہوگا کیونکہ کسی خاص رنگ کی تخصیص کردینا (بلا دلیل ہے اور ایسا کرنا) جائز نہیں۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ کسی خاص چیز کی یا خاص وقت کی تخصیص جائز نہیں[۲]

---

۱ حوالہ سابق میں بھی گزر چکا ہے۔ ابوداؤد کتاب اللباس: ۳۱۴/۴۔

۲ مجموعہ رسائل لکھنوی، رسالہ سباحۃ الفکر: ۳/۱۴۹۰ البحر الرائق۔

نقش ونگار والے کپڑے

کپڑوں پر مختلف قسم کے بیل بوٹے، رنگ اور نقش ونگار خواتین کے بڑے من پسند ہیں اور ان کے حسن میں اضافہ کرتے ہیں اسی طرح مختلف قسم کی کڑھائی، شیشوں اور زری کا کام یہ سب خواتین کی پسند ہیں اور ان سب کا استعمال کرنا جائز ہے صرف ایک شرط ہے وہ یہ ہے کہ اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ ہو اور اپنی استطاعت سے باہر اور اسراف کیلئے نہ ہو۔

بخاری[۱] لسنن ابن ماجہ[۲] النہایۃ[۳] وغیرہ میں بعض احادیث ایسی نقل کی گئی ہیں جن سے خواتین کے لئے رنگین کپڑے وغیرہ پہننے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

عدت میں رنگین کپڑے پہننا جائز نہیں

خواتین کے لئے عدت میں بناؤ سنگھار اور شوخ رنگ پہننا منع ہے یعنی کوئی ایسا رنگ جو زینت میں استعمال ہوتا ہو جائز نہیں، سادہ کپڑے پہننے چاہئیں...... (دیکھئے تمام کتب فتاویٰ میں باب العدۃ)

اسی طرح کوئی ایسا کپڑا جس سے خوشبو پھوٹتی ہو اور اسی طرح خوشبو لگانا خوشبودار تیل وغیرہ بھی جائز نہیں۔

گھر میں مردانہ لباس پہننا

بعض لڑکیوں کو مردانہ لباس پہننے کا بے حد شوق ہوتا ہے چنانچہ مردانہ لباس ان کے لئے مشابہت مردانہ کی بناء پر جائز نہیں ہے البتہ گھر میں ضرورت کے تحت کام کاج کے وقت مردوں کا لباس پہن لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ''ضرورت ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے'' اسی طرح اگر یہ کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور اچانک باہر جانے کی

۱۔ بخاری کتاب اللباس باب الثیاب الخضر: ۸ص۴۳۔

۲۔ سنن ابن ماجہ: ۲ص۱۱۹۱۔

۳۔ النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر: ۲ص۲۸۶۔

ضرورت پڑ جائے تو بڑی چادر یا برقع وغیرہ اس پر پہن کر جا سکتی ہیں لیکن جب ضرورت نہ ہو تو ایسے کپڑوں کا استعمال گھر کے اندر بھی جائز نہیں ہے۔

گھر میں ننگے سر رہنا یا باریک دوپٹہ پہننا

خواتین کے لئے شرم وحیاء ابدی ہے اس لئے عام طور سے خواتین اپنے گھروں میں جب کوئی مرد محرم بھی موجود ہو تب بھی سر سے دوپٹہ نہیں اتارتیں اور اسے معیوب سمجھتی ہیں اور شرعی قوانین میں اسی چیز کا اعتبار کیا جاتا ہے لہٰذا حکم یہ ہے کہ گھر میں اندر رہتے ہوئے باریک دوپٹے کا استعمال اگرچہ جائز ہے لیکن اگر زینت جھلکتی ہو تو مناسب نہیں اسی طرح گردن اور سینے پر سے دوپٹہ ہٹانا بھی مناسب نہیں اگرچہ محارم کے سامنے اسے باریک دوپٹے سے بھی چھپانا جائز ہے۔

کیونکہ غیرت مند خواتین محارم کے سامنے بھی سینے کے ابھاروں کا ظاہر ہونا پسند نہیں کرتیں اور اسے دوپٹہ وغیرہ سے ڈھانپے رکھتی ہیں، اس لئے سینے پر دوپٹہ نہ ہونا مکروہ کہا جائے گا۔ جیسا کہ فتاویٰ کی کتابوں میں دونوں اقوال موجود ہیں۔[۱]

سر کے بال ستر میں داخل ہیں

عورت کے سر کے بال ستر میں داخل ہیں اس لئے ان کا چھپانا ضرری ہے لہٰذا نامحرم مرد کے سامنے عورت کے بال ذرا سے بھی نظر آنا حرام ہیں اسی طرح فاسق اور کافر خواتین کے سامنے بھی کھولنا جائز نہ ہوگا بلکہ ان سے تو پردہ کرنا ضروری ہے۔ البتہ چونکہ یہ ستر غلیظہ نہیں ہے اس لئے محارم کے سامنے اسے کھولنا اگرچہ جائز ہے لیکن مناسب نہیں دیندار گھرانوں میں اور غیرت مند خواتین اسے بھی ناپسند کرتی ہیں جیسا کہ ابھی اوپر ہم نے تحریر کیا ہے۔

اسی طرح گھر میں عورت جب اکیلی ہو تو اس کے لئے سر کے بالوں سے دوپٹہ ہٹانا جائز ہے لیکن پھر بھی ایسی صورت میں دوپٹہ رکھنا افضل ضرور ہے جو کہ مختلف بلاؤں اور

---

۱ الھندیۃ کتاب الکراھیۃ: ۵ص ۳۳۲۔

جھنجھٹوں سے بچاتا ہے۔

سر پر اسکارف باندھنا

آج کل اسکارف باندھنے کا بڑا رواج نکل پڑا ہے بعض تو اسکارف کے ساتھ چہرہ ڈھانپنے کا بھی اہتمام کرتی ہیں اور بعض نہیں کرتیں اللہ تعالیٰ سب خواتین کو شرعی پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسکارف کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اسکارف کو شرعی پردے کی رعایت اور اس کی حدود کا خیال رکھتے ہوئے باندھا جائے تو بالکل درست ہے لیکن صرف اسی کو مکمل پردہ خیال کر لینا درست نہیں ہے البتہ ضروری یہ ہے کہ پورے بدن کے پردے کا خیال کیا جائے اور اس سلسلے میں بالکل لاپرواہی نہ برتی جائے اگر نیچے کا گاؤن وغیرہ مکمل ساتر ہو تو پھر اسکارف باندھنا بالکل درست ہوگا۔

اسی طرح بچوں کا اسکارف یا رومال لے کر سر پر باندھ کر سر کا مکمل پردہ خیال کر لینا بھی درست نہیں ہے۔

البتہ اس سے وہ رومال مستثنیٰ ہے جو خواتین یونہی زینت کے لئے سر پر باندھ لیتی ہیں اور اس کے ساتھ اپنے سر وغیرہ کے پردے کا مکمل خیال بھی کرتی ہیں۔ بعض خواتین رومال اس لئے باندھتی ہیں کہ بالوں کو کسی ایک جگہ ٹھہرانا یا جمع کرنا مقصود ہوتا ہے، بعض خواتین کوئی خاص ڈیزائن بنانے کے لئے ایسا کرتی ہیں چنانچہ شرعی حدود میں رہ کر ایسا کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

کپڑے یا دھاگوں کی بنی چٹیا کا استعمال

بالوں میں خوبصورتی کیلئے یا انہیں باندھنے کے لئے چندی (ربن) اور چٹیا (چٹیلا یا پراندے) کا استعمال بالکل درست ہے کیونکہ یہ عورتوں کی روایت اور بالوں کے تزین میں استعمال کا پرانا طریقہ ہے جو صحابیات ؓ بھی استعمال کیا کرتی تھیں۔

حضرت امینہ بنت ابی النجار کہتی ہیں کہ بعض ازواج مطہرات رسول ﷺ لال

اور زرد رنگ کی چندیاں (ربن) لیکر بالوں کے نچلے حصے میں ورس اور زعفران کے ساتھ باندھ لیتی تھیں اور اس کے ذریعے بالوں میں خوشبو حاصل کرتی تھیں[1]۔

اس حدیث سے بالوں میں خوشبو یا خوشبودار تیل کے استعمال کا جواز بھی معلوم ہو جاتا ہے۔

مایوں مہندی وغیرہ میں پیلے کپڑے پہننا

یہ مسئلہ گزشتہ صفحات سے پیوستہ ہے کہ مایوں مہندی وغیرہ میں پیلے کپڑے پہن کر شریک ہونا دو وجہ سے ناجائز ہے۔

(۱) ہندوؤں سے مشابہت کی وجہ سے

کیونکہ مایوں مہندی وغیرہ خالص ہندوانہ رسومات ہیں اور ان کے ہاں اس کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور لڑکیاں اور لڑکے پیلے کپڑے پہن کر شریک ہوتے ہیں اور مخلوط پروگرام ہوتا ہے جس میں لڑکے لڑکیاں گانے گاتے اور رقص کرتے ہیں۔

انہی کی دیکھا دیکھی مسلمان علاقوں میں بھی یہ آفت پہنچ چکی ہے پہلے یہ ہوتا تھا کہ معمولی سی تقریب ہوئی لڑکی کا منہ میٹھا کیا اسے ابٹن لگایا اور چھٹی ہوگئی مگر اب وہی مخلوط محفل، سب کے پیلے کپڑے، گانا بجانا رقص کرنا، سب چیزیں شروع ہوگئی ہیں (الامان الحفیظ) جو کہ کسی طور جائز نہیں ہیں۔ مشابہت اور ان کے تہواروں میں شریک ہونے پر وعید کی احادیث گزشتہ صفحات میں ہم نے ذکر کردی ہیں۔

(۲) اسراف اور فضول خرچی کی وجہ سے

کیونکہ اس طرح شادی کے اخراجات میں ایک اور جوڑے کا اضافہ ہو جاتا ہے جو عام طور پر لڑکی والے ہی ادا کرتے ہیں بلکہ اب تو شادی کے سوٹ، ولیمے کے سوٹ مایوں مہندی کے سوٹ وغیرہ باقاعدہ آرڈر پر بنتے ہیں کہ پورے خاندان کے لڑکے لڑکیوں کے پیلے سوٹ بھی اس میں شامل ہوتے ہیں اور اس پورے پروجیکٹ کا تخمینہ لاکھوں میں

---

[1] اتحاف سادة المهرة بزوائد المسانيد العشرة: ج۳ ص۳۹۴ (مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

ہوتا ہے۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک بے مصرف اور بے مقصد کام کے لئے لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں اور پھر یہ جوڑا بعد میں کسی کام بھی نہیں آتا یونہی پڑا بیکار ہوجاتا ہے۔

قیامت کے دن جو سوالات ہوں گے ان میں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (قیامت کے آثار) چنانچہ فضول خرچی کرنے والے کیا جواب دیں گے؟

زمین پر گھسٹتا ہوا لباس یا دوپٹہ

فیشن کے نام پر ایک اور آفت خواتین میں یہ بھی آگئی ہے کہ وہ ایسا لباس بنواتی ہیں جو انتہائی ڈھیلا ڈھالا اور کھلا ہوا ہوتا ہے جس سے مقصد بعض مخصوص لوگوں کے فیشن کی تقلید ہوتا ہے ایسا لباس خودنمائی کیلئے بھی پہنا جاتا ہے۔

اسی طرح لباس میں دوپٹے اس طرح لگالئے جاتے ہیں جو بہت زیادہ لمبے ہوتے ہیں اور زمین پر گھسٹتے رہتے ہیں یہ گزشتہ زمانوں کے مغروروں کی طرز اور انداز تھا اور آج بھی یہ متکبرانہ فیشن کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

چنانچہ یہ دونوں اقسام متکبرین اور فساق کی مشابہت کی وجہ سے پہننا جائز نہیں ہیں۔

حدیث شریف میں من جر ثوبہ خیلاء الخ۔ میں کپڑے متکبرانہ انداز سے لٹکانے پر وعید نازل ہوئی ہے اس لئے اس سے بچنا چاہئے۔

فتح الباری میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

''لوگوں کی ایک اصطلاح (فیشن) لباس کی لمبائی میں پیدا ہوچکی ہے اور ایسے لوگوں کا شعار بن چکی ہے جو اس کی ہی وجہ سے معروف ہیں اور کبھی یہ تکبر کے طریق پر ہوتا ہے چنانچہ اس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔''

اگر لباس کی لمبائی عادت کے طور پر ہو اور جب تک ممنوعہ حد تک نہ پہنچے (یعنی گھسٹنے کی نوبت آنے تک) تو حرام نہیں ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے علماء سے لباس کی عادت کے خلاف کچھ بھی زائد ہونے پر اور عادت کے مطابق ہونے کے وقت لمبائی اور گنجائش (کھلا) زیادہ ہونے پر کراہت کا قول نقل کیا ہے[1]۔

چنانچہ وہ لباس جو عام عادت کے برخلاف زیادہ کھلا اور زیادہ لمبا ہو یا زمین پر گھسٹتا ہو تو یہ متکبرین اور فساق کی عادت شمار ہونے کی وجہ سے پہننا ناجائز ہے۔

خواتین کا پردہ

خواتین کے لئے پردے کا وجوب کسی بھی مسلمان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے تمام فتنہ پرور اعضاء کو چھپانا واجب کر دیا ہے اور جہاں چہرے کے معاملے میں تھوڑی بہت چھوٹ دی گئی ہے وہاں یہ بھی قید لگا دی ہے کہ جہاں فتنے کا خطرہ ہو وہاں چہرہ چھپانا بھی ضروری ہے حتیٰ کہ محارم سے بھی بعض مواقع پر جہاں فتنے کا اندیشہ ہو مکمل پردہ ضروری ہو جاتا ہے۔

اسی طرح خواتین کو شریعت نے اس بات کا بھی پابند کر دیا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت کی عورت کی طرح بن ٹھن کر نہ نکلے اور اپنی زینت سوائے چند محارم اور شوہر کے کسی کے سامنے ظاہر نہ کرے۔

یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ عورت کا اپنی زینت ظاہر کرنا مردوں کے لئے بڑے فتنے کا سبب ہوتا ہے اور عورت کے بن ٹھن کر نکلنے غیر مردوں سے اختلاط اور ملاقات سے بے راہ روی، اخلاقی گراوٹ، قلت حیاء اور عفت تک کی بربادی کے فتنے رونما ہو جاتے ہیں جیسا کہ تمام معاشروں کے چلن میں ہماری اس بات کی دلیل موجود ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

''میرے زمانے کے بعد مردوں کے لئے خواتین سے زیادہ مضر فتنہ

---

[1] فتح الباری کتاب اللباس: ۱۰ص ۳۲۲۔

کوئی نہیں ہوگا''[۱]

اسی طرح گزشتہ امتوں میں بنی اسرائیل کے لئے بھی سب سے بڑا فتنہ عورت تھی اور آج بھی بنی اسرائیل کی نسلوں میں اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

''یہ دنیا بڑی میٹھی اور ہری بھری ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں راج دلائے گا اور دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو لہٰذا دنیا (کے متاع اور چمک دمک) سے بچنا اور عورتوں سے بچنا کیونکہ بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورت کا تھا''[۲]

جیسا کہ اکثر مسلمانوں کے علم میں ہے کہ اسلام کا ایک مکمل نظام حیات ہے جس میں اس نے بے شمار مصلحتیں جمع کر رکھی ہیں اسی طرح مفاسد اور برائیوں کے سد باب اور کمی کے لئے بھی اسلام نے ایک مکمل نظام قائم کیا ہوا ہے اور اس سلسلے میں بے شمار قوانین بھی رکھے ہیں۔

دین اسلام کا انداز یہ ہے کہ وہ فتنہ کی نشاندہی قبل از وقت کر کے اس کے سد باب کے لئے قوانین وضع کرتا رہا ہے اور کچھ پابندیاں ایسی لاگو کرتا رہا ہے کہ اس فتنہ کی موجودگی میں اسلامی قوانین کا پاس رکھنے والے لوگ حتی الامکان اس سے بچے رہیں۔

اس لئے اسلام نے عورتوں کے حسن اور ان کے وجود کو جہاں اس کائنات کا رنگ قرار دیا ہے تو وہیں اس کو انسانوں کے لئے فتنہ بھی قرار دیا ہے اسی لئے خواتین کے لئے بہت سی پابندیاں لگا دیں جس میں سب سے اہم پابندی گھر سے بلاضرورت باہر نہ نکلنے اور مردوں سے نرم لہجے میں بات نہ کرنے کی تھی، غیر مردوں سے اگر کسی قسم کی کوئی بات کرنی ہو یا کچھ وصول کرنا یا دینا ہو تو پردے کے پیچھے سے دیا لیا جائے وغیرہ۔

بہر حال اس سلسلے میں ذرا ان پابندیوں کا معمولی سا جائزہ لیتے ہیں جو اسلام نے اس فتنہ کے سد باب کے لئے عورت اور مردوں پر لگائی ہیں۔

---

۱ بخاری کتاب النکاح: ۶ص ۱۲۳۔ والبحث ملخصا ومشرحا من کتاب از دھار بنت محمود مدنی: ص ۲۷۳۔

۲ صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء وبیان فتنۃ النساء: ۴ص ۲۰۹۸۔

(۱) نظریں جھکا کے رکھنا

پہلی پابندی جو اسلام نے مرد اور عورت دونوں پر یکساں لگائی ہے وہ اپنی نظروں کی حفاظت ہے وہ یہ ہے کہ بلا ضرورت کسی نامحرم مرد کو دیکھنا، یا مرد کا کسی نامحرم عورت کو دیکھنا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

''کہہ دیجئے (اے محمد) مومنین سے کہ وہ اپنی نظروں کو جھکا کے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں''...... [1]

دوسری آیت میں ہے ''کہہ دیجئے (اے محمد ﷺ) مومن خواتین سے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کے رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں''...... [2]

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ ''اے علی نظر پڑنے پر دوبارہ نظر مت ڈالنا کیونکہ پہلی نظر تمہارے حق میں (معاف) ہے اور دوسری تمہارے لئے نہیں ہے''۔ [3]

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک (نامحرم پر) پڑنے والی نظر کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اپنی نظر پھیر لیا کروں [4]۔

نظریں جھکائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نامحرم پر نظر پڑنے سے اسے بچایا جائے اور اگر اچانک نظر پڑ جائے تو نظر پھیر لی جائے چنانچہ اچانک نظر کو معاف کر دیا گیا ہے لیکن دوسری نظر یقیناً جان بوجھ کر ہوگی اس کی ممانعت کر دی ہے کیونکہ یہی اکثر اس فتنہ کی ابتداء ہوتی ہے۔

(۲) دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

---

۱ النور: ۳۰۔۳۱۔

۲ ۳۰۔۳۱

۳ سنن ابی داؤد: ۲/۶۱۰، ترمذی: ۵/۹۴۔

۴ صحیح مسلم: ۴/۲۰۹۸۔

''اے ایمان والو! تمہارے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور ان گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے شاید تم نصیحت پکڑو[۱]۔

اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی رشتہ دار یا دوست کے گھر جائیں تو بے دھڑک اندر داخل ہونے کے بجائے اجازت لیں اور سلام کر کے داخل ہوں تا کہ وہ نامحرم رشتہ دار خواتین پردہ کر کے ایک طرف ہولیں اور اچانک داخل ہونے سے کہیں کسی نامحرم پر نظر نہ پڑ جائے اور نہ جانے کون کس طرح بیٹھا یا لیٹا ہو جس سے شرمندگی ہو۔ یا کسی فساد اور فتنے کی ابتداء ہو جائے۔

بلکہ یہ حکم خود اپنے ایسے گھروں میں بھی ہے جہاں نامحرم خواتین بھی ساتھ رہتی ہوں جیسے چچا زاد بہنیں اور بھابھیاں وغیرہ کہ ان کو اطلاع دیکر گھر میں داخل ہوں اور گھر میں نقل وحرکت کی بھی آواز دیکر ان کو اطلاع کر دیں تا کہ خواتین اپنے دوپٹے چادریں وغیرہ درست کرلیں۔

اسی طرح ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

''جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت مانگے اور اجازت نہ ملے تو اسے چاہئے کہ وہ لوٹ جائے''......[۲]

(۳) خواتین کو گھروں میں رہنے کا حکم

اسلام نے خواتین کو اپنے گھر کی چار دیواری میں محفوظ رہنے اور بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگا دی ہے مگر اس پابندی کا مطلب قید رہنا نہیں ہے بلکہ حسب ضرورت اسے باہر نکلنے کی اجازت بھی ہے مراد صرف یہ ہے کہ بلاوجہ گھر سے باہر نہ پھرتی پھرے اور نہ ہی یہ کہ جب ضرورتاً باہر نکلے تو زمانہ جاہلیت کی عورت کی طرح بن سنور کر سج

---

۱ النور: ۲۷۔

۲ صحیح بخاری کتاب الاستئذان: ۷/۱۳۰۔

دھج کر خوشبو اڑاتی، جوتے یا پازیب بجاتی ادھر ادھر دیکھتی اور غیر مردوں سے نظریں ملاتی چلے بلکہ جب بھی باہر نکلے شرم وحیاء کے ساتھ بڑی چادر یا برقع پہن کر سر کی چادر کو چہرے کے قریب کر کے (جس سے نامحرموں کی نظر میں اس کا چہرہ نہ آئے) نظریں کسی قدر جھکائے اور سر نیچی کئے چلے اور اپنی ضرورت کا کام نمٹاتے ہی گھر واپس آجائے......ارشاد ربانی ہے۔ ''اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر نہ پھرنا''......[1]

کیونکہ فی زمانہ بھی بلاوجہ باہر نکل کر گھومنے پھرنے والی یا بے پردہ، بنی ٹھنی اور مردوں سے نظر ملانے والی، خوشبو میں رچی بسی اور بجتی ہوئی پازیب جوتے یا کپڑے پہن کر چلنے والی عورت کو شریف خیال نہیں کیا جاتا۔

لہٰذا دین دار مومن عورت اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ وہ ان شرائط کا لحاظ کر کے اپنی عزت ناموس اور عفت کی خود حفاظت کرے اور غیر لوگوں کی نظریں اور زبانیں اس کی طرف دراز ہونے سے خود کو بچائے۔

اسی طرح باہر نکلنے کی شرائط میں یہ بات بھی داخل ہے کہ۔

(۴) عورت کو اگر گھر کے دروازے پر یا باہر کسی نامحرم مرد سے بات کرنے کی ضرورت پڑے تو اس کی آواز میں بے انتہا لوچ یا نرمی نہ ہو جس سے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں یا اس آواز سے غلط فائدہ اٹھانے کی یا فری ہونے کی کوشش کریں۔

قرآن کریم نے ایسے موقع کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

''تو تم اس (مرد) سے بات نرمی اور لوچ سے نہ کرو تا کہ جس شخص کے دل میں ٹیڑھ ہے وہ لالچ میں نہ پڑ جائے''۔[2]

مراد یہ ہے کہ مردوں کے دل میں اس نرمی کی وجہ سے اس عورت سے غیر ضروری بات کرنے کی خواہش پیدا نہ ہو جائے۔ اگر عورت سخت لہجہ برتے گی تو کسی کو فضول بات

---

[1] الاحزاب آیت نمبر ۳۳۔

[2] الاحزاب آیت نمبر ۳۲۔

کرنے کی ہمت بھی نہ ہوگی۔

(۳) نامحرم کے ساتھ خلوت میں نہ جائے

براہ راست یہ حکم اگر چہ مرد کو دیا گیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ اس کا اطلاق عورت پر بھی ہوگا کہ وہ نامحرم کے ساتھ خلوت اور اکیلے میں نہ بیٹھے کوئی نامحرم رشتہ دار اگر گھر میں آئے تو اس سے پردہ میں ہی بات کرے اور اگر کوئی ضروری بات نہ کرنی ہو تو آڑھے ٹیڑھے لوگوں کو دروازے سے ہی چلتا کر دینا چاہئے۔ یا پھر کوئی پیغام یا دعوت وغیرہ کا بلاوا ہو تو دروازے سے سن کر واپس کر دیں اور مناسب سمجھیں تو قریبی رشتہ دار کو نہایت پردے کے اہتمام سے ڈرائنگ روم وغیرہ میں بٹھا کر پانی وغیرہ سے تواضع کر کے روانہ کر دیں۔

اور اسی طرح اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ عورت مردوں کے مجمع اور بازار میں بھی اکیلے میں نہ ہو۔ اکیلی عورت کے ساتھ شیطان ضرور ہوتا ہے جو لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرتا اور اکساتا رہتا ہے۔ اسی لئے عورت کو سفر اکیلے کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

> ''کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ اکیلے میں نہ بیٹھے سوائے اپنی محرم عورت کے۔ (یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بیوی حج کے لئے نکلی ہے اور میرا نام فلاں غزوے میں شامل ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو......''[1]

بہر حال ایسی تمام پابندیوں کا خلاصہ صرف اتنا ہی ہے کہ عورت کو فتنہ کا سبب بننے اور مرد کو نامحرم عورت سے دور رکھا جائے عورت نامحرم اور اجنبی مردوں سے جتنا ہی دور رہے گی اپنی عزت و ناموس کو ہی محفوظ رکھے گی اور مرد جتنا اس سے دور رہے گا خود کو گناہوں سے اور فتنوں سے دور رکھے گا۔

---

[1] صحیح بخاری:۶ص۱۵۹، صحیح مسلم:۲ص۹۷۸۔

شریعت مطہرہ نے یہ پابندیاں انفرادی طور پر ہی نہیں لگائیں کہ ان سے مراد کوئی ایک شخص یا چند لوگ ہوں بلکہ یہ پابندیاں پورے معاشرے کو پاک اور نیک بنانے کے لئے ہیں۔

اور پھر یہ پابندیاں صرف شخصی نہیں ہیں کہ ہر شخص صرف اپنے معاملات اور حفاظت کا ذمہ دار ہو بلکہ عورت اور مرد کے ساتھ ساتھ یہ ان کے سرپرستوں اور مسلم حکام کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے کو پاک صاف اور نیک دیندار بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں اور عورت کو باہر نکلتے وقت پردے اور ان شرائط کا اہتمام کرنے کی تلقین کریں اور اس امر کو یقینی بنائیں اسی طرح مردوں کو پابند کریں اور ان سے پابندی کروائیں کہ وہ نامحرم خواتین کو نہ گھوریں انہیں تنگ نہ کریں اور نہ ہی کسی قسم کی ایذاء دیں۔[۱]

عورت کا برقع اور حجاب

چنانچہ اب ہم ذرا اس طرف توجہ ڈالتے ہیں کہ خواتین کے باہر نکلتے وقت ان کا حجاب کیسا ہونا چاہیئے حجاب سے مراد وہ بڑی چادر یا برقع ہے جسے وہ اپنے بدن کے کپڑے، خدوخال اور چہرہ وغیرہ چھپانے کے لئے استعمال کرتی ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم اور احادیث طیبہ کے مطالعے سے علماء کرام نے حجاب یا برقع کی جو کیفیت اور شرائط بیان کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) پورے بدن کو ڈھانکتا ہو۔

(۲) باریک نہ ہو جس میں اندر کے کپڑے وغیرہ جھلکتے ہوں۔

(۳) کشادہ ہو تنگ نہ ہو کہ اس سے اعضاء کے خدوخال نمایاں ہوں۔

(۴) مرد کے لباس سے مشابہہ نہ ہو۔

(۵) کفار و فساق کے لباس سے مشابہ نہ ہو۔

(۶) لباس شہرت نہ ہو۔

---

[۱] ملخصاً و تشریحاً من احکام تجمیل النساء للدکتورہ ازدھار بنت محمود۔

(۷) بجائے خود ایک زینت اور خوبصورتی نہ ہو۔

پورے بدن کو ڈھانکتا ہو

اس شرط پر قرآن کریم کا یہ ارشاد دلیل ہے۔

''اور وہ عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے۔''[1]

اسی طرح یہ ارشاد کہ

''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے اپنی بیویوں سے، بیٹیوں سے اور مومنوں کی عورتوں سے کہ اپنے اوپر ڈھلکا لیں اپنے سروں کی چادریں۔''[2]

چنانچہ آیت میں (اجنبیوں کے سامنے پوری زینت کو چھپانا ضروری قرار دیا گیا سوائے ان اعضاء کے جن کا چھپانا ممکن نہیں ہے......

اور دوسری آیت میں چادروں کو اپنے اور قریب کرنے اپنے اوپر ڈھلکا لینے کا حکم دیا گیا ہے یعنی سر کی چادر اپنے قریب کرنا یعنی چہرے پر ڈھلکا لینا اور پورے بدن پر اس کا چھا جانا۔ خود کے قریب کرنے اور اوپر ڈھلکانے کے یہی معنی ہوتے ہیں اور آیت میں لفظ جلباب ہے۔ یہ چادر دوپٹے کے علاوہ ہوتی تھی اور دوپٹے کے اوپر سے پہنی جاتی تھی۔ چنانچہ مفسرین نے کہا ہے کہ ''سر کے اوپر سے چادر کے ذریعے چہرے کو ڈھک لینا اور ایک آنکھ راستہ دیکھنے کو کھلی رکھنا......[3]

تیسری آیت میں ہے کہ اپنی چادریں اپنی سینوں پر ڈال لیں اور اپنی زینت کو سوائے اپنے شوہر (اور دیگر محارم) کے کسی کے سامنے نہ کھولیں۔''

اور ان تینوں آیات میں زمانہ جاہلیت کی عورتوں سے امتیازی وصف یعنی ''ستر'' پوشی پر زیادہ ابھارا گیا ہے جیسے دوسری آیت کے آخر میں ہے کہ یہ کم از کم درجہ ہے کہ جس سے وہ پہچانی جائیں۔ یعنی یہ کہ وہ جاہلیت کی عورتوں میں سے نہیں ہیں اور سینے پر چادر کا

---

[1] النور:۳۱۔

[2] الاحزاب:۵۹۔

[3] تفسیر ابن کثیر:۳ص۸۲۵، المنتقی فی بیان فتاوی المصطفی:۱ص۱۶۰۔

لپیٹ لینا بھی جاہلی خواتین سے امتیازی وصف ہے کہ وہ سینے کے ابھاروں اور پیٹ وغیرہ کو چھپانے کا اہتمام نہیں کرتی تھیں بلکہ سر کے بال اور سینے وغیرہ پر کپڑا الگ سے نہیں لیتی تھیں۔

بہر حال سر چہرہ اور جسمانی ابھار و خدوخال چھپانا ان آیات سے معلوم ہو جاتا ہے چنانچہ حجاب یا برقع کا پورے بدن کے لئے ساتر ہونا ضروری ہے۔

باریک اور چست نہ ہو

دوسری تیسری شرط یہ ہے کہ برقع یا اس کی چادر باریک نہ ہو کہ اس میں سے اندر کے کپڑے اوران کا ڈیزائن کڑھائی وغیرہ یا چہرہ گردن وغیرہ جھلکتے ہوں۔

اس حوالے سے پہلے بھی گفتگو کی جا چکی ہے لیکن وہ بدن کے کپڑوں کے بارے میں تھی اور یہ برقع یا چادر کے بارے میں ہیں اور اس میں چونکہ گھر سے باہر کا اہتمام ہے لہٰذا زینت یعنی بدن اور اس کے کپڑے وغیرہ اور اس کے خدوخال نمایاں نہیں ہونے چاہئیں۔

اور اس سلسلے میں وہ حدیث جس میں نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں کا تذکرہ کیا ہے جو ظاہر میں تو کپڑے پہنے ہوں گی درحقیقت ننگی ہوں گی'' ان شرائط کی دلیل ہے.....[2]

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قباطی نام کا کپڑا لوگوں کو دیا تھا جو مصر سے آیا تھا۔ پھر فرمایا کہ اسے تمہاری عورتیں (برقع کے طور پر) نہ پہنیں۔ ایک شخص نے کہا۔ اے امیر المومنین میں نے اپنی بیوی کو پہنا کر دیکھا تھا اور وہ میرے سامنے گھر میں چلی پھری بھی تھی مگر اس میں سے کچھ جھلکتا نہیں ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں خدوخال نمایاں ہوتے ہیں۔[3]

---

1. النور آیت نمبر ۳۱۔
2. مجمع الزوائد للہیثمی: ۵ص ۱۳۷۔ مسند احمد وغیرہ اس کے کچھ حوالے گزشتہ صفحات میں ذکر ہو چکے ہیں۔
3. البیہقی سنن الکبریٰ: ۲ ص ۲۳۵۔

اسی طرح مروی ہے کہ منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ عراق سے واپس لوٹے تو انہوں نے اپنی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو بہت نرم و ملائم اور ہلکا موٹا کپڑا ہدیہ میں پیش کیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس وقت نابینا ہو چکی تھیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اس کپڑے کو چھوا پھر کہنے لگیں اف یہ کپڑا منذر کو واپس بھجوا دو۔ تو یہ بات منذر کو بڑی شاق گزری انہوں نے کہا! اماں اس کپڑے میں سے کچھ جھلکتا نہیں ہے انہوں نے فرمایا کہ جھلکے گا نہیں مگر خدوخال نہیں چھپائے گا۔ چنانچہ منذر نے ان کے لئے ایک اور چادر خریدی جو نرم اور موٹی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے وہ قبول کر لی اور فرمایا اس طرح کا کپڑا مجھے دیا کرو......[1]

وہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا باریک دوپٹہ پھاڑ کر موٹا دوپٹہ پہنا دیا تھا اور فرمایا کہ کیا تمہیں وہ حکم نہیں معلوم جو سورہ نور میں نازل ہوا ہے......[2]

اسی طرح حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک باریک کپڑا دیا اور فرمایا کہ اپنی بیوی کو کہنا کہ اس کے نیچے کوئی موٹا کپڑا بھی سی لے، مجھے خوف ہے کہ کہیں اس کی ہڈیاں اس کپڑے سے نہ جھلکیں......[3] (یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے)

یہ تمام احادیث و آثار بیان کر رہے ہیں کہ عورت کا کپڑا نہ تو باریک ہو نہ ہی چست ہونا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک خاتون (شمیسہ رضی اللہ عنہا) آئیں تو دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت معمول کے کپڑوں کے علاوہ ایک چادر ایک قمیص اور ایک گاؤن پہنا ہوا تھا جسے کسی چیز سے رنگا گیا تھا۔[4]

چنانچہ عورت کو اس قسم کا لباس پہننا چاہیے جو مکمل ساتر ہو باریک اور چست نہ ہو اور اس پر برقع یا چادر بھی انہی صفات کی ہو۔

---

1. طبقات ابن سعد: ۸ص ۲۵۲۔
2. بیہقی کتاب الصلاۃ: ۲ص ۲۳۵۔
3. بیہقی: ۲ص ۲۳۴۔
4. طبقات ابن سعد: ۸ص ۷۰۔

تا کہ عورت کی طرف غیروں کی نظریں اور زبانیں دراز نہ ہوں اور نہ ہی اسے زمانہ جاہلیت کی عورت سے مشابہہ کہا جائے بلکہ معلوم ہو کہ کوئی پردے دار دین دار اور پاکباز قسم کی شریف خاتون ضرورت کے تحت اپنے گھر سے نکلی ہے۔

برقع یا حجاب خود کسی قسم کی زینت نہ ہو

یہ بات جیسا کہ اس مضمون میں لکھی جا چکی ہے کہ پردے اور حجاب کا مقصد مردوں کی نظروں کو اپنی طرف مبذول ہونے اور ان کو فتنے میں مبتلا ہونے سے بچانا ہے (کیونکہ عورت کو دیکھنے کی خواہش بھی فتنہ ہی ہے) لہٰذا چھوٹی سی عقل والا شخص اور عورت یہ بات سمجھ سکتے ہیں کہ عورت کو پردہ کرنے کے لئے ایسی چادر یا برقع استعمال کرنا ضروری ہے جو بجائے خود ''زینت'' (اور فیشن یا خوبصورتی) نہ ہو۔ ورنہ ایک زینت دوسری زینت کو کیسے چھپا سکتی ہے؟ اور اس کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ زینت اور سجاوٹ کو دوسری سجاوٹ سے چھپا دیا جائے تو سجاوٹ اور زینت تو بہر حال باقی اور ظاہر رہے گی۔

چنانچہ ایسا کرنا یقیناً نظریں جھکانے کے حکم کی نفی ہے کیونکہ نظریں جھکانا جہاں ضروری ہے وہاں نظریں اٹھنے کی دعوت دینے والی بننا بھی ضروری ہے اور پھر قرآنی آیات، (وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا)[1] کے بھی خلاف ہے کہ جو عورت حجاب میں ہی سجی بن ٹھن کر اور سجے دھجے برقعے میں نکلے گی تو وہ تو زینت ظاہر کرنے والی شمار کی جائے گی اور اس کی طرف مردوں کی نظریں اٹھیں گی۔[2]

کیونکہ نظریں مبذول کرانے والی عورت کو شریعت میں برا سمجھا گیا ہے جیسے خوشبو لگا کر مردوں کے قریب سے گزرنے والی عورت کو بدکار عورت (کے مشابہہ) قرار دیا گیا ہے چنانچہ فرمایا کہ ''ہر آنکھ زنا کار ہے جو عورت خوشبو لگا کر (مردوں کی) مجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ہی ہے۔''[3]

---

[1] النور آیت نمبر ۳۱ (ترجمہ) (اور وہ نہ ظاہر کریں اپنی زینت مگر وہ جو ظاہر ہے)

[2] حجاب المرأة المسلمة: ص ۵۴۔

[3] جامع ترمذی کتاب الادب: ۵ ص ۹۸۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

جس زینت کے اظہار سے خواتین کو منع کیا گیا ہے جو ہمارے زمانے کی مالدار (خودسر) عورتیں اپنے کپڑوں پر (برقع وغیرہ) پہنتی ہیں اور گھروں سے نکلتے وقت اسے حجاب کے طور پر استعمال کرتی ہیں یہ وہ ریشم سے بنایا گیا مختلف رنگوں والا برقع ہے جس پر سونے یا چاندی کے نقش ونگار ہوتے ہیں جسے دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ شوہر وغیرہ کا عورتوں کو اس انداز سے نکلنے دینا اور عورتوں کا اس طرح اجنبی مردوں کے درمیان چلنا پھرنا غیرت کی کمی پر مبنی ہے اور اس طرح کا معاملہ بہت عام ہو گیا ہے۔[1]

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وہ افعال جن کی وجہ سے عورت پر لعنت کی گئی ہے (ان میں سے) اس کا اپنی زینت کا ظاہر کرنا جیسے نقاب کے نیچے سے سونے یا موتیوں کا نظر آنا یا گھر سے نکلتے وقت خوشبو لگانا ہیں۔ اسی طرح عورت کا گھر سے نکلتے وقت ایسا لباس (برقع وغیرہ) پہننا جو عورت کو بننے ٹھننے کی حد تک لے جائے جیسے کہ سجی ہوئی سواری یا ریشمی ازار، یا آستین کا لمبا یا چوڑا ہونا۔ یہ سب کا سب اس بننے ٹھننے (میں داخل) ہے جس کے کرنے والے پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ناراض ہوتا ہے۔[2]

صحابیات کا پردہ تو یہ تھا کہ جب آیت نازل ہوئی کہ عورتیں اپنی چادروں کو خود پر ڈھلکا لیں تو جن خواتین کے پاس چادریں تھیں وہ چادروں میں لپٹی ہوئی مسجد آتی تھیں اور بعض لڑکیوں کے پاس نہ تھی تو وہ دوسری عورت کی چادر میں گویا اندر لپٹی اور شرم وحیا کے مارے ایک دوسری سے لگی چپٹی چلی آتی تھیں۔ (ترمذی)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ایسے الفاظ ہیں کہ چادریں ان کے سروں سے آگے یوں لٹک رہی ہوتی تھیں جیسے کہ کالے کوے سروں پر بیٹھے ہوں (اور وہ چادروں میں جھکی جا رہی ہوتی تھیں) (ابوداؤد)

---

1. تفصیل کے لئے دیکھئے روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی: ۱۸اص ۱۴۶۔
2. الکبائر ص ۱۳۵ (مطبوعہ دار الفکر) از علامہ ذہبی۔

ذرا غور کیجئے کہ

آج کل کے زمانے میں جو برقعے رائج ہیں ان میں کیا کیا خرابیاں موجود ہیں۔

(۱) یا تو برقعے چست بنے ہوئے ہیں جس سے جسم کے ابھار اور خدوخال نمایاں ہو جاتے ہیں۔

(۲) یا تو بہت باریک ہیں جس کی وجہ سے اندر پہنے ہوئے کپڑوں کی ساخت رنگ اور ڈیزائن بھی جھلکتا رہتا ہے۔

(۳) بہت زیادہ کشادہ اور آگے سے کھلے ہیں جس سے اس کا برقع کسی فائٹر خاتون کے گاؤن سے مشابہہ لگتا ہے اور لوگوں کی توجہ کھینچتا ہے۔

(۴) اس پر کشیدہ کاری اور نقش و نگار یا چمکتے موتی وغیرہ لگے ہوتے ہیں۔

(۵) یا اس کا اسکارف بہت زیادہ چمکیلا اور جاذب نظر ہوتا ہے۔

(۶) اسکارف ہوتا ہی نہیں، گاؤن کے ساتھ خاتون ننگے سر ہوتی ہے۔

(۷) یا پھر اسکارف میں چہرہ چھپانے کا اہتمام نہیں ہوتا۔

بہر حال مذکورہ خرابیوں کے حامل برقعے پہننا جائز نہیں ہے بلکہ ان کا پہننا جیسا کہ سابقہ سطور میں لکھا گیا علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ گناہوں میں شامل کیا اور موجب لعنت بتایا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اپنی زینت کو ظاہر کرتے ہوئے چلنا قرآن کریم میں تبرج میں شمار کیا گیا ہے اور صورتاً اس طرح کے زینت والے برقع بھی زینت کے اظہار کی وجہ سے تبرج میں آتے ہیں۔

کیونکہ تبرج کہا جاتا ہے کہ ''عورت اپنی اس زینت اور محاسن کو ظاہر کرے جس کا چھپانا ضروری ہے اور اس کا یہ ظاہر کرنا لوگوں کے میلان کو اس کی طرف کر دے۔''[۱]

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عبرت آمیز ارشاد گرامی ہے۔

''تین افراد کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا (یعنی انہیں بالکل نظر انداز

---

[۱] حجاب المرأۃ المسلمۃ فی الکتاب والسنۃ: ص ۵۴۔

کر دیا جائیگا کوئی حیثیت نہیں دی جائے گی)

(۱) وہ شخص جو مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ دے اپنے امام (امیر) کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت میں مرگیا ہو۔

(۲) وہ باندی یا غلام جو اپنے آقا کے پاس سے بھاگ نکلے ہوں۔

(۳) وہ عورت جس کا شوہر کہیں گیا ہوا ہو اور اس کی ضرورت کا سامان بھی کر گیا ہو مگر وہ عورت اس کے بعد بننے ٹھننے لگے (اور باہر نکلے) تو ان لوگوں کو پوچھا ہی نہیں جائیگا۔[1]

ایک اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

''حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں اگر ایک اٹھ جائے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے''۔[2]

بہر حال ایک تو وہ عورت ہے جو بغیر پردے کے بنی ٹھنی نکلے اور ایک وہ ہے جو برقع کو بھی بننے ٹھننے اور لوگوں کی توجہ پانے کا ذریعہ بنالے اور نہ اسے اس بارے میں کوئی حیاء آئے کہ لوگ اس کے برقع کی وجہ سے اس کے ناز ونخرے کی وجہ سے یا بے پردگی کی وجہ سے اسے دیکھ رہے ہیں۔ نظریں اور زبان دراز کر رہے ہیں نہ ہی اس کے سرپرستوں کو اس سے غیرت پیدا ہو تو ایسے میں مذکورہ حدیث ہی سچی مومنہ کو یاد آئیگی کہ ایسی عورتیں اور ایسے رپرست کیا ہیں؟

بہر حال تبرج کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک، زنا اور قتل جیسے خطرناک جرائم کے ساتھ شمار کیا ہے۔

چنانچہ مروی ہے کہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''میں تجھ کو اس بات پر بیعت کرتا ہوں کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک

---

۱ مسند احمد:۶ ص ۱۹، مستدرک حاکم:۱ص ۱۱۹۔

۲ مستدرک:۱ ص ۱۲۲۔

نہ کرے گی نہ چوری کرے گی نہ زنا کرے گی، نہ اپنے بچے کو قتل کرے گی اور نہ ہی اپنے ہاتھوں اور ٹانگوں کے درمیان کوئی بہتان لے کر آئیگی۔ نہ نوحہ کرے گی اور نہ ہی سابقہ جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر چلے گی'' (یعنی تبرج)۔[۱]

باریک کپڑے چست کپڑے پہننے والی خواتین کون ہوتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایسی خواتین کوئی بھی ہوسکتی ہیں حتیٰ کہ نمازوں کے لئے اپنی کاروں سے اترنے والوں کی عورتیں بھی ایسی ہوسکتی ہیں جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ۔

''آخری دور میں میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو کجاوے کی طرح کی سواری (آج کل کی کاریں جیپیں وغیرہ کجاوے کی طرح ہیں) پر سوار مسجد کے دروازوں پر اتریں گے ان کی عورتیں کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر ننگی ہوں گی ان کے سروں پر بختی اونٹ کے کوہان کی مانند بال بنے ہوں گے ان عورتوں پر لعنت کرنا کیونکہ یہ لعنتی ہونگی'' (الحدیث)[۲]

ایک اور حدیث میں ہے کہ

''ان مردوں کی عورتیں ایسی سواریوں پر سوار ہوا کریں گی (خود چلائیں گی) اور اس طرح کے کپڑے پہنے ہوں گی'' (طبرانی)

یہ حدیث لکھنے سے مقصد صرف یہ ہے کہ بظاہر دیندار لوگوں کی عورتیں بھی اس وعید کا شکار ہوسکتی ہیں عام بے دین لوگوں کی حد تک یہ وعیدیں نہیں، اس لئے دیندار خواتین کو بھی ایسے لباسوں سے ضرور بچ کر رہنا چاہئے اور عام خواتین کو تو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق عطا فرمائے آمین!

بہرحال! مذکورہ تمام باتوں، قرآنی آیات اور احادیث طیبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ

---

۱ مجمع الزوائد للھیثمی: ۶ص ۳۷، مسند احمد: ۲ص ۱۹۶۔

۲ مجمع الزوائد للھیثمی: ۵ص ۱۳۷۔

عورتوں کو ایسے فعل کے انجام دینے اور ایسا لباس پہننے سے منع کیا جانا چاہئے جس کی وجہ سے غیر مردوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں اور مبذول ہوں اور اسی طرح اگر وہ اپنے برقع اور حجاب کو بھی زینت اور کشش والا بنائے تو اسے اس سے بھی روکا جائے کیونکہ ایسا کرنا پردے کے اغراض و مقاصد کے بالکل خلاف ہے۔[1] واللہ اعلم

دستانے پہننا

عورت کو اپنے لباس کے ساتھ جس وقت وہ حجاب پہنے دستانے پہننا جائز ہے اسی طرح جراب کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ حجاب میں ہاتھوں اور پیروں کے معمولی سے حصے (نیچے) چھپا کر رکھنے میں مشکلات کی وجہ سے انہیں نہ چھپانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔[2] لیکن اگر دستانوں اور جرابوں سے ان کی زینت چھپانا مقصود ہو تو نہ صرف جائز بلکہ مستحسن معلوم ہوتا ہے۔

کیونکہ فی زمانہ پردے دار خواتین پردے کے لئے دستانوں اور جرابوں کا استعمال کرنا پسند کرتی ہیں۔

لیکن اگر دستانہ یا جراب خود پرکشش یا نقش و نگار والا ہو تو وہ پرکشش برقع اور لباس کی طرح ناجائز ہوگا۔

ہاتھ میں تسبیح لینا

بعض پردے دار خواتین کے بارے میں یہ شکایت بھی ملی ہے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے وقت (مکمل پردے کے ہمراہ) ہاتھ میں تسبیح بھی پکڑ لیتی ہیں اور ایسے فعل میں بوڑھی خواتین نہیں بلکہ نوجوان خواتین بھی شامل ہیں اور تسبیح بھی چمکتی ہوئی یا شوخ رنگ کے دانوں کی ہوتی ہے۔

تسبیح پڑھنا بنیادی طور پر جائز ہے لیکن باہر نکلتے وقت تسبیح پڑھنا تو خود لوگوں کی توجہ

---

[1] ہذا البحث فی الحجاب کلھا ماخوذ عن کتاب دکتورۃ سیدہ ازدھار بنت محمود المدنی۔

[2] دیکھئے فتاویٰ شامی: ۱ص ۴۰۵، فیض الباری: ۴ص ۳۷۷۔

اپنی طرف مبذول کرانا ہے ایسے اقدام سے گریز کیا جائے، ذکراذکار کرنے ہیں تو اس کیلئے تسبیح کی ضرورت کیا ہے وہ بھی لوگوں کے سامنے اور پھر چمکتی تسبیح لینا تو اور بھی بری بات ہے۔

لباس کے آداب

لباس پہننے کے آداب بھی ہیں جن سے روشناس ہونا چاہئے۔

(۱) سب سے پہلے تو لباس پہنتے وقت اچھی نیت ہونی چاہئے کہ میں جو لباس پہن رہی ہوں اس کا مقصد ستر پوشی، اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا لباس پہننے کی توفیق اور اسے خریدنے کی استطاعت عطا فرمائی ہے۔ جس کے ذریعے میں اپنے بہن بھائیوں اور شوہر کے سامنے اچھے حلیئے میں نظر آؤں۔ یہ نیت اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے پر اس کی دی ہوئی نعمت کا اثر نظر آنا بہت پسند ہے۔[1]

(۲) لباس پہنتے وقت دعا پڑھنے کا اہتمام کریں۔

رسول اکرم ﷺ جب کوئی اچھا لباس عمامہ قمیص یا چادر زیب تن فرماتے تو یہ دعاء پڑھتے۔

﴿اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ اَسْأَلُکَ خَیْرَهٗ وَ خَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ﴾[2]

''اے اللہ تمام تعریفیں تیرے ہی لائق ہیں تو نے ہی مجھے یہ لباس عطا کیا ہے میں تجھ سے اس کی بھلائی اور وہ بھلائی جو اس کے لئے رکھی گئی ہے مانگتی ہوں اور اس کے شر اور اس کے لئے رکھے گئے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں۔''

ایک دعا یہ بھی ہے۔

---

[1] سنن ترمذی: ۵ص ۱۴۴، سنن نسائی: ۸ص ۱۹۶۔

[2] سنن ترمذی: ۴ص ۲۱۰۔

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَ لَا قُوَّةٍ﴾[۱]

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ لباس پہنایا اور میری طاقت اور استطاعت کے بغیر مجھے عطا فرمایا۔''

جس حدیث میں یہ دعا منقول ہے وہاں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۳) لباس پہنتے وقت دائیں سے شروع کرنا چاہئے یعنی پہلے دایاں آستین پہنی جائے اور شلوار پہنتے وقت دایاں پائنچہ پہنا جائے اور اتارتے وقت بائیں سے شروع کریں یعنی پہلے بائیں پائنچہ اتارا جائے پھر دایاں اتارا جائے۔

اس عمل سے ایک فائدہ سنت کے حوالے سے بھی ہے کہ اگر لباس پہنتے یا اتارتے وقت ارادہ بدل جائے اور پہن رہے تھے کہ دوسرا لباس پہننے کا خیال آ گیا یا نہ اتارنے کا خیال آ گیا تو پہلا کام سنت کے مطابق ہوا ہو گا تو دوسرا بھی سنت کے مطابق ادا ہو جائے گا۔

اسی طرح جوتی وغیرہ پہننے کا بھی یہی حکم ہے کہ پہنتے وقت دایاں پیر پہلے پہنا جائے اور اتارتے وقت بایاں پیر پہلے اتارا جائے۔

رسول اکرم ﷺ کا عمل بھی یہی تھا۔[۲] اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

''جب تم لباس پہنو یا وضو کرو تو دائیں سے شروع کرو۔''[۳]

اسی طرح فرمایا۔

''جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے اور یا تو دونوں پہن لے یا دونوں

---

۱ ابوداؤد: ج۴ص۳۱۰۔

۲ سنن ترمذی کتاب اللباس: ج۴ص۲۱۰۔

۳ سنن ابی داؤد باب فی الانتعال: ج۴ص۳۷۹۔

اتار دے۔" (یعنی ایک جوتا چپل پہن کر نہ چلے)

(۴) لباس میلا ہو جائے تو اسے دھو کر صاف کر لینا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔
"کیا اسے کوئی صابن وغیرہ نہیں ملتا کہ یہ اس کو دھو کر صاف کر لے۔"[1]

(۵) کسی کو اچھا لباس پہنے ہوئے دیکھے تو اس کیلئے دعا کرے۔

آپ ﷺ نے حضرت عمر کیلئے دعا فرمائی۔

﴿اِلْبِسْ جَدِيْدًا وَ عِشْ حَمِيْدًا وَ مُتْ شَهِيْدًا﴾[2]

"تم نیا پہنو قابل تعریف زندگی گزارو اور شہادت کی موت مرو۔"

عورتوں کو بھی اسی طرح کوئی اچھی دعا دے دینی چاہیے۔

(۶) ممنوع لباس اور ممنوع انداز سے پرہیز کرنا۔

گزشتہ صفحات میں جس قسم کے لباس پہننا ممنوع قرار دیئے گئے اور جو انداز ممنوع قرار دیئے گئے ہیں ان سے پرہیز کرنا بھی لباس کے آداب میں شامل ہے کیونکہ حرام لباس وغیرہ پہننا جائز نہیں۔[3]

(۷) لباس میں تواضع اور اعتدال اپنانا

لباس میں ہمیشہ تواضع اور اعتدال اپنانا سنت نبوی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی تنعم میں افراط اور تکثیر کو پسند نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ معتدل رہنے اور درمیانے انداز واحوال سے رہنے کا حکم دیا یعنی ہمیشہ تیل کنگھی اور بنے سنورے رہنے کو پسند نہیں کیا بلکہ اعتدال اپنانے کا ارشاد کیا لیکن اس کا مطلب پاکی اور صفائی ستھرائی ترک کر دینا نہیں ہے بلکہ صفائی ستھرائی تو آداب اسلام میں سے ہے۔[4]

---

[1] مسند احمد سنن نسائی۔

[2] سنن ابن ماجہ: ۷ص ۱۱۷۸۔

[3] سنن ابوداؤد: ص ۴۷۶، ص ۳۳۲، کتاب اللباس۔

[4] معالم السنن للخطابی: ۴ص ۳۹۳۔

چنانچہ خواتین کو ایسا نہ کرنا چاہئے کہ ہر وقت سنگھار دان کے سامنے کھڑی ہوں اور منہ دھوتی بال بناتی رہیں ہاں دن میں ایک آدھ بار بال بنا لینا چاہئے یا جس وقت کام کاج کی زیادتی سے بال الجھ جائیں اس وقت یا پھر شام کو شوہر کے آنے کے وقت سے پہلے بنا لئے جائیں۔ یا مہمانوں کی آمد سے پہلے حلیہ درست کر لیا جائے۔

ہمارا کہنے کا مقصد بھی صرف اعتدال اور توازن ہی ہے اور خاص طور پر یہ کہ خواتین کو شوہر کے گھر آنے سے پہلے کام کاج سے فارغ ہو جانا چاہئے نہ ہو سکے تب بھی کچھ حلیہ درست کر کے شوہر کا استقبال کیا جائے اور اس سے اچھی بات کہی جائے پورے دن کی تھکاوٹ اور بچوں کی شرارتوں کا شکوہ نہ کیا جائے تاکہ جب شوہر گھر آئے تو کسی بھوتنی پر نظر پڑنے کے بجائے مسکراتی ہوئی استقبال کرنے والی بیوی نظر آئے۔

بعض خواتین کے بارے میں یہ شکایت عام ہوتی ہے کہ وہ شوہروں کے سامنے حلیہ درست کر کے نہیں رہتیں اور ان کے گھر آتے ہی منہ سجا کر یا دیر سے آنے پر غصہ کرتی ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنا حلیہ درست رکھنا چاہئے اور اگر وہ تھکا ہوا کہیں سے آئے تو خاطر داری کرنی چاہئے اور آتے ہی اس کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب خواتین کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین!

خواتین کے حوالے سے سرپرستوں کی ذمہ داریاں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد

﴿اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ﴾

(الحدیث)

''سنو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک شخص اپنی رعیت (زیر سرپرستی و ذمہ داری) کے بارے میں مسئول ہے۔''

کے مطابق ہر شخص کو ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ اپنے زیر دست و کفالت افراد کی اخلاقی معاشی و معاشرتی سرگرمیوں اور ضروریات پر نظر رکھے اور انہیں کنٹرول کرے اور

جس چیز کی ضرورت ہے فراہم کرے اور جو چیز ان کے اخلاق کردار اور معاشرت کو کمزور کر سکتی ہو اسے دور کرے لہٰذا ایسے شخص کو مسئول قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ مسئولیت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی تمام تر ذمہ داریوں کو پورا کرے اور تعلیم و تربیت اور اخلاق کے حوالے سے ان پر اپنا کنٹرول رکھے اور وہ تمام باتیں انہیں سکھائے جو اخلاقی سربلندی کی طرف لیجائیں اور انہیں ایسی باتوں سے خبر دار کرے جو اخلاقی پستیوں کی جانب ان کے قدم لیجائیں اور روک ٹوک ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتا رہے لہٰذا اپنے بچوں اور چھوٹے بہن بھائیوں خصوصاً بچیوں کو خاص طور سے اخلاقی قدروں سے روشناس رکھے اور انہیں بچپن ہی سے اخلاقی قدروں کے دائرے میں رکھ کر ان کی عادت ڈالے اور غلط باتوں پر ٹوکا کرے اور بری اور مخرب اخلاق چیزوں اور باتوں سے انہیں دور رکھے۔

اسی طرح بچے خصوصاً بچیاں جب بڑے ہونے لگیں تو انہیں عام اختلاط سے بچائیں نامحرم لڑکوں اور لڑکیوں کو تنہا نہ ہونے دیں ان کے ساتھ اکیلے میں بیٹھنے راز و نیاز کی باتیں کرنے یا ٹی وی وغیرہ ساتھ نہ دیکھنے دیں (یہ جملہ ان لوگوں کے لئے لکھا گیا ہے جن کے ہاں ٹیلیویژن ہے اور وہ باوجود اس کے ناجائز ہونے کے اسے گھر میں رکھے ہوئے ہیں) بلکہ کوششیں یہ کریں کہ یہ لعنت گھروں سے نکل جائے اور بچے خود ہی اس سے احتراز کرنے لگیں۔

ان کے رابطوں کا خیال کریں ان کے دوستوں اور بچیوں کی سہیلیوں کا دھیان رکھیں کہ کہیں کوئی سہیلی کسی دوسری سہیلی کو غلط راستہ تو نہیں دکھا رہی۔ لڑکوں اور ان سے میل جول کی باتیں تو نہیں کر رہی۔ مبادا کہیں دوسری بچی کا دل بھی نہ للچا جائے۔ ماؤں اور بڑی بہنوں کو چاہئے کہ وہ آزادانہ میل جول اور غیر جنس سے دوستی کے پیش آئندہ نقصانات اور خدشات سے انہیں آگاہ کریں۔

تہمت اور بدگمانی کی جگہوں سے بچائیں

شک والی جگہوں اور حالات میں پڑنے، جانے اور کھڑے ہونے، بیٹھنے سے

بچائیں یعنی انہیں تہمت اور بدگمانی والی جگہوں پر جانے اور ایسے کام کرنے سے منع کریں جن سے بدگمانی پیدا ہو۔

لڑکیاں بہت نازک ہوتی ہیں انہیں شیطان کے بچھائے ہوئے اس جال سے بچانا ضروری ہے کیونکہ وہ بہاؤ میں جلد بہہ جاتی ہیں اور معمولی سا خدشہ بھی ان کے لئے وبال بن جاتا ہے۔ ماؤں کو چاہئے کہ وہ بیٹے بیٹیوں پر کڑی نظر رکھیں تاکہ بعد میں پریشانی نہ ہو بچپن سے اچھی تربیت کریں تاکہ بعد میں زیادہ پریشان نہ ہونا پڑے۔

جھوٹ بولنے کی عادت سے بچائیں

بچپن سے ہی سچ بولنے کی عادت ڈالیں اور جھوٹ پر ڈانٹیں ڈپٹیں اور پیار سے سمجھائیں تاکہ کہیں جھوٹ کی عادت پختہ ہو کر لڑکپن اور جوانی تک نہ پہنچ جائے اور پریشانی کا باعث ہو۔

چوری چکاری، دھوکہ اور خودغرضی جیسی عادات بد سے بھی بچائیں یہ وہ خطرناک بیماریاں ہیں جو اگر بچپن میں پکی ہوگئیں تو بچے اور بچیوں کی زندگی پرخطر ہو جائے گی اور اخلاق کا ستیاناس ہو جائیگا۔

دوسروں کو تکلیف دینے سے منع کریں

دوسروں کو تکلیف دینا بچے بچپن میں سیکھتے ہیں اور دوسروں کو مار کر ان کے کھلونے توڑ کر کاپیاں پھاڑ کر جوتیاں چھپا کر بہت خوش ہوتے ہیں یاد رکھئے کہ یہ عادت بڑے ہونے کے بعد سخت نقصان دیتی ہے۔

اسی طرح بڑے بچوں میں یہ دیکھیں تو انہیں سختی اور پیار سے جیسا مناسب ہو روکیں اور منع کریں۔

غلط کام کرتے دیکھیں تو فوراً ایکشن لیں

نوعمر بچے یا بچیوں کو کوئی بھی نامناسب کام یا بات کرتے دیکھیں تو فوراً ایکشن

لیں ورنہ ایک مرتبہ غلط بات پر نہ ٹوکا تو وہ اسے شہہ سمجھ کر دوبارہ کریگا اور یہیں سے بربادی کا آغاز ہو جائے گا۔

غرور و تکبر کو ان کے نزدیک نہ آنے دیں

اس کے ساتھ یہ بھی خیال رکھیں کہ کہیں ہم بچے یا بچی کو بلاوجہ شہہ اور شیری دیکر کہیں خود تو انہیں خود پسند اور مغرور نہیں بنا رہے؟

بلاوجہ ہر وقت ڈانٹتے نہ رہیں

اسی طرح کسی بچے کو بلاوجہ ہر وقت ڈانٹتے نہ رہیں اس سے بچہ ست یا باغی ہو جائے گا احساس کمتری کا شکار بھی ہو سکتا ہے بلکہ ڈانٹنے ڈپٹنے اور پیار کرنے میں توازن اور اعتدال رکھیں۔ نہ تو بالکل آزاد چھوڑیں نہ ہی ہر وقت انہیں کس کر رکھیں۔

بچپن میں میک اپ اور شوخ کپڑوں سے بچائیں

بچیوں کو بچپن میں میک اپ اور نئے اچھے کپڑوں کی عادت نہ ڈالیں اس کا نقصان بعد کو بہت زیادہ ہوگا۔ اسی طرح کنواری نوعمری بچیوں کو بھی اس عادت سے دور رکھئے کیونکہ اس عمر میں بننا ٹھننا اخلاق کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ اور عادت الگ خراب ہوگی ہاں صفائی ستھرائی کی تربیت دیں اور انہیں اس کا پابند بنائیں۔ خواہ مخواہ بننے ٹھننے اور اغیار کے فیشن کا دلدادہ نہ بننے دیں۔

تصاویر، موبائل وغیرہ سے بچائیں

تصویروں ویڈیو گیمز موبائل فون وغیرہ نوعمر لڑکے لڑکیوں کے لئے نقصان دہ ہیں جس کے معاشرے پر بڑے غلط اثرات پڑ رہے ہیں اپنے بچوں کو ان چیزوں سے بچایئے اور آئندہ ہونے والے نقصان کو مدنظر رکھئے۔

تعلیم و تربیت کا دھیان

انکی تعلیم تربیت کا دھیان رکھیں زیادہ توجہ ان کی تعلیم پر مرکوز کرائیے کیونکہ تعلیم کا ہر سال ان کے لئے اہم ہے اگر توجہ نہ دے سکے تو کمزور رہ جائیں گے اور تعلیم کا خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھا پائیں گے۔ وقتاً فوقتاً امتحان لیتے رہیئے۔

اپنے گھر کا ماحول تعلیم و تربیت کا بنائیں، اسلامی ماحول پیش کریں فضولیات سے خود نفرت کریں بچوں کو بھی دلائیں۔ بیٹیوں کو بھی سادگی، علم اور دین کی تعلیمات اور اعمال کا دلدادہ بنائیں۔

یقین مانئے! کہ جس گھر میں اسلامی تعلیمات اور کلچر کو فوقیت دی جاتی ہو، بچے بچیاں تعلیم حاصل کر رہے ہوں اور اس کو واقعی صحیح طریقے سے پڑھ لکھ رہے ہوں پڑھنے کا حق ادا کر رہے ہوں تو انہیں فضول کام کرنے، بننے ٹھننے، گھومنے پھرنے، فضول انٹرنیٹ چیٹنگ اور واہیات کیبل اور ڈش پر پروگرام دیکھنے کی فرصت ہی نہ ملے گی۔

لہٰذا بچے بچیوں کو تعلیم دلایئے اور تعلیم کا دل دادہ بنایئے ماحول دینی اور نماز روزے کا پابند بنایئے دیکھئے معاشرے میں آپ کے بچے بچیاں خود تبدیلی کا باعث بنیں گے۔

ہم نے یہ کچھ باتیں عمومی طور پر لکھ دی ہیں جن کا خیال رکھنا تمام ماں باپ اور سرپرستوں کے لئے ضروری ہے یہ سوچ کر بچے بچیوں کو ڈھیل مت دیں کہ آپ کا بچہ غلط نہیں کر سکتا۔

بچے تو سب معصوم ہوتے ہیں انہیں کوئی بھی غلط بات یا غلط نظارہ غلط راہ پر ڈال سکتا ہے۔ اس لئے کڑی نگرانی اور بہترین تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے اور تربیت کا اہم عنصر زیر تربیت شخص کی نگرانی ہے کہ وہ تربیت کے مطابق عمل کر رہے ہیں یا نہیں۔

بچیوں کی صحیح تعلیم و تربیت کر کے مناسب جگہ ان کی شادی کرا دینے کی احادیث طیبہ میں بہت زیادہ بشارتیں وارد ہوئی ہیں اس لئے اس نعمت کے حصول کے لئے ماں باپ

کی ذمہ داریاں اس لئے اور بھی بڑھ جاتی ہیں کہ اگر تربیت اور نگرانی میں کوئی کوتاہی ہوگئی تو اس کا مؤاخذہ بھی ہوگا کیونکہ حدیث میں ہے کہ بچے بچیاں جب جوان ہو جائیں تو ان کی شادی کرانا بھی ذمہ داری ہے اور اگر جوان ہونے کے بعد ماں باپ کی غفلت سے کوئی بچہ یا بچی غلطی کر بیٹھے تو اس کا گناہ والدین کو بھی ہوگا کہ انہوں نے اپنی یہ ذمہ داری پوری کیوں نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب کو اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر مسلمان مرد وعورت کو نیک بنائے اور نیکی پر صحیح عمل کرنے اور برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اس کے بعد ہم کچھ عمومی آداب تحریر کر رہے ہیں جو بچیوں کو بچپن سے ہی سکھانے ضروری اور ان کی تربیت کا اہم حصہ ہیں۔

لڑکیوں کو بچپن سے ہی آداب سکھایئے

اچھی تربیت بچی کو ایک اعلیٰ انسان بننے میں مدد دیتی ہے ماں باپ کا فریضہ ہے کہ وہ بچی کی اچھی تربیت کریں اسے بات چیت رہن سہن اور زندگی کے دوسرے تمام پہلوؤں کے آداب سکھائیں۔

احادیث طیبہ میں بچیوں کی اچھی تربیت کرنے پر جو فضائل وارد ہوئے ہیں وہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ بچی کو بچپن سے ہی ادب وآداب سکھاتے رہیں بچی کو ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعے سکھانے کے بجائے پیار محبت سے حوصلہ اور ترغیب دیکر اچھی بچی بننے کا حوصلہ اور ولولہ پیدا کر کے آداب سکھائیں۔

بعض حضرات کا یہ شکوہ رہتا ہے کہ علماء کرام نصیحت کر دیتے ہیں کہ دین کے مطابق زندگی گزاریئے مگر دین کے مطابق زندگی گزارنے کا طریقہ نہیں بتاتے۔ اب انہیں کیا جواب دیا جائے؟ حالانکہ یہ تو سیکھنے کی چیز ہے کہ وہ اپنی محنت کے ذریعے ہی انہیں حاصل ہوسکتی ہے علماء ایک نشست میں تو نہیں سکھا سکتے۔ یا تو مستقل ان کی مصاحبت اختیار

کریں یا علماء کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھیں اور عمل کریں زندگی کو اس کے مطابق ڈھالیں۔

اس لئے ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ بچیوں کے لئے ضروری آداب لکھ دیں تا کہ ماں باپ اس کے بچپن ہی میں اس کی تربیت شروع کر دیں اور یاد رکھئے کہ بعض بڑی بوڑھیاں تو اس کی قائل ہیں کہ بچیوں کو کھل کھلا کر ہنسنے بھی نہ دیں اور یہ گران کا بڑا کام آتا ہے کہ ایسی بچیاں بے باک نہیں ہونے پاتی تھیں بڑوں کا ادب اور خوف انہیں بے باک ہونے سے روکتا تھا۔

اور بعض خواتین یوں کہہ دیتی ہیں کہ چھوڑ و یہ بچیاں ہیں بڑی ہوں گی تو خود سمجھ جائیں گی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ بچیاں بڑی ہوتے ہوتے اپنی بچپن والی عادات پختہ کر لیتی ہیں اور پھر ان کی اصلاح ایک مشکل کام ہو جاتا ہے اور ضدی بچی ہو تو وہ اپنی اصلاح پھر خود بھی نہیں کر پاتی۔ لہٰذا بچپن سے آداب پر عمل کرائیے پیار و محبت سے سکھائیے غلطی کر دے تو نظر انداز کر کے سمجھائیے اور بار بار غلط کرنے پر ڈانٹ کا ہتھیار بھی استعمال کیجئے۔ جو آپ ابھی سکھا دیں گے وہی عادات پختہ ہو جائیں گی اور ایک باادب سلیقہ مند بچی ماں باپ اور عزیز و اقارب کی کتنی لاڈلی ہوتی ہے یہ آپ جانتے ہیں۔

چنانچہ ماں باپ کو چاہئے کہ بچی کو یہ آداب سکھائیں اور ان کی اس نہج پر تربیت بھی کریں۔

والدین کا ادب

بچی کو سکھائیے کہ وہ اپنے والد کا ادب واحترام کرے اور کام کے قابل بچی باپ کے سامنے اور غیر موجودگی میں ان کے کام کرے اور سب کام بخوشی اور رغبت سے کرے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت اسے حاصل ہو سکے۔ باپ کے کام محبت خلوص خوشی سے اور اپنی مرضی سے کرے اور اس کی اطاعت کسی جبر اور خوف سے نہ کرے۔

بچی کو یہ سمجھائیں کہ جو بچی اپنے والد کا کہنا مانتی اور ان کی نصیحتوں پر عمل کرتی ہے اسے علم اور ادب کا بڑا حصہ ملتا ہے اور اس کی نیک سیرت خاندان میں مقبول ہوتی ہے اور جو

ایسا نہیں کرتی وہ والدین کی محبت سے محروم اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کی مستحق بن جاتی ہے۔

بچی جب اپنے والدین کے سامنے بیٹھے تو انتہائی ادب سے بیٹھے نہ زیادہ ہنسے نہ والد کے کپڑوں کو چھوئے اور والد کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرے۔

جب اپنے والد سے کوئی چیز مانگے تو نرمی سے مانگے دوسروں کے سامنے نہ بیٹھے اور اگر وہ بیٹی کی بات فوراً نہ مانے تو زیادہ ضد نہ کرے۔ والد کے علاوہ کسی دوسرے سے کوئی چیز نہ مانگے چاہے وہ قریب ترین عزیز یا والد کا عزیز دوست ہی کیوں نہ ہو۔ بچوں کو ماں باپ کے سوا دوسروں سے کچھ مانگنا عیب شمار ہوتا ہے۔

بچی کو ماں سے ویسے ہی انسیت بہت ہوتی ہے اسے یہ بھی بتا دیا جائے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ وہ اس سے محبت کرے اور اس کا احترام اور ادب کرے۔

بچی کو اس بات کی تربیت دیں کہ وہ ماں سے درشت لہجے میں بات نہ کرے نہ ہی آواز بلند کرے ورنہ بچی بدتمیز اور زبان دراز شمار کی جائے گی۔

بچی جب بڑی اور سمجھدار ہونے لگے تو اسے ماں کے حقوق بتائے جائیں اور یہ کہ وہ ماں کو خوش رکھنے کی کوشش کرے اور اس کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

بچی کی عادت بنائیں کہ وہ اپنی بچت کی رقم گلے میں ڈالے یا براہ راست والدہ کے پاس جمع کرائے اور گلہ بھی والدہ کے پاس محفوظ ہو۔ بچی کا روزمرہ کا خرچ والدین کی نظروں میں ہونا چاہئے اور بچی کو بچت کی عادت ڈالی جائے فضول خرچی اور من پسند چیزیں خریدنے کی ضد سے اسے دور رکھا جائے۔

بچی کو چاہئے کہ وہ اپنی والدہ کے علم میں لائے بغیر کسی چیز کو استعمال نہ کرے نہ ہی کوئی چیز اس کی رکھی ہوئی جگہ سے ادھر ادھر کرے۔

بچی جب بڑی ہو جائے تو اسے گھر کے کام کاج میں اپنی والدہ کا ہاتھ بٹانے کی تلقین کی جائے اور بہت پہلے سے ہی اس کی عادت ڈالی جائے تاکہ مراھقہ ہونے تک وہ اپنی والدہ کا دست و بازو بن جائے۔

بھائیوں کا ادب

بچی کو اس کے بڑے بھائیوں کا ادب واحترام کرنے کی عادت ڈالیں اور یہ کہ وہ اپنے بڑے بھائیوں کو والد کی طرح کا درجہ دے اور والد جیسا ادب واحترام کرے جیسا کہ مسلم اور مشرقی ماحول اور مزاج ہے۔

بھائیوں کا احترام اور ادب کرنے والی ان کی مطیع بہن بھائیوں کی جان اور لاڈلی ہوجاتی ہے۔

چھوٹے بھائیوں پر شفقت کرنا سکھائیں کہ وہ ان کو نہ تکلیف دے اور نہ ہی ان سے کوئی چیز چھینے اس سے بہن بھائیوں میں جھگڑا ہوتا ہے اور والدین کی ناراضگی بیٹی سے بڑھتی ہے۔ اگر اس کے پاس کوئی کھلونے اور کھانے کی چیز ہے تو وہ بھائیوں کو ساتھ کھلائے (ایسا نہ ہو کہ چھوٹے بھائی اس کا منہ تکتے رہ جائیں) ساتھ کھیلنے کھلانے سے آپس میں محبت بڑھتی ہے۔

بڑی بہن چھوٹے بھائیوں کو بدتمیزی بے ادبی اور جھگڑے سے روکے اور اچھی باتیں بتائے اور اپنے ماں باپ سے چھوٹے بہن بھائیوں کے کسی معاملے میں نہ لڑے۔ اور اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے لئے دعا کیا کرے۔ کبھی بددعا کے الفاظ منہ سے نہ نکالے۔

قریبی رشتہ داروں کا ادب

لڑکی کو اپنے قریبی رشتہ داروں مثلاً ماموں، چچا، تایا، خالہ، پھوپھی اور ان کی اولاد کا ادب کرنا سکھائیں کیونکہ باادب بچی نیک بخت ہوتی ہے اور بڑی ہوتے ہوتے اسے نامحرموں سے الگ تھلگ رہنے کا ادب سکھائیں۔

اگر ان میں سے کوئی بیمار ہوجائے یا سفر پر ہو تو اس کا حال احوال پوچھنا بھی لڑکی کے لئے حسن ادب ہے اور یہ کہ ان کی پریشانی میں غم اور خوشی میں خوش ہو اگر چچا ماموں خالہ وغیرہ کوئی گھریلو کام کہیں تو خوشدلی سے کرے۔ اسی طرح ان سے رکھ رکھاؤ والدین کا سا

رکھے اور ان کے چھوٹے بچوں سے اپنے بہن بھائیوں کا سا رویہ رکھے تا کہ اس کی نیک نامی ہو اور ان کو دعاؤں میں یاد رکھے۔

پڑوسیوں کے آداب

بچی کو پڑوس کے بڑوں اور خواتین سے ادب واحترام سے پیش آنے کی تلقین کریں کیونکہ پڑوس کے حقوق قرابت داروں کے حقوق کی طرح ہوتے ہیں۔ اسی طرح پڑوس کی بچیوں سے دوستانہ میل جول رکھے اور ان کے والدین یا کسی اور بڑے کی بیماری پر مزاج پرسی کرے اور اگر وہ مفلوک الحال ہوں تو بچی کے والدین کو چاہئے کہ ان کی مدد کرنے کے طریقے بچی کو سکھائیں۔

گاہے بگاہے ضرورت کے وقت پڑوس والوں کی خدمت کرنا بھی سکھائیں مگر جہاں اس کی ہمعصر بچیاں نہ ہوں بچی کو اکیلے وہاں جانے نہ دیں۔

گھر میں رہنے کے آداب

اپنے گھر کے افراد کے ساتھ اچھا معاملہ رکھے اور بشاشت طبع اور تواضع کے ساتھ ہر ایک سے پیش آئے۔ کسی کو تکلیف نہ دے نہ ہی سخت بات کہہ کر کسی کی توہین کرے نہ دل دکھائے۔ ایسا کرنا اس کی ناقص عقل کی دلیل ہے۔

گھر کے ملازمین اور ماسیوں اور دیگر نامحرم لوگوں سے گپ شپ نہ لڑائے اور نہ ہی ان سے گھلے ملے۔ اس سے قدر کم ہوتی اور اخلاق پست ہوتے ہیں۔

کسی ملازم یا ملازمہ سے کوئی کام لینا ہو تو اسے کہدیا کرے لیکن کہنے میں ذرا ادب اور اچھے الفاظ استعمال کرے۔ جس سے وقار اور تمکنت میں اضافہ ہو اور ادب کی تربیت کی نشاندہی ہو۔ لہجہ بھی درشت اور تحکمانہ نہ ہو۔

اسی طرح بچی کو سمجھائیں کہ گھر کی چیزوں کو کھیل میں استعمال نہ کرے مثلاً دروازے یا کھڑکی سے جھولا نہ جھولے نہ ہی کسی بندھی رسی سے لٹکے اور نہ سیڑھی یا اونچی جگہوں سے کودے کہ کہیں کوئی چیز ٹوٹ کر اسے ہی نقصان نہ دے یا کم از کم کپڑے خراب نہ

ہوں۔

چھت پر بیٹھنے یا کھیلنے کی عادت نہ بنائے کہ کہیں بغیر منڈیر کی چھت سے گر نہ پڑے یا دھوپ اس کی رنگت کو متاثر نہ کرے یا سردی میں یا گرمی میں بخار اور دیگر بیماریاں پیچھے نہ لگ جائیں۔ بچی کو ننگے سر دھوپ میں جانے نہ دیں نہ ہی ننگے پیر چلنے دیں۔

گھر میں ہونے والی باتیں اور واقعات دوسروں کو بتانے سے اسے منع کیا جائے تاکہ گھر کے رازوں کی حفاظت ہو اور اسے سمجھائیں کہ گھر کی کوئی چیز کسی باہر کے انسان کو نہ دے۔

درسگاہ کے آداب

پیاری بچیو! صبح سویرے اٹھنے کی عادت ڈالو، فجر کی نماز پڑھو اور تیاری و ناشتہ کر کے اپنی درسگاہ پہنچو تاکہ اچھے علوم حاصل کر سکو اور ہاتھوں کو مصروف رکھا کرو تاکہ ایک مہذب محترمہ کا روپ اختیار کر سکو۔

جب صبح کو اٹھو تو اپنی دونوں آنکھیں نرمی سے مسل لو اور امی ابو نظر آئیں تو انہیں سلام کرو ہاتھ منہ دھوؤ بیت الخلاء سے فارغ ہو کر وضو کرو اور صابن سے ہاتھ منہ دھوؤ تولیے سے اچھی طرح صاف کرو کانوں اور ان کے پچھلے حصہ کو تولیے سے اچھی طرح صاف کرو منہ دھونے کے دوران اچھی طرح دانت) صاف کرو اچھا سا منجن ٹوتھ پیسٹ اور مسواک استعمال کرو، ناک اچھی طرح صاف کر کے دھولو۔ بالوں میں کنگھا کر کے انہیں سنوار و صاف ستھرے کپڑے پہنو اور درسگاہ کو جاتے ہوئے امی ابو کو سلام کر کے نکلو۔

اپنی کلاس میں بڑے ادب سکون اور وقار سے بیٹھو اپنی استانیوں کو سلام کرو اپنی ہم کلاس لڑکیوں کو سلام کرو اور ان کا مزاج پوچھو اور جب استانی پڑھائیں تو غور سے سنو لکھنے کی بات لکھو اور کلاس کے دوران بات چیت یا اشارے مت کرو۔

خوب محنت سے پڑھو اپنا پورا وقت پڑھائی کے دھیان میں لگاؤ فضول باتیں، کام اور کھیل مت کرو۔ اگر بچپن میں پڑھائی پر محنت نہیں کرو گی تو بڑی ہو کر بدھو رہو گی اور

بڑی ہونے کے ساتھ ساتھ ذمہ داریاں بڑھتی جائیں گی تو پڑھائی پر محنت نہیں کرسکوگی۔

اپنی کتابوں کاپیوں بستے اور قلم وغیرہ کی خوب حفاظت کرو انہیں صاف ستھرا رکھو جلد چڑھا کر رکھو کچھ فالتو بات ان پر مت لکھو۔ قلم کی روشنائی پھیل رہی ہو تو اسے اپنے کپڑوں یا بالوں سے صاف نہ کرو۔ نہ ہی سیاہی (روشنائی) کو منہ سے کھینچو نہ قلم کی نب منہ میں لو۔ ایک تو یہ ادب کے خلاف ہے اور پھر صحت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ اپنی انگلیوں اور ہاتھوں کو، کپڑوں کو بھی روشنائی سے بچاؤ کوئی لکیر بھی نہ آنے دو۔

ہاف ٹائم میں صاف ستھری جگہ پر کھیلو تا کہ کپڑے جوتے اور اور بدن خراب نہ ہو مٹی میں مت کھیلو نہ ہی گندگی والی جگہ پر۔ نہ دھوپ میں کھیلو اس سے تمہاری صحت کو خاص طور پر آنکھوں اور سر کو نقصان ہوسکتا ہے۔

درسگاہ (اسکول یا مدرسہ) سے آنے کے بعد غیر مہذب لڑکیوں میں مت اٹھو بیٹھو ان سے دوستی مت کرو راستوں میں مت کھیلو نہ ہی دکانوں اور بازار میں کھڑی ہو بلکہ اپنے راستے میں ہر ممکن ادب اور خاموشی سے اپنے گھر کو جاؤ راستے میں چلتے ہوئے کسی کے کہنے سے اپنا راستہ مت بدلو کسی کے کہنے پر ان کے گھروں میں مت جاؤ نہ ہی کسی سے لفٹ لیکر اس کی سواری پر بیٹھنے کی کوشش کرو۔ (بہتر یہ ہے کہ گھر کا کوئی بڑا مرد یا عورت انہیں اسکول اور مدرسے سے لینے جائے یا ان کے لئے گاڑی کا بندوبست کیا جائے)۔

گھر پہنچ کر اپنے بڑوں کو سلام کرو پھر اپنا بستہ وغیرہ صحیح جگہ پر رکھو اور کتابیں کاپیاں صحیح ترتیب سے رکھو جوتے مقررہ جگہ پر رکھو جراب صحیح جگہ رکھو اور منہ ہاتھ دھو کر نماز کا وقت ہو تو نماز پڑھو اور کھانا کھا کر آرام کرو۔ وقت پر ٹیوشن جاؤ، وقت پر ہوم ورک کرو اور فضول مت کھیلو نہ ہی گھر میں بچوں سے جھگڑو۔

اسکول مدرسہ میں اپنی استانیوں کے ساتھ مکمل ادب سے پیش آؤ ان سے اونچی آواز میں مت بولو۔ وہ کوئی سوال کریں تو سوچ سمجھ کر جواب دو تڑسے مت بولو۔ سبق کی کوئی بات سمجھ نہ آئے تو استانی سے اجازت لیکر ان سے سوال پوچھو۔ استانیوں کا آپس میں موازنہ مت کرو کہ یہ استانی اچھی ہیں یہ اچھی نہیں۔

اپنی کلاس کی بچیوں سے مت جھگڑو اگر کوئی بچی بدتمیز یا بے ادب ہو تو اس سے دور رہو درسگاہ کے اصول اور قانون کے خلاف کوئی کام مت کرو دیر سے مت آؤ۔ نہ ہی وہاں سے جلد اٹھنے کی کوشش کرو۔

اپنی ساتھیوں کا احترام کرو ان کے اگر کچھ کام آسکتی ہو تو کام آجاؤ۔ ان سے سچی محبت کرو ان کی کوئی چیز نہ چھپاؤ نہ توڑو نہ چھینو۔

اگر کسی بچی سے کوئی شکایت ہو تو اپنی استانی کو بتاؤ خود مت لڑو۔ لیکن بار بار کسی کی شکایت بھی نہ کرو نہ ہی چغل خوری کرو۔

بات کرنے کے آداب

جب کسی سے بات کرو تو دوسری طرف مت دیکھو بلکہ جس سے بات کرو اس سے بات کرنے کے دوران اس کی طرف دھیان دو بڑوں سے بات کرو تو ان سے آنکھیں ملا کر بات مت کرو مگر پوچھ گچھ کے وقت نظریں جھکا کر اور شرما کر بات مت کرنا، بلکہ بڑے ادب سے ان کی طرف دیکھ کر بات کرو۔

جب کوئی بڑا چھوٹا یا اپنی ساتھی تکلیف میں ہو تو اس کے سامنے مت مسکراؤ نہ ہی کسی غصہ ہونے والے کے سامنے ہنسو۔ کوئی غمگین ہو تو وہاں سنجیدہ رہو اور اس سے ایسی بات کرو جس سے غم ہلکا ہو یا تسلی ہو۔ کسی کا نقصان ہو تو اسے ہی الزام مت دو کہ تمہاری غلطی سے ہوا ہے بلکہ کہو کہ اللہ کی مرضی تھی، اللہ اور دے گا۔

خوشی کی کسی تقریب میں ہو تو زیادہ بھی مت ہنسنا بلکہ اچھے طریقے سے ادب اور وقار سے رہو البتہ بشاشت چہرے پر ضرور رہو۔

کسی کو غصہ دلانے والا یا مذاق اڑانے کا موقع دینے والا چہرہ مت بناؤ۔ اپنی سہیلیوں میں بیٹھو تو منہ بسور کر یا چڑھا کر مت بیٹھو اور دوسری سہیلیوں کو بھی بات کرنے کا موقع دو کہیں خود ہی خود بولتی جاؤ۔

آنکھ کی صفائی

والدین بچی کو بتائیں کہ روزانہ بلاناغہ صبح چہرہ صابن کے ساتھ دھوئے اور اس دوران اپنی آنکھوں کی بھی نرمی سے صفائی کرے پہلے پہل تو والدہ وغیرہ اسے طریقہ سکھادیں اور اس کے بعد اسی سے پابندی کروائیں۔

اگر کوئی مکھی وغیرہ آنکھ پر بیٹھے تو اڑادے اور آنکھ میں اگر میل کچڑے وغیرہ ہوں تو انہیں دھولیا کرے خلاصہ یہ کہ آنکھوں کے لئے نقصان دہ چیزیں اسے بتادیں۔

بہت زیادہ چھوٹی چیز کو نہ دیکھے جسے دیکھنے کے لئے آنکھیں بالکل بھینگی کرنی پڑیں اسی طرح بہت زیادہ چمکدار چیز مثلاً سورج، ویلڈنگ کی روشنی یا بلب وغیرہ کے بالکل قریب نہ بیٹھے نہ ہی بلب یا ٹیوب لائٹ کو گھورے۔

آنکھوں کے لئے بھلے رنگ نیلا اور ہرا ہیں اور لال اور سفید رنگ آنکھوں کو تھکا دیتے ہیں کتاب پڑھتے وقت آنکھوں اور کتاب کا فاصلہ ایک بالشت (بڑوں کی) سے زیادہ ہو۔اور پڑھتے وقت روشنی سامنے سے نہ آئے بلکہ پیچھے سے یا بائیں جانب سے پڑے۔

گندی چیزوں کو نہ دیکھنے دیں مثلاً نجاست کچرا نازک اعضاء وغیرہ

منہ اور دانتوں کے آداب

بچی کو سمجھائیں کہ جب وہ بات کرے تو دانتوں کو ایک دوسرے پر جما کر نہ بولے آواز نہ بالکل آہستہ ہو نہ ہی کان پھاڑنے والی ہو چیخ کر نہ بولے بلکہ دھیمی درمیانی آواز سے بات کرے۔

صاف بولنے کی کوشش کرے، لفظ نہ چبائے۔

بچی کے ذہن میں بٹھادیں کہ زبان دل کی آئینہ دار ہوتی ہے اسی سے انسان کے اخلاق کردار اور تربیت کا اندازہ ہوتا ہے لہٰذا زبان با ادب اور شستہ استعمال کرے اور بے مقصد اور بلاضرورت نہ بولے نہ دوسروں کی بات میں دخل دے۔

دانتوں سے ناخن کاٹنا عیب کی بات ہے۔ اسی طرح زبان کو ہونٹوں پر پھیرتے

رہنا یا ہونٹوں کو دانتوں کے نیچے دبا لینا بھی برا ہے اس سے نقصان بھی ہوسکتا ہے۔

کسی کے سامنے منہ کھول کر جمائی نہ لے اگر جمائی آجائے تو سر جھکا کر سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی یا الٹے ہاتھ کی الٹی طرف سے منہ ڈھک لے یا اس مقصد کے لئے رومال یا دوپٹہ استعمال کرے لیکن ہاتھ کا استعمال سنت ہے۔ جمائی کے دوران یا چھینک کے دوران بات نہ کرے بلکہ چپ ہو جائے۔

اگر بار بار چھینک آ رہی ہو تو اگر دوسروں کے ساتھ بیٹھی ہو تو وہاں سے اٹھ جائے۔ لکھتے وقت یا دوسرا کام کرتے وقت زبان سے کھیلنا یا ہونٹوں کو ہلانا بری بات ہے۔ مدرسہ اور گھر کے کمرے صحن اور دیواروں پر تھوکنا بہت بری بات ہے۔ اسی طرح کھڑکی یا چھت سے باہر کی جانب تھوکنا بھی بہت بری بات اگر کسی پر تھوک گر گیا تو وہ ناراض ہوگا۔ اس کے لئے بہتر ہے کہ واش بیسن یا گھر کی نالی میں تھوکیں اور پانی بہا دیں یا پھر تھوک دان یا رومال استعمال کریں۔

میٹھی چھالیہ کھانا انتہائی مضر ہے اسی طرح بہت زیادہ کھٹی چیزیں بھی گلے کو نقصان پہنچاتی ہیں کٹھی اور میٹھی ٹافیاں، برف کے گولے وغیرہ بھی نقصان دہ ہیں۔

صبح اٹھ کر اچھی طرح کلی کرنا بچی کو سکھائیں غرغرہ بھی سکھائیں اور مسواک اور ٹوتھ پیسٹ سے دانت مانجھنا بھی سکھائیں۔

اسی طرح جب بھی بچی کوئی غذا استعمال کرے چائے پیئے یا پان ٹافی کھائے اسے کلی کر کے دانت صاف کرنے کی تلقین کریں اور دانت میں کچھ پھنس جائے تو اسے نکالنا بھی سکھائیں۔

اور سمجھدار بچیوں کو خود نکالنے کی تلقین کریں...... بہت زیادہ گرم یا بہت زیادہ ٹھنڈی چیزیں دانتوں سے کھانے نہ دیں۔

ناک کے آداب

بچی کو سمجھائیں کہ اس کی ناک اس کا اہم سرمایہ ہے لہٰذا اس کی خوب صفائی رکھا

کرے اور جب بھی اسکول مدرسہ یا باہر سے گھر میں آئے یا گھر کے کام کاج اور صفائی سے فارغ ہو ناک کی صفائی کرے اور اسے اچھی طرح دھوئے، ناک میں پانی چڑھانا صحت افزاء ہے اس کا طریقہ بھی بتائیں کہ وہ ناک کے بانسے تک اوپر چڑھانا ہوتا ہے۔

خوشبو اور پھول وغیرہ سونگھنا اچھی بات ہے مگر بہت زیادہ ایسا کرنا نقصان دہ ہے۔ اسی طرح بدبو سونگھنا یا بدبو والی جگہ پر گہری سانسیں لینا بری بات ہے اگر ناک سے رینٹ آرہی ہو تو اسے رومال سے یا واش بیسن یا مناسب جگہ پر صاف کردیں۔ نزلہ کی صورت میں اپنے پاس رومال رکھیں دوسرے لوگوں کی موجودگی میں رومال میں یا ٹشو میں بہت آہستہ آواز سے صاف کریں۔

ناک سے رینٹ نکال کر دیوار یا اپنے کپڑوں سے صاف کردینا بری عادت ہے گھر کے پردے بھی اس کام کے لئے نہیں ہوتے بلکہ اپنا رومال استعمال کریں یا واش بیسن لیکن واش بیسن کا بار بار استعمال بھی اس کام کیلئے برا ہے اس کے لئے سب سے بہتر رومال ہے۔

بار بار ناک میں انگلی ڈالنا بدھو پن کی علامت ہے دوسروں کے سامنے خاص طور سے برا ہے۔

کسی کے سامنے جب چھینک آئے تو چہرہ دوسری طرف کرلو اور اگر بار بار آرہی ہو تو لوگوں کے سامنے سے اٹھ جاؤ۔ اگر کھانے کے سامنے ہو تو وہاں سے اٹھ جانا ضروری ہے۔

کان اور سننے کے آداب

بچی کو چاہئے کہ وہ اپنے کانوں کو میل کچیل سے محفوظ رکھنے کے لئے منہ دھوتے وقت اوپر سے انہیں دھولے اور بعد میں تولئے وغیرہ سے اچھی طرح رگڑ کر صاف کردے اور کان کے سوراخ میں بھی کپڑا انگلی میں پھنسا کر گھمالے۔

کان میں تیلی تنکا ڈالنا یا گھمانا ٹھیک نہیں ہے اس سے کان میں کبھی کبھار بڑی

سخت تکلیف ہو جاتی ہے۔ البتہ مہینہ میں ایک آدھ بار روئی لگی ہوئی تیلی جو بازار میں بنی بنائی مل جاتی ہے نہانے کے بعد کان میں نرمی سے پھیر لینا کافی ہے۔ کان چھدوانے کے بعد اس کی حفاظت کرے بچپن میں بھاری بھاری بالیاں نہیں پہننی چاہئیں۔

کانوں سے کوئی غلط بات نہ سنے غیبت ہو رہی ہو تو وہاں سے اٹھ جائے۔ اچھی باتیں کرے تاکہ اچھی باتیں سننے کو ملیں۔

گانے اور فضول قسم کی کہانیاں سننے سے پرہیز کرے۔ بچی کو عادت ڈالیں کہ وہ تلاوت نعتیں اور نظمیں وغیرہ سن لے مگر گانے نہ سنے ان سے اخلاق کا بگڑنا ساری دنیا کے مشاہدے میں ہے۔ تیز آواز سننا کانوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کان اچھی باتیں سننے اور علم اور دین کی باتیں سننے کو دیئے ہیں۔

چھوٹے بچوں کو بھی گانے سننے غیبت کرنے سے منع کرے اور کسی کی کوئی بات یا راز سن لے تو دوسرے کو نہ بتائے ہاں اگر کوئی بات ماں باپ یا گھر کے مفاد کے خلاف سن لے تو اپنی امی اور ابو کو ضرور بتائے...... چھپ کر کسی کی باتیں سننا اور ٹوہ لگانا بھی اچھی بات نہیں ہے۔ اگر امی ابو کوئی بات کر رہے ہوں تو سننے کی کوشش نہ کرے۔

رات کو اچانک آنکھ کھلے اور خلاف معمول شور سنے تو بجائے خود کھوج لگانے کے اپنی والدہ یا والد کو یا بڑے بھائیوں کو اٹھا کر خبردار کرے۔

ہاتھوں کے آداب

ہاتھوں کو صبح اٹھ کر، کھانے سے پہلے، کھانے کے بعد اور مٹی والی اور گندی چیزوں کو ہاتھ لگانے کے بعد دھونا چاہئے اور تولئے وغیرہ سے اچھی طرح صاف کرنا چاہئے۔ ناخن میں میل جمع نہ ہونے دیں۔ اپنے ہاتھوں سے کسی کو تکلیف مت دو نہ کسی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس کی کوئی چیز اٹھاؤ نہ ہی ہاتھ لگاؤ۔

راستہ چلتے ہوئے سر پر ہاتھ مت رکھو نہ ہی پہلو پر رکھ کر کھڑی ہو تالیاں بجانا بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ باتیں کرتے ہوئے ہاتھ مت نچاؤ۔

سلام کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے اشارہ کرو۔ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور لکھو کیونکہ دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ سے افضل ہے۔

ہر ہفتے ناخن ترشوانے چاہئیں اور سب کے سامنے نہ کاٹیں اور والدین اچھی طرح سکھادیں۔

بالوں کے آداب

ایک سمجھدار اور مہذب لڑکی اپنے بالوں کو صاف ستھرا رکھتی اور بنا سنوار کے رکھتی ہے۔ بیچ کی مانگ نکال کر بال پیچھے باندھ لینے چاہئیں دو چٹیا ئیں باندھنا مناسب نہیں۔ اسی طرح بال کھلے چھوڑنا بھی بری بات ہے۔ تیل لگانا بالوں کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ اور پھر کنگھی کر کے بال اچھی طرح باندھ لیں یا ایک چٹیا باندھ لیں۔ چھوٹی بچیوں کو پونی باندھ دیا کریں۔

بال باندھ کر سر کے اوپر جوڑا باندھنا گناہ ہے۔ بڑی بچیاں کسی اور کے بال استعمال نہ کریں۔ باہر نکلتے وقت چھ سات سالہ بچی کے بھی سر پر سکارف یا دوپٹہ ہونا چاہئے۔

ننگے سر دھوپ میں جانا دماغ اور بالوں کے لئے نقصان دہ ہے سر پر ہر وقت دوپٹہ وغیرہ ہونا چاہئے۔ بہت سی بیماریوں سے بچی رہوگی۔

دوسروں کے سامنے اپنی چٹیا سے کھیلنا یا بالوں میں انگلیاں پھیرتے رہنا چھوٹی بڑی بچیوں کے لئے ادب اور اخلاق کے اعتبار سے نقصان دہ ہے۔

خوشبودار تیل، اور بازار میں ملنے والے شیمپو بالوں کی صحت کے لئے بہت زیادہ نقصان دہ ہیں البتہ خالص تیل مثلاً سرسوں، بادام، تل، کھوپرے، شکا کائی، جانبھے وغیرہ کے استعمال کرنے چاہئیں۔ کبھی کبھار شیمپو استعمال کرنا کوئی برا بھی نہیں مگر چھوٹی بچیوں کو اس سے پرہیز کرائیں۔

سر کے آداب

والدین بچی کو بتائیں کہ سر کو سیدھا رکھنے کی عادت ڈالے کسی ایک طرف جھکائے رکھنے اور بلا وجہ سر جھٹکنے سے جھٹکے دینے اور ادھر ادھر گھمانے کی عادت نہ پڑنے دیں اور اس طرح کرنے سے منع کریں۔

سر کا ہاتھ سے ٹیک لگانا بات کرتے وقت کام کاج کے وقت یا پڑھنے لکھنے کے دوران سر ہلانا بری بات ہے۔

سر کو کھجاتے رہنا سست اور کاہل لڑکی کی علامت ہے بلکہ اپنے سر کو خشکی اور جوؤں سے بچا کر رکھے۔

لڑکوں کی طرح بال کٹانے، ٹوپی پہننے سے بچی کو منع کریں۔

صفائی ستھرائی

ماں باپ کو چاہئے کہ کم از کم ہفتے میں ایک مرتبہ بچی کو نہلانے کی عادت ڈالیں چھوٹی بچی کو ہفتے میں دو بار نہلایا جائے تو اور اچھا ہے بڑی بچیاں روز نہیں تو ہر دوسرے دن ضرور نہا کر کپڑے بدلیں۔ صاف ستھری رہیں۔ صابن ضرور استعمال کرائیں۔

نیم گرم پانی چھوٹے بچوں کے لئے ہر موسم میں مفید ہوتا ہے بچیوں کو ہر عمر میں بہت زیادہ ٹھنڈے پانی سے نہانے نہیں دینا چاہئے۔ خاص طور پر سردیوں میں بچی کو نصیحت کریں کہ گردن بغل اور ہاتھ پاؤں کے تمام جوڑوں کے نچلے حصے جو مڑتے ہیں نہاتے ہوئے اچھی طرح صاف کیا کریں اور مہینہ میں ایک آدھ بار پاؤں وغیرہ سخت چونے یا پتھر سے رگڑ کر صاف کرنے کی عادت ڈالیں خاص طور پر سردیوں میں۔

کھانے کے فوراً بعد نہانا۔ یا گرمی میں چل کر، دھوپ میں سے آ کر فوراً نہانا یا وضو کئے بغیر نہانا صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ سنت کے مطابق نہانے کی عادت ڈالیں۔

نہاتے وقت جسم کو رگڑنے کی نصیحت کریں اور بعد میں تولئے سے بھی جسم رگڑ کر صاف کرنے کی تلقین کریں تاکہ جسم کے مسامات کھل جائیں اور اچھی طرح صاف ہوں۔

سخت گرمیوں کے دنوں میں ہاتھ منہ اور پاؤں ٹھنڈے پانی سے دھونا صحت کے لئے بہت مفید اور سکون بخشتا ہے۔

نہانے سے پہلے روٹی کا ایک آدھ لقمہ منہ میں ڈال کر چبالیں۔ غسل خانے میں زیادہ دیر نہ لگائیں، غسل خانے میں ہی کپڑے وغیرہ بدل کر تولیہ سر پر لپیٹ کر باہر آئیں اگر باہر سردی ہے تو کوئی اور کپڑا (گرم) ساتھ لیجایا کریں تا کہ وہ لپیٹ کر باہر نکلیں۔ کہیں گرم سے ایک دم سرد کی طرف آ جائیں تو نقصان نہ ہو۔

گرم پانی سے نہا کر آنے کے بعد برف کا پانی فوراً نہ پئیں اگر گرمی کا موسم ہے تو ہلکا ٹھنڈا پانی وہ بھی کافی دیر بعد پی لیں اور سردی کے موسم میں چائے قہوہ سبز چائے وغیرہ پینا سردی کو کم کرتا ہے۔ موسمی کینو وغیرہ بھی استعمال کر سکتی ہیں۔

غسل خانے میں نہ پھسلنے والی چپل پہنیں اور آرام سے اونچی چیز پر بیٹھ کر نہانا چاہئے نہاتے وقت غسل خانے میں ادھر ادھر نہ چلیں۔ نہ ہی اندر سے بلاضرورت کسی سے بات کریں۔

ٹھنڈا پانی ٹھنڈے جسم پر استعمال نہ کریں ٹھنڈا پانی استعمال کرنے سے پہلے چل پھر کر جسم تھوڑا گرم کر لینا چاہئے۔ اسی طرح گرمی میں ٹھنڈے پانی سے نہانے کے بعد فوراً بدن صاف نہ کریں بلکہ تولیہ وغیرہ لپیٹ لیں تا کہ ٹھنڈے پانی کی ٹھنڈ سے بدن کو فائدہ ملے۔

نہانے کے لئے پانی نہ تو بالکل گرم ہو نہ ہی بالکل ٹھنڈا بلکہ ہلکا گرم یا تازہ پانی استعمال کرنا چاہئے گرم پانی کی عادت نقصان دہ ہوتی ہے اسی طرح زیادہ ٹھنڈا پانی بھی نقصان کرتا ہے۔

ہمیشہ سنت کے مطابق نہائیں۔

بیٹھنے کے آداب

لڑکی کے بیٹھنے کی ہیئت اس کے ادب، لیاقت اور اچھی تربیت کی دلیل ہوتی ہے

اس لئے بیٹھتے وقت بڑے وقار اور احترام سے بیٹھنا چاہئے۔

گھر والوں کے سامنے بیٹھتے وقت اعتدال کے ساتھ بیٹھے، جھک کر یا بالکل شاہانہ انداز سے کرسی یا صوفے پر ٹیک لگانے یا اپنے آپ کو صوفے کرسی پر دھم سے گرا دینے یا نیم دراز ہونے سے گریز کرے۔ یہ سب بے ادبی ہے۔

زمین پر بیٹھے تو پاؤں پھیلا کر یا چوڑی ہو کر نہ بیٹھے بلکہ پاؤں سمیٹ کر بیٹھے بڑی بچی یوں بھی نہ بیٹھے کہ کولہے زمین پر ٹکے ہوں اور گھٹنے کھڑے کر کے پنجے زمین پر ٹکے ہوں اس سے بہت بری ہیئت بن جاتی ہے ہاں اگر قمیص لمبی ہو اور پاؤں کولہے وغیرہ قمیص کے نیچے آ جائیں تو ایسا بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

صاف اور مناسب جگہ پر بیٹھے۔ بڑی عمر کے فرد سے احتراماً دور بیٹھے۔ بچی چار پانچ سال کی ہو جائے تو ہر ایک کی گود میں جا چڑھنے سے اسے منع کریں۔

سب کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر آگے پیچھے نہ ہلے اکیلے میں ایسے کرنے میں حرج نہیں بچوں کے سامنے اس طرح بیٹھے گی تو وہ بھی ایسا کرنے کی کوشش کریں گے۔

کھڑے ہونے کی حالت میں اگر زمین سے کوئی چیز اٹھانی پڑے تو کھڑے کھڑے جھک کر نہ اٹھائیں بلکہ اکڑوں بیٹھنے کی پوزیشن میں پنجوں کے بل بیٹھ کر اسے اٹھائیں۔ کرسی یا صوفے پر پاؤں رکھ کر یا ٹیڑھی ہو کر نہ بیٹھے۔ بڑوں کے سامنے اگر بیٹھنا ہو تو بالکل یوں بیٹھیں جیسے عارضی طور پر ٹک گئی ہو، یہ ان کے احترام کے لئے ہے ہاں اگر وہ صحیح بیٹھنے کو کہہ دیں تو پھر حرج نہیں۔

بوڑھیوں کی طرح جھک کر نہ بیٹھے نہ ہی جھک کر مطالعہ کرے بیٹھنے کی حالت میں دونوں گھٹنے نہ تو بہت زیادہ دور ہوں نہ بالکل چپکے ہوئے ہوں اسی طرح کھڑے ہونے کی حالت میں بھی پنجوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو نہ ہی بہت ہی ملے ہوئے ہوں۔ مطالعے کے لئے بہتر یہ ہے کہ سامنے ڈیسک رکھ کر پلتھی مار کر یا ایک پاؤں پر بیٹھ کر دوسرا کھڑا کر کے بیٹھے یا کرسی میز کا استعمال کرے۔ اگر زمین پر بیٹھ کر بغیر ڈیسک مطالعہ کرے تو مناسب ہیئت اختیار کرے۔

اور لکھنے کے لئے پاؤں پھیلا کر عمودی انداز سے اوپر کو اٹھا کر گھٹنوں پر گتہ رکھ کر لکھے۔ یا جو صورت آسان لگے جس میں بد ہیئت نہ لگے۔

چلنے کے آداب

بچی کو چلنے کا طریقہ بھی سکھانا چاہئے۔

چھوٹی ہو تو یہ کہ وہ پاؤں سیدھا رکھے ٹیڑھا نہ رکھے گھومتی ہوئی نہ چلے۔ بھاگتی ہوئی نہ چلے۔ چھوٹے قدم اٹھائے۔

جب بڑی ہونے لگے تو بہت زیادہ تیز یا بہت آہستہ نہ چلے درمیانی رفتار ہو لہک لہک کر مٹک کر سر ہلاتی ہوئی نہ چلے۔ چلتے ہوئے سامنے ذرا نیچی نظر رکھے۔ ادھر ادھر دیکھتی ہوئی نہ چلے۔

زمین پر ڈھیلا پاؤں نہ رکھے نہ ہی پاؤں گھسیٹتی ہوئی چلے یہ بری عادت ہے۔

اسکول یا مدرسہ اکیلے جانے والی بچیاں اپنا راستہ سیدھا چلیں ادھر ادھر نہ دیکھیں نہ ہی کسی اجنبی سے راستے میں بات کرے کوئی کچھ کہے تو دھیان دیئے بغیر آگے بڑھ جائیں۔

جب دوسری لڑکیوں کے ساتھ ہو تب راستے میں اونچی آواز سے بات کرنا، ہنسنا، یا اٹھلانا یا دوسرے کی نقل اتارتے ہوئے چلنا چھوٹی بڑی ہر عمر کی بچی کے لئے بہت بری عادت ہے۔

کوشش کریں کہ آپ کی بچی اسکول یا مدرسہ یا کالج اکیلی نہ جائے یا تو گھر کا کوئی فرد اسے چھوڑ کر آئے یا پھر معتمد اور شریف بچیوں کی ہمراہی میں جائے اور آئے

اگر کوئی ساتھی لڑکی میسر نہ ہو تو تنہا راستے میں بچیوں کا ایک ایسا ساتھی ہے جو انہیں مشکلات سے بچاتا ہے وہ ہے ''اعتدال'' چلنے میں اعتدال، سر جھکا کر نظریں سیدھی رکھنا اور وقار کے ساتھ منہ ڈھانپ کر آنا جانا۔ راستے میں کسی کی طرف نہ دیکھنا خاص طور پر بدتمیز چھچھورے قسم کے لڑکوں کی جانب بالکل نہیں دیکھنا چاہئے۔ نہ التفات کر کے نہ ہی

ترچھی نگاہوں سے۔

بس اسٹاپ پر گاڑی کے انتظار میں ہوں تو اکیلی نہ کھڑی ہو بلکہ جہاں لوگ کھڑے ہوں ان کے قریب کھڑی ہو اکیلی کھڑی ہونا عفت کے لئے خطرناک ہے۔

ہمیشہ راستے کے کنارے چلو درمیان میں چلنا نقصان دہ ہے اسی طرح سڑک پار کرتے وقت دائیں بائیں آنے جانے والی گاڑیوں کو دیکھ کر پار کرو۔

اپنے قدم کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی یا کسی کا برا چاہنے میں مت اٹھاؤ بلکہ ہمیشہ خیر بھلائی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں قدم اٹھاؤ تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر ہو۔

مردانہ جوتے پہن کر یا بہت زیادہ اونچی ہیل پہن کر مت چلو ایسا لباس یا جوتے پہن کر مت چلو کہ نظریں تمہاری طرف اٹھیں۔

پاؤں کے آداب

روزانہ اپنے پاؤں موسم کے اعتبار سے ٹھنڈے یا گرم پانی اور صابن سے دھونا چاہئیں۔ خاص طور سے انگلیوں کے درمیان ہاتھوں کی انگلی ڈال کر صفائی کریں کیونکہ پاؤں اس طرح نہ دھونے اور مستقل جراب پہننے سے بھی بدبو ہو جاتی ہے۔

جب کہیں بیٹھنا نصیب ہو جائے تو جوتے اتار کر بیٹھیں کہ ایک تو یہ سنت ہے دوسرے اس میں پاؤں کو آرام ملتا ہے۔

رات کو کبھی جراب پہن کر یا جوتے پہن کر نہ سوئیں...... پاؤں کے ناخنوں میں میل جمع ہونے نہ دیں۔

سونے کے آداب

سوتے وقت لیٹنے کی ہیئت بہت باوقار اور سمجھدارانہ ہونی چاہئے بچی کو اس کے بچپن سے ہی سوتے وقت لیٹنے کا سنت طریقہ بتائیں اور غلطی پر بار بار ٹوکیں۔

بستر جھاڑ کر اور شکنیں درست کر کے سونے کی عادت ڈالیں اور صبح اٹھ کر بستر کی شکنیں درست کریں اور چادر کمبل وغیرہ تہہ کر کے مقررہ جگہ رکھیں۔

سونے سے پہلے بچیوں کو اپنے امی ابو کو سلام کرنے کی عادت ڈالیں اور سونے کی دعا سکھائیں اور بڑی بچی اس کو معمول بنائے۔

سونے سے پہلے باتھ روم سے فارغ ہو کر اور وضو بنا کر آجائیں امی ابو کو سلام کریں بال بنا کر سمیٹ کر بستر جھاڑ کر پھر سوئیں۔

سونے کے لئے الگ کپڑوں کا جوڑا یا آرام دہ قسم کا جبہ نما مکمل سوٹ پہنیں۔ بچیوں کو آٹھ سے دس گھنٹے سونے دیں اور عشاء کی نماز کے فوراً بعد سلا دیں۔ اور صبح سویرے اٹھنے کی عادت ڈالیں۔ رات کو جاگنے اور دن کو سونے کی عادت بہت بری ہے۔

سیدھی کروٹ پر لیٹنے کی عادت ڈالیں اور سوتے ہوئے جب بھی آنکھ کھلے کروٹ پر سو جائیں۔ سیدھی کروٹ سونے سے دل مضبوط ہوتا ہے اور چت لیٹ کر سونے سے زیادہ دیر تک نیند رہتی ہے اور گہری آتی ہے۔ زیادہ سونے سے ویسے بھی سستی اور کاہلی رہتی ہے۔ جسم مضمحل رہتا ہے۔

پیٹ کے بل الٹا سونا کئی تکلیفیں پیدا کرتا ہے اور ڈراؤنے خواب آتے ہیں۔ نرم تکیہ استعمال کریں جو چھ سینٹی میٹر سے زیادہ اونچا نہ ہو زیادہ اونچا تکیہ گردن میں درد کر دیتا ہے اور خون کا دوران دماغ میں کم ہو جاتا ہے۔

ہاتھ پاؤں پھیلا کر نہ سوئیں۔ منہ ڈھک کر سونا تازہ سانس آنے میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کئی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔

بوڑھوں کی نیند چار سے چھ گھنٹوں کی کافی ہے۔ جبکہ نوجوان چھ گھنٹے سو لیں تو کافی ہے (جن کی عمر تیس سے زائد ہو) اور تیس سے کم عمر نوجوان آٹھ گھنٹے کی نیند لیں اور اس سے کم عمر بچے اور بھی زیادہ سوتے ہیں اور ان کو زیادہ نیند لینی چاہئے۔ عورتوں کی نیند مردوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے اور انہیں مردوں سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ چھ سات سال کے بچے بارہ گھنٹے تک سو لیں لیکن دس گھنٹے سے زیادہ سونے نہیں دینا چاہئے البتہ چھ سے کم عمر بچوں کو سونے دیا کریں۔

بچیوں کو زیادہ جاگنے نہ دیں کیونکہ اگر نیند پوری نہ ہو گی تو وہ چڑ چڑی اور بدمزاج

ہونے لگیں گی اور سر درد اور پیروں کے درد کی شکایت ہو جائے گی البتہ گرمیوں کی راتوں میں تھوڑا بہت ہوا میں جاگ لیں تو نشاط پیدا ہوتا ہے

دعا پڑھ کر سونے کی عادت ڈالیں۔

سردیوں میں رات کو اچھی طرح اڑھا کر سلائیں بچوں کو سردی کم لگتی ہے لیکن زبردستی انہیں اڑھائیں یا پھر کمرہ گرم کرنے کا انتظام کریں۔

بڑے اور بچے نمی والے علاقوں میں گرمی کی راتوں میں بھی کھلے آسمان تلے نہ سوئیں۔

چھوٹے اور بند کمرے میں زیادہ لوگ نہ سوئیں اس سے گھٹن ہوگی جو نقصان دہ ہے اگر ضرورت ہو تو پھر کھڑکیاں اور ہو سکے تو دروازہ کھول کر سوئیں۔

صبح ہوتے ہی بچوں کے کمرے کی کھڑکی اور دروازے کھول دیں تا کہ ہوا پار ہو جائے اور رات بھر کی گھٹن ختم ہو۔

سونے کے کمرے میں پھولوں کا رکھنا یا بہت خوشبو چھڑکنا نقصان دہ ہے۔

کھانے پینے کے آداب

بچی کو سکھائیں کہ وہ کھانے سے پہلے اور بعد میں وضو کر لیا کرے ورنہ کم از کم ہاتھ منہ دھولے اور کلی کر لے۔ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے اور دعا بھی پڑھے۔

دستر خوان پر بڑوں کے بیٹھنے کے بعد بیٹھے۔ بڑی بچی سب گھر والوں کے بیٹھنے کے بعد بیٹھے اور اپنے لئے مناسب جگہ چن لے۔ سکون سے بیٹھے زیادہ ہلے جلے نہیں نہ ہی دستر خوان کی چیزوں سے کھیلے زیادہ دیر دستر خوان پر نہ بیٹھے تا کہ زیادہ نہ کھائے۔

دستر خوان کے نہ بہت زیادہ قریب ہو نہ زیادہ دور جائے بلکہ آسانی سے جہاں سے کھانا کھا سکے بیٹھ جائے۔ دستر خوان پر پاؤں بھی نہ رکھے اگر کھانے کی میز پر ہو تو میز پر ہاتھ نہ ٹکائے نہ ہی اسے بجائے۔

سیدھے ہاتھ سے کھائے اور اپنی طرف سے کھائے چھوٹے لقمے بنائے

بہتر یہ ہے کہ اپنے گھٹنوں پر کوئی کپڑا رکھ لے تاکہ کھانا گرے تو کپڑے خراب نہ ہوں یہ کپڑا بچوں کی گردن سے لیکر گھٹنوں تک ہوتا ہے۔

پیٹوؤں اور ندیدوں کی طرح کھانے سے بچی کو منع کریں۔ دوسرا لقمہ اس وقت منہ میں ڈالے جب پہلا لقمہ نگل چکے۔ سالن میں بوٹیاں وغیرہ تلاش نہ کرے کوئی چیز ناپسند ہو تو اس کا اظہار نہ کرے۔

اگر کوئی بڑی عمر کی خاتون والدہ نانی دادی وغیرہ ساتھ کھا رہی ہوں تو ان کا خیال رکھے پانی کا پوچھے اور سالن یا روٹی وغیرہ مزید پلیٹ میں ڈالنے کا پوچھے۔

کھانا کھاتے وقت باتیں زیادہ نہ کرے خاص طور پر جب منہ میں لقمہ یا پانی ہو بالکل چپ رہ کر کھانا بھی مناسب نہیں۔ کھانے کے دوران مذاق اور لڑائی جھگڑے والی بات سے گریز کرے۔

دستر خوان پر دوسری جگہ کے کھانوں کا تذکرہ نہ کرے۔ کسی کے ہاں کھانا کھائے یا دستر خوان پر جب کوئی اسے کوئی چیز دے تو شکریئے کے ساتھ وصول کرے کوئی ناپسند چیز دستر خوان پر ہو تو یوں نہ کہے کہ یہ مجھے پسند نہیں۔ کھانے میں نمک یا مرچ کم یا زیادہ ہو تو اس کا اظہار نہ کرے۔

کھانے کے فوراً بعد پانی نہیں پینا چاہیے۔ اسی طرح دستر خوان پر کوئی پانی مانگے تو اس سے پہلے خود نہ پیئے۔ کھانے کے ایک گھنٹے یا آدھ گھنٹے بعد پانی پیئے۔

کھانے میں سب سے پہل نہ کرے نہ ہی ایسا ہو کہ سب سے آخر میں اٹھے البتہ دستر خوان پر مہمان ساتھ موجود ہوں تو ان کی خاطر داری کے لئے بیٹھی رہے اگرچہ کھانا کھا چکی ہو اور یہ تاثر دے کہ وہ بھی کھانے میں شریک ہے۔

کھانے کے بعد ہاتھ اچھی طرح صابن سے دھولے اور کلی کر کے دانت بھی صاف کرلے۔ کھانا صحیح وقت پر کھائیں۔ بچی کو بہت زیادہ گرم اور مرغن کھانوں سے پرہیز کرائیں۔ کھانے میں اگر سبزی اور گوشت دونوں موجود ہوں تو سبزی تین حصے اور ایک حصہ گوشت کھائیں۔ خوب چبا چبا کر کھائیں۔ 20 سے 30 منٹ میں کھانا کھالیں۔

بچی کو بالکل پیٹ بھر کر کھانا کھانے سے منع کریں بلکہ اسے سمجھائیں کہ کچھ بھوک ضرور باقی رہ جائے۔ آجکل کے اس جعلی غذاؤں کے دور میں تو ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ چاہے دن میں کتنی ہی بار کھائیں مگر تھوڑا تھوڑا کھائیں۔

جب سو کر اٹھیں یا کہیں سے تھک کر آ رہی ہوں تو فوراً ہی کھانا نہ کھائیں بلکہ کچھ دیر رک جائیں تھکاوٹ دور کریں اور اگر سو کر اٹھی ہیں تو تھوڑا سا فریش ہو لیں چل پھر لیں تا کہ بھوک لگ جائے۔

کھانا کھانے کے فوراً بعد نہیں سونا چاہئے نہ ہی کوئی کام کرنے لگیں۔ کم از کم دو گھنٹے بعد سوئیں کھانا ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں دعا پڑھیں اور دستر خوان اٹھانے میں والدہ اور بڑی بہنوں کی مدد کریں۔

بازار میں ملنے والے فاسٹ فوڈ برگر، سینڈوچ، چپس، چٹ پٹی بریانی کیک، پکوڑے، دہی بڑے کی چاٹ کولڈ ڈرنک آئس کریم، فالودے، بہت لذیذ اور کشش سے بھرپور ہوتے ہیں لیکن افسوس کہ یہ انسانی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں ان چیزوں سے بالکل پرہیز کرلیں تو کیا ہی بات ہے ورنہ ہفتے میں یا مہینے میں ایک آدھ بار ہی کھائیں بار بار کھانے سے صحت خراب ہوگی اور بلاوجہ پیسوں کا ضیاع ہے۔

بہت زیادہ ٹھنڈا اور فریزر سے نکلا ہوا پانی بھی صحت کے لئے نقصان دہ ہے لڑکیاں میٹھی چھالیہ بہت کھاتی ہیں مگر بعد میں ان کے شوہروں کو پریشانی ہو جاتی ہے وہ یہ کہ کبھی پتے میں پتھری تو کبھی گردے میں اور علاج مہنگا اپنے ہونے والے شوہروں پر ابھی سے رحم کھائیے اور ان چیزوں سے پرہیز کیجئے۔

اسی طرح سکرین ملا ہوا شربت بھی نہ پیا کریں۔ بہت زیادہ گرم چائے نقصان دہ ہے۔

پینے کے لئے صاف پانی سے بہتر کوئی مشروب نہیں ہے بچی کو بہت زیادہ ترغیب دیں کہ وہ خوب پانی پیا کرے پہلے زمانے کی ایک خاتون کی نصیحت جو بے شمار کتابوں میں نقل کی جاتی ہے اس میں بھی عورت کو زیادہ سے زیادہ پانی استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی

(یہ نصیحت ہماری مترجم کتاب (مومنات کا قافلہ اور ان کا اسلامی کردار) میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)

اپنی بچی کو دودھ پینے کی ترغیب دیں بلکہ شروع کی عمر میں اسے زبردستی پلائیں اور دودھ خالص اور نیم گرم ہو لیکن پہلے ابال لینا ضروری ہے۔ اسی طرح مختلف پھلوں کے جوس اس کے لئے بہتر ہیں بازار میں ملنے والے پیک جوس عموماً اچھے اور خالص نہیں ہوتے۔

اسی طرح قہوہ اور سبز چائے بھی بدن سے پسینہ نکالنے کی صفت کی وجہ سے بہترین مشروب ہیں لیکن چھوٹی بچیوں کے لئے نقصان دہ ہیں کیونکہ اس سے نیند اڑتی اور خون خشک ہوتا ہے۔ بڑی عمر کے مردوں اور عورتوں کے لئے ایک آدھ بار دن میں پینا مفید ہے۔

اسی طرح چائے بھی دن میں ایک دو کپ پی لینا صحیح ہے زیادہ چائے انسانی صحت کے لئے نقصان دہ ہے۔ البتہ موجودہ سائنس کی نئی تحقیق یہ ہے کہ چائے دل کے امراض کو مفید ہے لیکن کیا بھروسہ کہ یہ تحقیق صرف چائے بیچنے کا ایک بھونڈا پروپیگنڈا ہو۔

گرمیوں میں لیموں نچڑا ہوا سادہ پانی اور چینی کا شربت بہت مفید ہوتا ہے باقی دوسرے خشک پاؤڈر جو شربت بناتے ہیں اکثر نقصان دہ ہیں۔ اسی طرح چھاچھ اور لسی کا استعمال بھی مفید ہے۔ خواتین کے لئے خصوصاً بچیوں کے لئے ناریل کا خالص پانی بھی بہت اچھا ہے۔

بچیوں کے لئے ورزش

بچیوں کو ورزش کے لئے ایسے کھیلوں کی طرف توجہ دلانی چاہئے جو اس کے لئے شرعاً و اخلاقاً جائز ہوں خاص طور سے جو بچیاں گھروں میں اچھل کود کے کھیل کھیلتی ہیں وہ ورزش کے لئے کافی ہوتے ہیں۔

بچیوں کو جمنازیم اور میدانوں کی عادت نہیں ڈالنی چاہئے کیونکہ وہاں آنے والی

برگر فیملی کی خواتین بچیوں کے اخلاق اور خیالات پر گہرا اثر مرتب کرتی ہیں۔اگر چہ پردہ اور احتیاط کے ساتھ وہاں جانا بھی جواز رکھتا ہے۔

کسی کے ہاں آنے جانے کے آداب

رشتہ داروں اور عزیزوں سے ملنے، آنا جانا صلہ رحمی ہے لہٰذا کبھی کبھار آنا جانا ضرور چاہئے۔

مگر جانے سے پہلے اپنی بچیوں کو آداب بھی سکھایئے اور آئندہ کے لئے بھی ذہن نشین کرادیجئے کہ رشتہ داروں وغیرہ کے ہاں جانے کا کونسا وقت مناسب ہے۔

ایسے وقت میں جائیں جب ان کے کھانے، آرام، یا پڑھائی کا وقت نہ ہو زیادہ دیر نہ بیٹھیں اور جانے سے پہلے اطلاع کر دیں۔

بچیاں وہاں پہنچ کر بڑوں کو سلام کریں اور خواتین اور ہمعصر لڑکیوں سے ہاتھ بھی ملائیں لیکن مردوں سے یا ہمعصر رشتہ دار لڑکوں سے ہاتھ ملانا درست نہیں۔

اگر ماں باپ بچی کو اس بات کا ابھی سے پابند بنادیں گے تو وہ بالغہ ہونے کے بعد بھی ایسی ہی رہے گی ورنہ اس کے بعد بھی ہاتھ ملانے کی عادت رہے گی اور یہ عمل ناجائز ہے اس سے ایک دوسرے سے بے تکلفی بڑھتی ہے۔جو اخلاقی گراوٹ اور ناجائز اختلاط (گپ شپ وغیرہ) کا سبب بنتی ہے۔

کوئی خاتون اگر مطالعے میں مشغول ہیں یا محرم مرد تو ان سے اس وقت تک ہاتھ ملانے کو نہ بڑھائیں جب تک وہ فارغ نہ ہولیں اور ہاتھ ملانا کوئی ضروری عمل نہیں ہے کہ دوسرے کے ہاتھ مصروف ہوں اور آپ لگیں ہاتھ ملانے۔

چھوٹی بڑی بچیوں کو اس کے حقائق اچھی طرح سمجھادیں۔

اسی طرح چھوٹی عمر سے ہی حجاب اسکارف وغیرہ کی تربیت دیں تاکہ بڑے ہوتے ہوتے عادت پختہ ہو جائے۔

بڑی عمر کے محرم مردوں اور خواتین کو دیکھ کر دوپٹہ درست کرنا بہت اچھی روایت

اور عادت ہے۔ بچی بلوغت کے قریب ہو جائے تو اسے پردہ کروانا بہت قرین عقل و شرع ہے اور بلوغت کے بعد تو واجب ہے۔

اسی طرح اگر کسی مریض کی عیادت کے لئے جائیں تو زیادہ دیر نہ بیٹھیں کھلکھلا کر نہ ہنسیں اور نہ ہی اپنی ڈاکٹری جھاڑیں۔ بس حال احوال پوچھ کر تھوڑی دیر بیٹھ کر دعا دیکر چلنے کی اجازت لے لیں اور رخصت ہو جائیں۔

اگر کسی کے ہاں خدانخواستہ میت ہوگئی تو وہاں چھوٹی بچیوں کو نہ بھیجیں۔ بڑی بچیاں بھی اگر زیادہ قریبی رشتہ دار ہو تو جائیں ورنہ بڑوں کی شرکت کافی ہے۔

پھر بھی اگر کسی کے ہاں ایسی جگہ جائیں تو وہاں بھی انہی آداب کی رعایت رکھیں جو مریض کی عیادت کے سلسلے میں درج کئے گئے۔

البتہ مریض کے سامنے مسکراہٹ اور ہلکی ہنسی منع نہیں ہے میت کے گھر میں وہ بھی منع ہے اور دعا کے علاوہ ایسے جملے کہیں یا ایسی باتیں کریں جن سے غم ہلکا ہو جائے یا تسلی ہو۔

قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کی موت پر انسان کو رونا تو آتا ہی ہے اس لئے رنج و غم کا اظہار دل سے ہو رونا بھی منع نہیں ہے لیکن گلا پھاڑ کر رونا یا جان بوجھ کر بین کرنا جب کہ رونا نہ آرہا ہو۔ یا سینہ پیٹنا چہرے پر تھپڑ مارنا کپڑے پھاڑ لینا۔ پچھاڑیں کھانا یہ سب زمانہ جاہلیت کی رسمیں اور چونچلے ہیں اور سخت گناہ ہیں ان سے باز رہنا چاہئے۔

میت پر دوپٹے ڈالنا ایک قبیح رسم ہے میت کے سامنے ہاتھ جوڑ کر معافیاں مانگنا بھی بے فائدہ ہے البتہ اس کے لئے اتنا استغفار اور ایصال ثواب کریں کہ اندازہ ہو کہ میت کی روح کو خوشی ہوئی ہوگی۔

جنازہ میں صرف مرد جاتے ہیں خواتین اور بچیوں کو جانا درست نہیں ہے۔

گفتگو کے آداب

اپنی بچی کو تربیت دیں کہ

نبی کریم ﷺ ایسی گفتگو فرماتے تھے جو نہ فضول ہوتی تھی نہ جھگڑے والی نہ ہی تکلف سے بناوٹی گفتگو کرتے تھے۔ صاف ستھری بات کرتے سچ بولتے ضرورت کے مطابق بولتے تھے۔ نہ کسی کی غیبت کرتے تھے نہ کسی کا مذاق اڑاتے، نہ توہین کرتے، غلط بات سن کر خاموش رہتے تھے جواب نہیں دیتے'' (سوائے یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے خلاف کوئی بات ہوتی تو آپ ﷺ چپ نہ رہتے تھے) جھوٹ بولنا، غیبت کرنا چغلی کھانا گفتگو کے سب سے بڑے عیب ہیں۔ رسول ﷺ کی گفتگو ہمیشہ ان سے پاک ہوتی تھی۔

بچی کو سمجھائیے کہ گفتگو میں نرم لہجہ صاف گفتگو اور شیریں بیانی اختیار کرے کوئی نازیبا یا ادب سے گری ہوئی بات منہ سے نہ نکالے۔

غصے کی بات کا جواب غصہ سے نہ دے۔ کوئی غلط بات منہ سے نکل جائے تو اس کا اعتراف کر کے معافی و تلافی کر لے۔

ہر سنی سنائی بات آگے نہ بیان کرے اگر کوئی کہے کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے تو اس سے ناراض نہ ہوں بلکہ کہہ دیں کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا سچ کہتی ہوں اور سچ ہونے پر ہو سکے تو دلیل پیش کریں۔

زیادہ لمبی اور بہت زیادہ مختصر گفتگو نہ کرے۔ گفتگو کے دوران مذاق کر کے بات کی سنجیدگی اور اہمیت ختم نہ کرے۔

اگر کوئی پر لطف بات ہنسی کی یا لطیفہ کی بات کرے تو سہیلیوں سے پہلے خود نہ ہنسے ورنہ اس کی بات غیر اہم ہو جائے گی۔

اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنے اپنی تعریف خود نہ کرے کوئی نیک کام کیا ہو تو اس کے اجر کی امید اللہ تعالیٰ سے کرے لوگوں سے داد و تحسین حاصل کرنے کے لئے اسے بیان نہ کرے۔

جس بات سے یا فعل سے غرض نہ ہو اس کو معلوم کرنے یا تجسس کی فکر میں نہ پڑے۔ کسی کا راز افشاء نہ کرے۔

اپنی گفتگو میں ایسی بات نہ کرے جس سے کسی کو رنج یا تکلیف ہو۔ نامحرم کی نازیبا بات سن کر خاموش نہ رہے ورنہ اسے حوصلہ ہوگا۔ فوراً ڈانٹ دے اور اگر وہ نامحرم اجنبی بھی ہوتو اپنے اہل خانہ کو اطلاع ضرور کر دے تاکہ اسے کوئی نقصان یا ضرر نہ پہنچ سکے۔

کوئی شخص ڈرائے یا عجیب بات کرے تو اس سے بھی خوفزدہ ہونے کے بجائے اپنے امی ابو یا بڑے بھائی کو بتادے۔

اپنے گھر کی کوئی راز والی بات کسی اور کے سامنے نہ کرے نہ بیجا تعریف کرے نہ بے جا برائی کرے۔

بچی کو دین کی موٹی موٹی باتیں بچپن میں بتادیں

بچی کو بچپن سے ہی اسلام اور اس کے عقائد و احکام کے بارے میں موٹی موٹی باتیں بتا دینی چاہئیں کیونکہ بچپن میں جو آپ بتا دیں گے وہی اس کے ذہن میں نقش ہو جائے گا۔

چنانچہ بچی کو بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو پیدا کیا ہے وہی ہمیں رزق دیتا ہے وہی پالتا ہے اور وہی مشکلوں میں انسان کی مدد کرتا ہے اور ہمیں مرنے کے بعد اسی کے پاس واپس جانا ہے اور زندگی بھر کئے ہوئے اچھے برے اعمال کا حساب دینا ہے۔

اللہ کی عبادت اس کی تعظیم، محبت و اطاعت ہم پر واجب ہے لہٰذا تمہیں اور ہم سب کو اس کی تعظیم اور اس سے محبت اپنے ماں باپ کی تعظیم اور محبت سے بھی زیادہ کرنی ہے۔

اور اللہ سے محبت اور اس کی تعظیم کی دلیل یہ ہے کہ اس کے احکام کی پابندی کریں اور اس کی منع کردہ باتوں سے دور رہیں اور ان کو نہ کریں۔

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ افراد ہوتے ہیں وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور انسان ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کام کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں کہ وہ اس کا پیغام ہم تک پہنچائیں ہر نبی اپنے زمانے کا سب سے زیادہ معزز اور بڑا

بزرگ ہوتا ہے۔ اس لئے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانے کی معزز ترین ہستی اور سب سے بزرگ ہوتے تھے۔

ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کی محبت اور تعظیم واجب ہے اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان سے کوئی نازیبا بات سرزد نہیں ہوتی۔ ہر دور میں اور ہر قوم میں نبی بھیجے جاتے تھے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے لگ بھگ ہے۔

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول تھے وہ آخری نبی تھے ان کے بعد کوئی نبی نہ آیا تھا نہ ہی کوئی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی کتاب قرآن کریم نازل فرمائی، قیامت تک کے لئے ہمارے لئے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ اس کے احکامات کبھی نہیں بدلیں گے نہ ہی کوئی انہیں بدلنے یا ترمیم کرنے کا حق رکھتا ہے۔ قرآن کریم کی ہر بات کو ماننا فرض ہے جو اس کے کسی حکم سے انکار کرتا ہے وہ اللہ کے دین میں نہیں رہتا بلکہ خارج ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کو مرتد کہتے ہیں اور جو شروع سے ہی اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا قرآن کریم کو نہیں مانتا اسے کافر کہتے ہیں۔

اسلام ہمارا دین ہے جس میں ہمیں حلال اور حرام کے بارے میں بتایا جاتا ہے اور جو کرنا ہے اس کا حکم دیا جاتا ہے جو نہیں کرنا اس سے منع کیا جاتا ہے۔

ہمیں اسلام نے اپنے کپڑے اور بدن ہر قسم کی گندگی سے پاک رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں اپنے خیالات اور عقیدے بھی صاف رکھنے چاہئیں۔

اسلام کے پانچ ارکان ہیں ایمان، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج۔

ایمان کلمہ طیبہ کی گواہی کو کہتے ہیں۔ نماز مخصوص اعمال ہیں جو دن بھر میں پانچ مرتبہ ادا کی جاتی ہے۔ زکوٰۃ اپنے مال میں سے غریبوں، مسکینوں وغیرہ کو دی جاتی ہے اور سال میں رمضان کے مہینہ میں ہم روزہ رکھتے ہیں اور حج اللہ تعالیٰ کے گھر خانہ کعبہ میں ہوتا ہے۔

خانہ کعبہ مکہ میں ہے مکہ سعودی عرب میں ہے اسی طرح ہمارے نبی اور رسول

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا روضہ اطہر مدینہ منورہ میں ہے جو کہ سعودی عرب کا ہی ایک شہر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ہم پر یہ حق ہے کہ ہم ان کے اقوال اور ارشادات کو مانیں اور ان کے طریقہ پر چلیں جسے سنت کہتے ہیں اور جب ان کا نام لیا جائے تو درود پڑھیں اور جب موقع ملے درود وسلام ان پر پڑھیں۔

رسول اللہ ﷺ پر جو لوگ ایمان لائے اور انہیں دیکھا انہیں صحابی کہتے ہیں۔ صحابی کی جمع ''صحابہ'' ہے جن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب تھی ان میں سے بڑے صحابہ چار ہیں جو اللہ کے رسول ﷺ کے بعد خلیفہ اسلام بھی بنے ان میں سب سے افضل اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں دوسرے نمبر پر افضل خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں تیسرے نمبر پر افضل خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ چوتھے نمبر پر افضل خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ازواج مطہرات آنحضرت ﷺ کی بیویوں کو کہا جاتا ہے وہ سب امت مسلمہ کی مائیں ہیں ان میں زیادہ مشہور اور افضل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں آپ ﷺ کی چار بیٹیاں اور تین بیٹے تھے (قاسم، عبداللہ، ابراہیم (ایک قول کے مطابق طاہر اور طیب بھی الگ نام تھے ورنہ یہ قاسم اور عبداللہ کی کنیت (نک نیم) ہیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا)

ایک دن قیامت آجائیگی سب کچھ فنا ہو جائے گا اور پھر دوبارہ سب کو زندہ کر کے حساب کتاب لیا جائے گا اچھے اعمال اور عقیدے والے جنت میں اور برے اعمال اور برے عقیدے والے جہنم میں ڈالے جائیں گے...... واللہ اعلم

خواتین ہوشیار باش

ملی بے پردگی سے بیبیوں کی خاک میں عزت
لقب جن کا تھا بیگم اب انہیں کہتے ہیں سب جانی
نہ کھانا پردہ در سے بھولی بھالی بیبیو دھوکا
کہ باتیں تو مہذب ہیں مگر نظریں ہیں شہوانی
نہ جانا مسٹروں کی ظاہر تہذیب پہ ہر گز
ملے موقع تو پھر نہ دیکھیں یہ اندھی نہ کانی
نہ سمجھ کافی تو عورت کے لئے دل کے پردے کو
یہ ہے اغوائے شیطانی نہیں پیغام ربانی
جہاں مردوں کی باتیں ملیں آنکھیں لڑی نظریں
کہاں پہ دل کا پردہ کہاں پھر آنکھ کا پانی

از محترمہ خیر النساء بہترؒ
والدہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

مسلمان زادیاں

شاعر پاکستان، قومی ترانے کے خالق جناب حفیظ جالندھری صاحب مرحوم نے ایک مسلمان زادی کا جو نقشہ سیرت بیان کیا ہے اسے ملاحظہ کیجئے۔

شرم و عزت والیاں ہوتی ہیں عصمت والیاں
وہ حسن کی شہزادیاں پردے کی ہیں آبادیاں
چشم فلک نے آج تک دیکھی نہیں جن کی جھلک
سرمایہ چشم و حیا زیور ہے ان کے حسن کا
شوہر کے دکھ سہتی ہیں وہ منہ سے نہیں کہتی ہیں وہ

کب سامنے آتی ہیں وہ غیرت سے کٹ جاتی ہیں وہ
اعزاز ملت ان سے ہے نام شرافت ان سے ہے
ایمان پر قائم ہیں وہ پاکیزہ و صائم ہیں وہ

☆ عورت کی حیاء اور زینت بزبان شہزادی زیب النساء بنت عالمگیر شاہ ہندؒ

(۱) گرچہ من لیلی لباسم دل چوں مجنوں بے نواست
سر بصحرا می زدم لیکن حیا زنجیر پا است
(۲) عاشقان ایزدی راسر بسر باشد حیا
چوں تو مرغ بے حیاء کے حیا زنجیر پا است
(۳) دختر شاہم و لیکن بفقر آوردہ ام
زیب و زینت بس ہمیں نام من زیب النساء است

ترجمہ: ”اگرچہ میں لیلیٰ کے لباس میں (عورت) ہوں مگر دل مجنوں کی طرح بے قرار ہے صحرا میں سر پٹک سکتی ہوں مگر حیا پاؤں کی زنجیر ہے۔ (۲) خدا کے عاشقوں میں حیا لازمی ہوتی ہے اگر تو بے حیا آوارہ ہے تو حیا زنجیر پا کیسے ہوگی (۳) میں بادشاہ کی بیٹی ہوں مگر غربت کے ساتھ آئی ہوں۔ بناؤ سنگھار صرف اتنا ہے کہ میرا نام زیب النساء ہے۔[1]

[1] یہ الگ الگ مواقع کے اشعار ہیں مگر ایک شہزادی حیا اور زیب و زینت کو کیا کہتی ہے؟ اس میں مسلمان خواتین کے لئے بہترین سبق اور عبرت ہے۔

صُفّہ اور اصحابِ صُفّہ

اِسلام کی پہلی درسگاہ صُفّہ کا تعارُف اوراِس میں تعلیم وتربیت
پانے والے صحابۂ کرامؓ کے جادُواثر حالات کا منفرد اور دلچسپ مجمُوعہ

مؤلف
مولانا مفتی مبشر صاحب

بیتُ العلُوم
۲۰- نابھہ روڈ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

شہدائے صحابہ رضی اللہ عنہم

مؤلف

مولانا آصف نسیم صاحب

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون، ۷۳۵۲۴۸۳

دیگر شہروں میں بیت العلوم کے اسٹاکسٹ

ملتان	**کراچی**	**راولپنڈی**
بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان	ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی
کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	بیت القلم گلشن اقبال کراچی	**اسلام آباد**
بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی	مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان	دار القرآن اردو بازار کراچی	المسعود بکس F-8 مرکز اسلام آباد
فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	مرکز القرآن اردو بازار کراچی	سعید بک بینک F-7 مرکز اسلام آباد
اسلامی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	عباسی کتب خانہ اردو بازار کراچی	پیر بک سنٹر آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد
دار الحدیث بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی	**پشاور**
ڈیرہ غازی خان	علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی	یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور
مکتبہ زکریا بلاک نمبر۱۰ ڈیرہ غازی خان	**کوئٹہ**	مکتبہ سرحد خیبر بازار پشاور
بہاول پور	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	لندن بک کمپنی صدر بازار پشاور
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	**سرگودھا**	**سیالکوٹ**
بیت الکتب سرائیکی چوک بہاولپور	اسلامی کتب خانہ پھولوں والی گلی سرگودھا	بنگش بک ڈپو اردو بازار سیالکوٹ
سکھر	**گوجرانوالہ**	**اکوڑہ خٹک**
کتاب مرکز فریئر روڈ سکھر	والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
حیدرآباد	مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک
بیت القرآن چھوٹی گٹی حیدر آباد	**راولپنڈی**	**فیصل آباد**
حاجی امداد اللہ اکیڈمی جیل روڈ حیدر آباد	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	مکتبۃ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
امداد الغرباء کورٹ روڈ حیدر آباد	فیڈرل لاء ہاؤس چاندنی چوک راولپنڈی	ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد
بھٹائی بک ڈپو کورٹ روڈ حیدر آباد	اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی	مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
کراچی	بک سنٹر ۳۲ حیدر روڈ راولپنڈی	اقراء بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد
ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی	علی بک شاپ اقبال روڈ راولپنڈی	مکتبہ قاسمیہ امین پور بازار فیصل آباد